

GOVERNMENT OF TAMILNADU

اُردو

برائے ساتویں جماعت

URDU READER

Standard 7

Department Of School Education

Untouchability is Inhuman and a Crime

Government of Tamil Nadu

First Edition - 2019

Reprint - 2020, 2021, 2022,

2023, 2024

(Published under New Syllabus)

Content Creation

State Council of Educational
Research and Training

© SCERT 2019

Printing & Publishing

Tamil Nadu Textbook and Educati
Services Corporation

www.textbooksonline.tn.nic.in

پیش لفظ

تعلیم کا مقصد نہ صرف علم کا حصول ہے، بلکہ طلبہ کے مستقبل کے خواب کو سچ کر دکھانے کی پہلی منزل بھی ہے۔ نصابی کتابیں نہ صرف طلبہ کی رہ نمائی کرتی ہیں، بلکہ اگلی نسل کے لئے بھی ایک مشعل راہ ثابت ہوئی ہیں۔ اس کتاب میں والدین، اساتذہ اور طلبہ کے ذہنی خاکوں کو عملی جامہ پہنایا گیا ہے۔

اسی کے ساتھ درج ذیل مقاصد کی تکمیل کی ایک بہتر کوشش بھی کی گئی ہے۔

اسباق کو رَٹنے کے بجائے تخلیقی راہ بتانا۔

- اردو زبان و ادب، نظم، نثر، قواعد اور ان کی لسانی بنیادوں کو بچوں کے ذہنوں میں پیوست کرنا۔
- سائنسی نقطۂ نظر سے تدریس - اس طریقے سے طلباء میں خود اعتمادی پیدا کرنا
- طلباء کے ذہنوں کی گرہوں کو کھولنا اور ان کے مستقبل کو روشن، کامیاب اور تابناک بنانا۔
- حصولِ علم کے دوران انہیں محدود نگاہ کے نظریہ سے ہٹا کر وسیع النظری کی طرف لے جانا۔
- امتحانوں میں ناکامی کے خوف سے پیدا ہونے والی احساس کمتری کو دور کر کے تعلیم کے عمل کو آسان تر بنانا۔

یہ کتاب کو جدّت پسندی، گہرے فہم اور طالب علموں کی نفسیات کے مطابق تشکیل دی گئی ہے۔

امید قوی ہے کہ یہ مرتب کردہ کتاب آپ کو علم و ادب کی ایک نئی دنیا میں لے جائے گی۔

قومی ترانہ

جن گن من ادھنا یک جئے ہے

بھارت بھاگیہ ودھاتا

پنجاب سندھ گجرات مراٹھا

دراوڑ اتکل ونگا

وندھیہ ہماچل یمنا گنگا

اچھل جل دھی ترنگا

توا شبھ نامے جاگے

توا شبھ آشش ماگے

گاہے توا جئے گاتا

جن گن من گل دایک جے ہے

بھارت بھاگیہ ودھاتا

جے ہے جے ہے جے ہے

جے جے جے جے ہے

رابندر ناتھ ٹیگور



6 urdu reader index
Tuesday, February 11, 2020 9:17:46 PM

تمل زبان کی عظمت

(ترجمہ)

حسینۂ زمین، پرجوش سمندر کو اوڑھے ہوئے ہے۔ خطۂ بھارت، اس حسینہ کا دمکتا ہوا چہرہ ہے۔ علاقۂ دکن اس چہرے کی پروقار ہلال نما پیشانی ہے، جس پر دراوڑ کا مہکتا ہوا تلک لگا ہوا ہے۔

اے قابل فخر دوشیزہ تمل! اے دوشیزہ تمل!

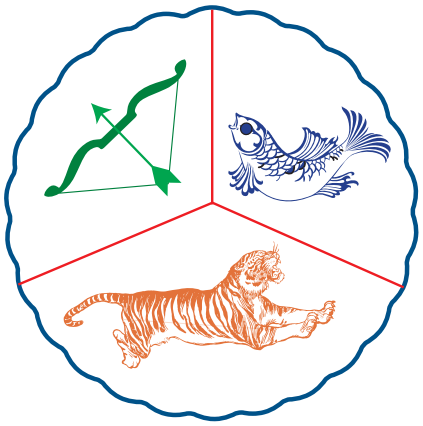
تو ہی اس تلک کی خوشبو ہے، جس سے سارا جہاں لطف اندوز ہو رہا ہے۔ دنیا کا چپہ چپہ تیری مہکتی خوبیوں سے معطر ہو رہا ہے۔

ہم تیری پرشکوہ، سدا بہار جوانی کے جوہر پہ حیراں، بے خودی کے عالم میں تیری عظمت کے گیت گاتے ہیں۔

اے دوشیزہ تمل زندہ باد! پائندہ باد!

مترجم : سجاد بخاری

پے۔سندرم پلّے منون منیم





قومی یکجہتی کا اقرار

''اقرار کرتا ہوں کہ میں ملک عزیز کو متحد رکھنے، اس کی سالمیت کو برقرار رکھنے اور اسے مضبوط بنانے کی ہر ممکن کوشش کروں گا''۔

''یہ بھی اقرار کرتا ہوں کہ میں تشدد کا کبھی ساتھ نہیں دوں گا، ہر قسم کی مذہبی، لسانی، علاقائی، سیاسی اور اقتصادی اختلافات کو پُر امن اور دستوری طریقہ سے حل کرنے کی کوشش کروں گا''۔



اقرار نامہ

ہندوستان میرا وطن ہے۔ سارے ہندوستانی میرے بھائی بہن ہیں۔ مجھے اپنے وطن سے محبت ہے۔ اور میں اس کے بھرپور اور گوناگوں ورثے پر نازاں ہوں۔ میں ہمیشہ اس کا اہل بننے میں کوشاں رہوں گا۔ میں اپنے ماں باپ، اساتذہ اور بزرگوں کا احترام کروں گا اور ہر ایک سے اخلاق کے ساتھ پیش آؤں گا۔ میں اپنے وطن اور اس کے باشندوں کے لئے جاں نثاری کا اقرار کرتا ہوں۔ انہیں کی خوش حالی اور فراغت میں میری مسرت پوشیدہ ہے۔

اس کتاب کا طریقہ استعمال

حصہ نظم



حصہ نظم کا مطالعہ کرنے، نظم سے متعلق دلچسپی پیدا کرنے کے لئے دیا گیا ہے۔

سیکھنے کے مقاصد



اس سے طلباء کے اندر سیکھنے کی صلاحیتیں اجاگر ہوں گی

نصابی کتاب

علم کی شمع کو طلباء کے اندر جلانے کے لئے نصابی کتاب کا یہ مواد فراہم کیا گیا ہے۔

کیا تم جانتے ہو؟

درس وتدریس کے عمل میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے ''کیا تم جانتے ہو'' جیسے عنوانات دئے گئے ہیں

سوالات (محاسبہ)



مختلف سطح کے طلباء کو مدنظر رکھ کر تیار کئے گئے ہیں۔

شاعر یا مضمون نگار کا تعارف کیا گیا ہے تاکہ طلباء کے اندر ان سے متعلق معلومات حاصل کرنے کا ذوق بیدار ہو۔

قواعد



اردو زبان کے بنیادی قواعد کو جاننے کے لئے قواعد دئے گئے ہیں۔

حاصل کلام/ حاصل مطالعہ



نظم یا نثر میں جو کچھ سیکھا ہے اس کو سمجھ کر اس کا ماحصل لینا۔

ڈھونڈئے اور تلاش کیجئے



درس و تدریس کے دوران انٹرنٹ اور دیگر الکٹرانک آلات کی مدد لینا۔



تلاش کیجئے اور جانئے۔

لسانی سرگرمیاں:

فہرست مضامین

برائے میعاد - 1 (Term -1)

اکائی - 1

حصۂ نظم	حمد	مقبولؔ آمبوری	1
حصۂ نثر	حضرت عثمان غنیؓ	محمد مسلم، آمبوری	5
حصۂ غزل	غزل	صفی اورنگ آبادی	10
سرسری مطالعہ	حاتم کی سخاوت	میر امّن دہلوی	14
قواعد	اسم عام کی قسمیں		18

اکائی - 2

حصۂ نظم	بچوں سے خطاب	علامہ اقبالؔ	20
حصۂ نثر	پلاسٹک کے مضر اثرات	ڈاکٹر پیش امام نذیر احمد	23
حصۂ غزل	غزل	اشفاق الرحمٰن مظہر	29
سرسری مطالعہ	سونے کی کھیتی	سید اشتیاق حسین	32
قواعد	اسم عام کی قسمیں		35

اکائی - 3

حصۂ نظم	تعلیم نسواں	اکبرؔ الہ آبادی	37
حصۂ نثر	آنکھوں کی حفاظت	کے۔عبدالرحیم، پرنام بٹ	40
حصۂ غزل	غزل	میر مہدی مجروحؔ	45
سرسری مطالعہ	بے وفائی کا انجام	ماخوذ	48
قواعد	ضمیر کی قسمیں		51

زبانی یاد کرنے کی نظم

حمد کے پہلے پانچ اشعار

فہرست مضامین

برائے میعاد - 2 (Term-2)

اکائی - 4

حصۂ نظم	نعت	ماہر القادری	53
حصۂ نثر	سورج گرہن اور چاند گرہن	سید مسعود احمد ترپاتوری	57
حصۂ غزل	غزل	حسن فیاض	63
سرسری مطالعہ	ہوشیار کسان	اے۔محمد عارف	66
قواعد	بناوٹ کے لحاظ سے اسم کی تین قسمیں		69

اکائی - 5

حصۂ نظم	مخمسیات (دکنی نظم)	مخمّل مدراسی	72
نثر	گھر کی تربیت	ذکاءاللہ دہلوی	75
حصۂ غزل	غزل	الطاف حسین حالؔی	80
سرسری مطالعہ	آدھا کمبل	ابرار محسن (تلخیص: لیس محمد جابر)	83
قواعد	جنس کے لحاظ سے اسم کی قسمیں		88

زبانی یاد کرنے کی نظم

نعت کے پہلے پانچ اشعار

فہرست مضامین

برائے میعاد 3- (Term -3)

اکائی - 6

حصۂ نظم	نوالہ	علی سردار جعفری	90
حصۂ نثر	وطن کے رنگ برنگے پھول	ماخوذ	94
حصۂ غزل	غزل	پی۔ یس عبدالباری مخلصؔ	99
سرسری مطالعہ	کہیں آہ نہ لگ جائے	سید محمود، پرنام بٹ	102
قواعد	بے جان اسموں کی تذکیر و تانیث		106

اکائی - 7

حصۂ نظم	میں ملک میں لکھ پڑھ کے بہت نام کروں گا	سیمابؔ اکبرآبادی	108
حصۂ نثر	مثبت اور منفی سوچ کے اثرات اور نتائج	حافظ ابرارالحق حسن	112
حصۂ غزل	غزل	داغؔ دہلوی	116
سرسری مطالعہ	فلسفی نوکر (لوک کہانی)	ماخوذ	119
قواعد	واحد جمع		122

اکائی - 8

حصۂ نظم	مرغِ اسیر کی نصیحت	پنڈت دیا شنکر نسیمؔ	124
حصۂ نثر	حادثات کے موقع پر حفاظتی تدابیر	ماخوذ	128
غزلیات	غزل	حنیف ساغرؔ	133
سرسری مطالعہ	ایک سوتیلی ماں ایسی بھی	منشی پریم چند	136
قواعد	مونث کی جمع بنانے کے قاعدے		140

زبانی یاد کرنے کی غزل

غزل عبدالباری مخلص

اکائی 1

حصّہ نظم

حمد

مقبولؔ آمبوری

حمد کی تعریف

حمد ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں شاعر عاجزی وانکساری کے ساتھ خدا کی تعریف وتوصیف بیان کرتا ہے، اس کی رحمتوں اور برکتوں کا تذکرہ کرتا ہے اور پھر آخر میں اسی سے نہایت ادب واحترام، عاجزی اور انکساری کے ساتھ دعا مانگتا ہے۔

شاعر کا تعارف

مقبولؔ آمبوری 1890ء میں بمقامِ آمبور پیدا ہوئے، آپ کو نظم وغزل دونوں اصنافِ سخن پر دسترس حاصل تھی۔ اس کے علاوہ آپ نے قومی ومذہبی نظموں سے بھی اپنے ذوق کی تسکین کی صورت پیدا کی۔ آپ کو شاعر علامہ محوؔی صدیقی کی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ آپ کا انتقال 20/جنوری 1958ء کو ہوا۔

یارا ہے کہاں مجھ کو تری حمد و ثنا کا
بے شک تو ہی خلّاق ہے کل ارض و سما کا
تو قادر و قیّوم ہے تو واحد و یکتا
مالک ہے حقیقت میں تو ہی روزِ جزا کا
ہے ذات مبرّا تری ہر عیب و خطا سے
معبود ہے برحق تو ہی ہر شاہ و گدا کا
آقا کوئی جب تیرے سوا ہو نہیں سکتا
ہر بندہ طلب گار ہے بس تیری رضا کا
تو ربِّ دو عالم ہے کرم عام ہے تیرا
ممنون ہے ہر ایک ترے فضل و عطا کا
ہے دل میں تمنّا یہی ہر وقت کہ یا رب
بن جاؤں میں پیکر تیری تسلیم و رضا کا
غفار ہے تو لاج ہے اب تیرے ہی ہاتھوں
پیمانہ ہے لبریز اب مرے عیب و خطا کا

اس حمد کے پانچ اشعار کو زبانی یاد کیجئے۔

حاصلِ کلام

شاعر مقبولؔ آمبوری اس '' حمد '' میں اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے اللہ! تیری حمد وثنا بیان کرنا میرے بس کی بات نہیں، بے شک تو ہی آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا، ہر چیز پر قدرت رکھنے والا اور اسے برقرار رکھنے والا ہے، تو اکیلا ہے اور بدلہ کے دن (یومِ قیامت) کا مالک ہے۔

تیری ذات تمام کمزوریوں سے پاک ہے اور تو ہی تمام بادشاہوں اور فقیروں کا معبودِ حقیقی ہے، تجھ جیسا آقا کوئی ہو نہیں سکتا اسی لئے تو ہر بندہ تیری رضا اور خوشی کا طالب ہے۔ دونوں جہاں کا رب تو ہی ہے اسی لئے ہر جگہ تیرا کرم عام ہے اور ہر ایک تیرے فضل و عطا کا احسان مند ہے۔

ہر وقت میرے دل میں یہی تمنا اور خواہش ہوتی ہے کہ میں پورے طور پر تیری تسلیم و رضا کا پیکر بن جاؤں، خدایا! میں اپنے تمام عیب وخطا کے باوجود تجھ ہی سے مغفرت چاہتا ہوں کیونکہ تو ہی گناہوں کا بخشنے والا ہے اور کل کے دن تو ہی میری لاج رکھنے والا ہے۔

کیا تم جانتے ہو؟

ہے ذات مبرّا تری ہر عیب وخطا سے
معبود ہے برحق تو ہی ہر شاہ و گدا کا

شاعر نے اس شعر میں '' شاہ وگدا '' کا ذکر کیا ہے۔ یہ الفاظ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اسے اردو اصطلاح میں ''صنعت تضاد'' کہتے ہیں۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے

حمد وثنا	=	تعریف کرنا	خلاق	=	بہت پیدا کرنے والا
ارض	=	زمین	سماء	=	آسمان
قادر	=	قدرت رکھنے والا	یارا	=	قوت، حوصلہ، طاقت
قیوم	=	قائم رہنے والا۔ مستحکم۔ خدا تعالیٰ کا صفاتی نام	لبریز	=	بھرا ہوا
واحد و یکتا	=	تنہا۔ اکیلا	روزِ جزاء	=	بدلہ کا دن یعنی قیامت
مبّرا	=	پاک۔ بے عیب	عیب	=	برائی۔ خرابی
معبود	=	عبادت کے لائق	شاہ وگدا	=	بادشاہ اور فقیر
آقا	=	مالک	سوا	=	بغیر۔ علاوہ
دو عالم	=	دو جہاں۔ دنیا و آخرت	کرم	=	بخشش۔ عنایت
ممنون	=	احسان مند	فضل	=	مہربانی
تمنا	=	خواہش۔ آرزو	غفار	=	بہت زیادہ بخشنے والا

II۔ واحد اور جمع اپنی کاپی میں لکھئے اور یاد کیجئے:

عیب	+	عیوب	پیمانہ	+	پیمانے
خطا	+	خطائیں	تمنا	+	تمنائیں
حقیقت	+	حقیقتیں، حقائق	حق	+	حقوق
بندہ	+	بندے			

III۔ اضداد اپنی کاپی میں لکھ کر یاد کیجئے:

آقا	×	غلام	عام	×	خاص
عیب دار	×	بے عیب	مالک	×	نوکر
حق	×	ناحق	ارض	×	سماء
حقیقت	×	بے حقیقت			

IV ۔ مصرعوں کو مکمل کیجئے:

1۔ یارا ہے کہاں مجھ کو .....
..... کل ارض وسما کا

2۔ ..... ہو نہیں سکتا
ہر بندہ طلب گار ہے .....

V۔ مناسب ترین الفاظ منتخب کر کے خالی جگہ بھرتی کیجئے:

1۔ یارا ہے کہاں .....تری حمد وثنا کا
(الف) مجھ کو (ب) تجھ کو (ج) کس کو

2۔ ہے ..... مبّرا تری ہر عیب وخطا سے
(الف) بات (ب) مات (ج) ذات

3۔ ہے دل میں تمنا یہی ..... کہ یارب
(الف) ہر پل (ب) ہر وقت (ج) ہر منٹ

4۔ ..... ہے تو لاج ہے اب تیرے ہی ہاتھوں
(الف) غفار (ب) ستار (ج) جبار

5۔ معبود ہے برحق تو ہی ہر.....کا
(الف) جاہ وجلال (ب) شاہ وگدا (ج) شان وشوکت

VI جوڑ لگائیے:

الف		ب
تو قادر و قیوم ہے	-	بس تیری رضا کا
معبود ہے برحق تو ہی	-	مرے عیب و خطا کا
ہر بندہ طلب گار ہے	-	تو واحد و یکتا
تو ربِّ دو عالم ہے	-	ہر شاہ و گدا کا
پیمانہ ہے لبریز اب	-	کرم عام ہے تیرا



VII درجِ ذیل سوالوں کے مختصر جوابات لکھئے:

(1) حمد کی تعریف کیجئے؟

(2) اللہ تعالیٰ کس چیز کا خالق ہے؟

(3) شاہ و گدا کے معنی لکھئے؟

(4) اللہ تعالیٰ کی رضا کا کون طلب گار ہے؟

(5) شاعر اپنے دل میں کس بات کی تمنا رکھتا ہے؟

(6) کس چیز کا پیمانہ لبریز ہے؟

VIII تفصیلی جواب لکھئے:

(1) شاعر نے اس نظم میں اللہ تعالیٰ کی تعریف و توصیف اور اس کی ذات و صفات کا کس طرح تذکرہ کیا ہے؟

(2) ”حمد“ اس نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

عملی سرگرمی:



(1) آپ کی پسند کی کوئی ایک ”حمد“ تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھئے۔

(2) ”حمد“ کے مشہور شعراء کی ایک فہرست استاد کی مدد سے تیار کیجئے۔

بکھرے موتی

- غیبت نیک اعمال کو کھا جاتی ہے۔
- توبہ گناہوں کو کھا جاتی ہے۔
- نیکی بدی کو کھا جاتی ہے۔
- صبر بلاؤں کو کھا جاتا ہے۔
- غصہ عقل کو کھا جاتا ہے۔
- جھوٹ رزق کو کھا جاتا ہے۔
- عدل ظلم کو کھا جاتا ہے۔
- تکبر علم کو کھا جاتا ہے۔

اکائی 1

حصّۂ نثر

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

محمد مسلم، آمبوری

سیکھنے کے مقاصد

- صحابہ کرامؓ کی زندگی کے حالات سے واقفیت پیدا کرانا۔
- حضرت عثمان غنیؓ کے اخلاق وعادات کو اپنانے کی کوشش کرنا۔
- باہمی امداد کے جذبے کو ابھارنا۔
- طبیعت میں انکساری کی صفت پیدا کرنا۔

تیسرے خلیفہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے والد کا نام عفان ہے۔آپ کا تعلق قریش کے شریف اور اعلیٰ خاندن سے ہے۔آپ حضور اکرم ﷺ کے قریبی رشتہ داروں میں سے ہیں۔

آپؓ بچپن ہی سے نہایت نیک، سچے اور پاکباز آدمی تھے۔شرم وحیا کے پیکر تھے۔عفت و پاک دامنی آپ کی صفت تھی، بے حیائی کی باتوں سے بہت دور رہتے اور ہمیشہ نیک لوگوں کی صحبت میں رہنا پسند کرتے تھے۔حضرت ابوبکرؓ سے بہت زیادہ دوستی اور محبت تھی۔ انہی کی دعوت پر آپؓ نے اسلام قبول کیا۔آپؓ سابقین اولین میں سے ہیں اور آپ کا شمار عشرۂ مبشرہ میں ہوتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کے اسلام قبول کرنے پر حضور اکرم ﷺ بہت خوش ہوئے لیکن آپؓ کے چچا حکم بن ابوالعاص نے آپؓ کو ایک رسی سے باندھ دیا اور کہا۔ جب تک تم اپنے باپ دادا کے مذہب پر واپس نہ آؤ گے ہم تمہیں تکلیف دیتے رہیں گے لیکن آپ اسی پر مضبوطی سے جمے رہے اور کہا ''خدا کی قسم میں نہ دینِ اسلام چھوڑوں گا اور نہ ہی اس سے الگ رہوں گا''۔ یہ سنتے ہی آپؓ کے چچا نے آپ کو رہا کر دیا۔

مکہ والوں کی زیادتیاں جب زیادہ ہونے لگیں تو آپؓ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی۔ چند دنوں کے بعد مدینہ منورہ کی ہجرت کا حکم ملا تو وہاں ہجرت کر گئے۔اللہ کے نبی ﷺ نے آپ کے اخلاق سے متاثر ہو کر اپنی بیٹی حضرت رقیہؓ کو آپ کے نکاح میں دے دیا۔مدینہ منورہ آکر چند ہی دنوں میں حضرت رقیہؓ وفات پا گئیں۔آپؓ کو اپنی بیوی کی جدائی اور حضور ﷺ کی رشتہ داری سے دوری پر بہت دکھ ہوا تو پیارے نبی ﷺ نے اپنی دوسری بیٹی حضرت امّ کلثومؓ کے ساتھ آپؓ کی شادی کر دی۔اسی لئے آپؓ کو ''ذوالنّورین'' کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کے والد ایک کامیاب تاجر تھے۔باپ کے انتقال کے بعد آپؓ نے اپنی فراست وہوشیاری سے تجارت کو خوب ترقی دی اور اس کا دائرہ کئی ملکوں تک پھیلا دیا۔جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کے مال میں برکت اور زیادتی دی تھی اسی طرح راہِ خدا میں خرچ

کرنے کا بے پناہ جذبہ بھی آپ کو عطا فرمایا تھا اسی لئے آپؓ کو پیارے رسول ﷺ نے ''غنی'' کا خطاب عطا فرمایا۔

حضرت عثمانؓ بہت ہی متواضع اور نرم دل انسان تھے۔ مسجدوں کی تعمیر اور مرمت و اصلاح کے لئے اپنا پیسہ خرچ کرنا آپ کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ یہی نہیں بلکہ خدمتِ خلق کا جذبہ بھی آپ کے اندر کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ مدینہ منورہ میں عام لوگوں کے لئے پانی کی تنگی کے باعث ایک یہودی سے ہزاروں درہم میں کنواں خرید کر وقف کر دیا۔ اسی طرح آپؓ نے امہات المؤمنین کے لئے علاحدہ علاحدہ مکانات کی تعمیر بھی فرمائی۔

حضرت عثمانؓ کے دل میں دوسروں کی مدد کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ غریبوں، بیواؤں اور بے کسوں کی مدد کر کے خوش ہوتے تھے۔ آپ کا معمول یہ تھا کہ ہر جمعہ ایک غلام خرید کر آزاد کرتے، ایک اندازہ کے مطابق 2400 غلام آپ نے آزاد کئے ہیں۔ اسی طرح ہر جمعہ ایک اونٹ ذبح کر کے اس کا گوشت غریبوں میں تقسیم فرماتے تھے۔

حضرت عمرؓ کی شہادت کے بعد حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے تمام صحابہ سے مشورہ کر کے حضرت عثمان بن عفانؓ کو خلیفہ منتخب کیا۔ سب نے آپؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت عثمانؓ کا سب سے بڑا کارنامہ قرآن مجید کا جمع کرنا ہے۔ ویسے تو قرآن حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے ہی میں کتابی شکل میں مرتب کیا جا چکا تھا لیکن اس نسخے کی اشاعت نہیں کی گئی تھی۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں فتوحات کا سلسلہ شروع ہوا اور نئے نئے لوگ اسلام میں داخل ہوئے تو قرآن مجید کی تلاوت کے لہجوں میں اختلاف ہوا، اگرچہ کہ سب قراتیں صحیح تھیں لیکن اس بات کا قوی اندیشہ تھا کہ یہ اختلاف کہیں امت میں انتشار کا سبب نہ بن جائے اس لئے حضرت عثمانؓ نے قرآن پاک کے اصل نسخہ سے نقل اتار کر تمام ممالک میں بھیج دیا اس طرح آپؓ نے ساری امت کو ایک قرأت پر جمع کر دیا۔ اسی وجہ سے آپ کو ''جامع القرآن'' کہا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ حضرت عثمانؓ نے اپنی خلافت کے دور میں بہت سے نمایاں کارنامے انجام دئے ہیں جن میں بیت المال کو منظّم کرنا، حجاز میں نہروں کا جال بچھانا اور مدینہ منورہ کو سیلاب سے بچانے کے لئے ڈیم کی تعمیر کرنا ہے۔ اس کے علاوہ آپؓ کے زمانے میں اسلامی مملکت کی بڑے پیمانے پر توسیع ہوئی اور برّ اعظم افریقہ تک آپ کے مبارک دور میں اسلام کی دعوت پہنچی۔

آپؓ تقریباً بارہ سال تک خلافت کے فرائض انجام دیتے رہے۔ اس مدت میں نئی سڑکیں، پل اور مسافر خانے بنوائے۔ مسجد نبویؐ کی آپؓ نے دوبارہ تعمیر کی۔ عوام کے لئے کنویں کھدوائے۔ سرکاری عمارتوں اور دفاتر کا قیام عمل میں آیا اور نئے سکّوں کا اجراء فرمایا۔

حضرت عثمانؓ کی سخاوت اور انکساری کو دیکھ کر حضور ﷺ دعا فرماتے تھے۔ ''اے اللہ! میں عثمانؓ سے راضی ہوں۔ تو بھی ان سے راضی ہو جا۔'' ایک دفعہ مدینہ منورہ میں قحط پڑ گیا۔ بارش نہ ہونے کے سبب غلہ اور اناج کی پیداوار بہت ہی کم ہوگئی۔ پورے شہر میں غربت پھیل گئی۔ حضرت عثمانؓ کا ایک تجارتی مال سو اونٹوں پر لدا ہوا ملکِ شام سے مدینہ منورہ پہنچا تو لوگوں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اتنے میں مدینہ منورہ کے تاجر لوگ دوڑتے دوڑتے آئے، اس ارادہ سے کہ آپؓ سے مال خرید کر خوب نفع کمائیں گے۔ حضرت عثمانؓ نے ان سے پوچھا تم لوگ اسے کتنی قیمت میں خریدو گے؟ تاجروں نے کہا ہم آپ کو دُگنا نفع دیں گے۔ آپؓ نے ان کو جواب دیا کہ اتنا نفع تو مجھے پہلے ہی سے مل رہا ہے۔ تاجروں نے پھر نفع بڑھا دیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ اتنا نفع تو مجھے پہلے ہی سے مل رہا ہے۔ یہ سن کر وہ

حیران ہوئے اورانہوں نے پوچھا۔ مدینہ منورہ میں کون سا ایسا تاجر ہے جو ہم سے بھی زیادہ قیمت بڑھا کر آپ سے مال خریدے گا تو آپؓ نے جواب میں فرمایا۔ مجھے پروردگار نے ایک کے بدلے دس دینے کا وعدہ کیا ہے پھر آپؓ نے حکم دیا کہ یہ پورا مال مدینہ کے غرباء اور مساکین پر تقسیم کر دیا جائے۔

حضرت عثمان غنیؓ کے اقوال مختصر اور پُر حکمت ہوا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے کہ اللہ کے ساتھ تجارت کرو تو بہت نفع ہوگا۔ نیز فرماتے تھے کہ دنیا کی فکر کرنے سے تاریکی پیدا ہوتی ہے اور آخرت کی فکر کرنے سے روشنی پیدا ہوتی ہے۔ آپؓ کا یہ بھی قول ہے کہ سب سے زیادہ بربادی یہ ہے کہ کسی کو بڑی عمر ملے اور وہ سفرِ آخرت کی کچھ تیاری نہ کرے۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کے ابتدائی چھ سالوں میں ملک میں امن وامان رہا۔ اس کے بعد کے چھ سالوں میں بغاوتیں اور سازشیں شروع ہوگئیں۔ آپؓ کے مکان کا چالیس دن تک محاصرہ کیا گیا۔ آپ پر پانی بند کیا گیا، دشمنوں سے آپ کی حفاظت کے لئے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ وغیرہ بہت سے صحابہ نے پہرہ داری کا فریضہ انجام دیا، مگر دشمن مکان کے پشت کی دیوار کو پھاند کر اندر داخل ہوئے۔ آپؓ اس وقت قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ باغیوں نے آپ پر تلوار سے حملہ کر کے آپؓ کو شہید کر دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ سے راضی ہو، آپ کی نیکیوں کو قبول فرمائے اور اس کا بہترین اجر عطا فرمائے۔



- حضرت عثمانؓ کو جامع القرآن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔
- عشرہ مبشرہ ان دس خوش نصیب صحابہ کو کہا جاتا ہے جن کا نام لے کر رسول اللہؐ نے جنت کی خوش خبری سنائی تھی۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

عفت	=	پاک دامنی	صحبت	=	ساتھ
تاجر	=	بیوپاری	فراست	=	چالاکی۔ ذہانت
غنی	=	مال دار	تواضع	=	خاکساری
مشغلہ	=	کام	مملکت	=	حکومت
پیمانہ	=	سطح	توسیع	=	پھیلانا۔ وسعت دینا
غربت	=	غریبی	بغاوت	=	سرکشی
اقوال	=	باتیں	تاریکی	=	اندھیرا
محاصرہ	=	گھیراؤ	پہرہ داری	=	حفاظت کا کام
پشت	=	پیچھے	امہات المؤمنین	=	سارے مسلمانوں کی مائیں۔ مراد حضور اکرمؐ کی بیویاں

II واحد اور جمع اپنی کاپی میں لکھئے اور یاد کیجئے:

تکلیف	+	تکلیفیں	لقب	+	القاب
مکان	+	مکانات	عمل	+	اعمال

ہدایت	+	ہدایات	فتح	+	فتوحات
ملک	+	ممالک	بغاوت	+	بغاوتیں
دفتر	+	دفاتر			

III اضداد اپنی کاپی میں لکھ کر یاد کیجئے:

اعلیٰ	×	ادنیٰ	شریف	×	رذیل
تکلیف	×	آرام	نرم دل	×	سخت دل
تنگی	×	خوش حالی، فراخی	عدل	×	ظلم
امن	×	بدامنی			

IV خالی جگہ بھرتی کیجئے

(1) حضرت عثمانؓ کا تعلق قریش کے شریف اور.....خاندان سے تھا۔

(2) ..... نے حضرت عثمانؓ کو ایک رسی سے باندھ دیا۔

(3) ..... کے والد ایک کامیاب تاجر تھے۔

(4) حضرت عثمانؓ کا سب سے بڑا کارنامہ ..... تھا

(5) ..... تک حضرت عثمانؓ کے دور میں اسلام کی دعوت عام ہوگئی

V جوڑ لگایئے:

الف	ب
مکہ والوں کی تکلیفیں زیادہ ہونے لگیں	- اور نرم دل انسان تھے
حضرت عثمانؓ کے اسلام قبول کرنے پر	- حضور کریم ﷺ نے دعا مانگی۔ اے اللہ! تو عثمان سے راضی ہوجا۔
حضرت عثمان نہایت ہی متواضع	- ملک میں خوب امن وامان رہا
حضرت عثمانؓ کی تواضع اور انکساری کو دیکھ کر	- آپؓ کے چچا حکم بن ابوالعاص نے آپؓ کو ایک رسی سے باندھ دیا
حضرت عثمانؓ کی خلافت کے ابتدائی چھ سالوں میں	- تو آپ نے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی

VI درج ذیل سوالوں کے ایک یا دو جملوں میں جواب لکھئے:



(1) حضرت عثمانؓ کون تھے اور ان کا تعلق کس خاندان سے تھا؟

(2) حضرت عثمانؓ بچپن سے کس قسم کے اخلاق کے مالک تھے؟

(3) حضرت عثمانؓ کے اسلام قبول کرنے پر ان کے چچا نے کیا سلوک کیا؟

(4) حضرت عثمانؓ کو ذوالنورین کے لقب سے کیوں یاد کیا جاتا ہے؟

(5) حضرت عثمانؓ کے خدمت خلق کے کوئی دو کام بتایئے؟

(6) حضرت عثمانؓ ہر جمعہ کون سے دو اہم کام انجام دیتے تھے؟

(7) جامع القرآن کس کو اور کیوں کہا جاتا ہے؟

(8) حضرت عثمانؓ کی مدت خلافت کتنی تھی؟

VII تفصیلی جوابات لکھئے:

(1) حضرت عثمانؓ کی ابتدائی زندگی کے حالات لکھئے؟

(2) حضرت عثمانؓ اور خدمتِ خلق پر ایک مختصر نوٹ لکھئے؟

(3) حضرت عثمانؓ کی سخاوت کا کوئی واقعہ قلمبند کیجئے؟

لسانی صلاحیتیں



اس مضمون کو غور سے پڑھئے اور ذیل کے سوالوں کے جواب دیجئے۔

کتابیں ہماری ساتھی ہیں۔ تنہائی میں ہم ان سے باتیں کرتے ہیں۔ ہماری باتیں تو وہ نہیں سنتیں، لیکن ہم ان کی ایک ایک بات کو غور سے سنتے ہیں۔ اگر ہم بری کتابوں کے مطالعہ میں وقت صرف کرتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہم اتنی دیر برے ساتھی کی صحبت میں وقت گذارتے ہیں۔ اب اس برے ساتھی پر تو ہم اپنی اچھائیوں کا کوئی اثر نہیں ڈال نہیں سکتے، اس لئے کہ کتابیں ہماری سنتی ہی کب ہیں۔ البتہ ان کی باتوں کا ہمارے اوپر گہرا اثر پڑے گا اور بری صحبت کا انسان کے اوپر کتنا برا اثر پڑتا ہے، یہ تم خوب جانتے ہو۔ کیا کوئی شریف آدمی کبھی بری صحبت کو پسند کرے گا؟ اسی طرح اچھی کتابیں بہترین ہم نشیں ہوتی ہیں۔ جتنی دیر ہم ان کا مطالعہ کرتے ہیں، ان کی اچھی اچھی باتوں کا ہم پر اثر ہوتا ہے۔ ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ ہمیں اچھے ہم نشیں ملیں، تاکہ ہم بھی ان کی طرح اچھے ہو جائیں۔

مناسب جوابوں کا انتخاب کیجئے :

1۔ کتابیں ہماری ..... ہیں۔
i) دشمن ii) دوست iii) ساتھی

2۔ تنہائی میں ہم ان سے ..... ہیں۔
i) باتیں کرتے ii) کھیلتے iii) مذاق کرتے

3۔ ہم اتنی دیر برے ساتھی کی صحبت میں ..... ہیں۔
i) باتیں کرتے ii) وقت گذارتے iii) مذاق کرتے

4۔ بری صحبت کا انسان کے اوپر ..... اثر پڑتا ہے۔
i) اچھا ii) برا iii) کچھ بھی

5۔ ہر شخص چاہتا ہے کہ ہمیں اچھے ..... ملیں۔
i) دشمن ii) دوست iii) ہم نشیں

اکائی 1

حصّۂ غــزل

غزل

صفؔی اورنگ آبادی

غزل کی تعریف

غزل اردو شاعری کی ایک مشہور و مقبول صنف ہے۔ اس کے لغوی معنی عورتوں سے بات چیت کرنے کے ہیں۔ عام طور پر غزل میں عشقیہ مضامین باندھے جاتے ہیں لیکن اب اس صنف میں ہر قسم کے مضامین کے باندھنے کا رواج عام ہو چکا ہے۔ اس کا پہلا شعر مطلع اور آخری شعر مقطع کہلاتا ہے۔ اس کے سب سے اچھے شعر کو ''بیت الغزل'' یا ''شاہِ بیت'' کہتے ہیں۔



شاعر کا تعارف

صفؔی اورنگ آبادی کا پورا نام بہبود علی صفؔی ہے آپ کی پیدائش جونا بازار، اورنگ آباد میں 1310ھ کو ہوئی۔ آپ مدرسہ نظامیہ کے فیض یافتہ تھے۔ مزاج بڑا قلندرانہ تھا، کئی دفتروں میں ملازم رہے لیکن کہیں مستقل نہیں رہے۔ کیفؔی کے شاگرد تھے جن کو داغؔ سے تلمذ حاصل تھا۔ غالباً زبان کا مذاق داغؔ سے ورثہ میں ملا تھا۔ لیکن ان کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے بڑی خوب صورتی سے چابک دستی کے ساتھ ٹکسالی زبان میں دکن کے روزمرہ محاوروں کا استعمال کرکے شاعری کو باغ و بہار بنا دیا۔ ان کے انتقال کے غالباً دس سال بعد ان کے ایک شاگرد خواجہ شوقؔ نے آپ کا ایک مختصر دیوان ''پراگندہ'' کے نام سے شائع کیا۔ بس یہی استاد صفؔی کی یادگار ہے۔ آپ کا انتقال 1373ھ میں ہوا۔

سیکھنے کے مقاصد



- ظاہر سے زیادہ باطن پر توجہ دینا
- عاجزی وانکساری کی صفت اپنانا
- ''مسکراہٹ بڑا اثر رکھتی ہے'' اسے واضح کرنا۔

جب کبھی تیری دید ہوتی ہے — ہم غریبوں کی عید ہوتی ہے
جھک کے ملنا بڑی کرامت ہے — اس سے دنیا مرید ہوتی ہے
اچھے گُن دیکھ، اچھی شکل نہ دیکھ — سنکھیا بھی سفید ہوتی ہے
آپ کے ایک مسکرانے پر — ہم کو کیا کیا امید ہوتی ہے
آپ اپنی کہیں نہ میری سنیں — یوں ہی گفت و شنید ہوتی ہے

اس کے وعدے پہ جی رہا ہے صفؔی
ہائے کیا شئے امید ہوتی ہے



حاصلِ کلام

شاعر صفؔی کہتے ہیں کہ میری ملاقات جب بھی میرے محبوب سے ہوتی ہے تو مجھے ایسی مسرت و شادمانی نصیب ہوتی ہے جیسے کہ عید اور اس کی خوشیاں آ گئی ہوں۔ ان کا عاجزی وانکساری سے ملنا ان کے عمدہ اخلاق اور فرماں برداری ہی کو ظاہر نہیں کرتا بلکہ یہ بھی پتہ دیتا ہے کہ دنیا ان کی مرید ہو چکی ہے۔ اسی لئے انسان کو چاہئے کہ وہ حسنِ سیرت اور اچھے اخلاق پر نظر رکھے، نہ کہ خوب صورتی پر کیونکہ زہر کا رنگ بھی سفید ہی ہوتا ہے۔

شاعر اپنے محبوب سے خطاب کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آپ کی ایک مسکراہٹ ہمارے دل و دماغ پر چھا کر بہت ساری امیدیں جگا دیتی ہے، آپ کی بات چیت میں اتنی مٹھاس ہے کہ مجھے اس سے غرض نہیں کہ آپ کیا کہہ رہے ہیں یا کیا سن رہے ہیں بلکہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ آپ سے یوں ہی بات چیت ہوتی رہے یا آپ یوں ہی سنتے رہیں۔

آخر میں شاعر کہتے ہیں امید نام کی کسی چیز کو میں نہیں جانتا بس محبوب کے وعدوں پر تکیہ کئے جی رہا ہوں۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے

دید	=	دیدار، نگاہ	امید	=	آرزو
کرامت	=	کرشمہ،	مرید	=	معتقد، مطیع، فرماں بردار
گن	=	صفت، عادت	سنکھیا	=	ایک قسم کا زہر
مسکراہٹ	=	تبسم	گفت وشنید	=	بولنا اور سننا۔ بات چیت
وعدہ	=	اقرار، عہد و پیمان			

II واحد جمع لکھئے اور یاد کیجئے

غریب	+	غرباء	عید	+	عیدیں
کرامت	+	کرامات، کرامتیں	مرید	+	مریدین
شکل	+	شکلیں	امید	+	امیدیں
وعدہ	+	وعدے	شئے	+	اشیاء

III اضداد لکھئے اور یاد کیجئے

تیری	×	میری	غریب	×	امیر
دنیا	×	آخرت	سفید	×	سیاہ
امید	×	نا امیدی	مرید	×	پیر

IV مناسب ترین جواب منتخب کر کے لکھئے:

(1) جب کبھی ..... دید ہوتی ہے۔

(الف) میری (ب) تیری (ج) پیاری

(2) ..... کے ملنا بڑی کرامت ہے۔

(الف) جھک (ب) بیٹھ (ج) اکڑ

(3) اس سے ..... مرید ہوتی ہے۔

(الف) عورت (ب) جماعت (ج) دنیا

(4) سنکھیا بھی ..... ہوتی ہے۔

(الف) کالی (ب) سفید (ج) سرخ

(5) ہم کو کیا کیا ..... ہوتی ہے۔

(الف) ثرید (ب) دید (ج) امید

V مصرعوں کو مکمل کیجئے

1۔ ..... اچھی شکل نہ دیکھ

2۔ آپ اپنی کہیں .....

3۔ یونہی ..... ہوتی ہے

4۔ اس کے وعدے پہ .....

5۔ ..... امید ہوتی ہے

VI جوڑ لگایئے:

ہم غریبوں کی	-	مرید ہوتی ہے
اس سے دنیا	-	مسکرانے پر
جھک کے ملنا	-	عید ہوتی ہے
آپ کے ایک	-	سفید ہوتی ہے
سنکھیا بھی	-	بڑی کرامت ہے

VI مختصر جوابات لکھئے:



(1) شاعر نے کس بات کو اپنی عید کہا ہے؟

(2) جھک کر ملنے کو کرامت کیوں کہا جاتا ہے؟

(3) ’’ سنکھیا سفید ہوتی ہے ‘‘ شاعر کی اس سے کیا مراد ہے؟

(4) مسکرانے سے کیا ہوتا ہے؟

(5) دنیا کس وصف پر مرید ہوتی ہے؟

نبی کریم ﷺ کی چند اہم نصیحتیں

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا کہ آپؐ نے فرمایا۔ اے لڑکے!

1) تو اللہ کے حق کی حفاظت کر، اللہ تیری حفاظت فرمائیں گے۔
تو اللہ کے حقوق کی حفاظت کر، تو ہر وقت اللہ کو اپنے سامنے پائے گا۔

2) جب تو مانگے تو اللہ ہی سے مانگ۔

3) جب مدد طلب کرے تو اللہ ہی سے مدد طلب کر۔

4) اور اس بات کو اچھی طرح جان لے کہ تمام لوگ اکٹھا ہو کر تجھے نفع پہنچانا چاہیں تو اس کے علاوہ کوئی نفع نہیں پہنچا سکتے، جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے مقدر کر دیا ہے۔

5) اور تمام لوگ جمع ہو کر تجھے کوئی نقصان پہنچانا چاہیں تو اس کے سوا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے، جو اللہ تعالیٰ نے لکھ دیا ہے۔

اکائی 1

سرسری مطالعہ

حاتم کی سخاوت (خلاصہ)

میر امّن دہلوی

عرب میں نوفل نام کا ایک بادشاہ حاتم سے شہر میں اس کی سخاوت کے مشہور ہونے پر سخت دشمنی کیا کرتا تھا۔ ایک بار وہ بہت سارا لشکر لے کر حاتم سے لڑنے کے لئے نکل پڑا۔ حاتم اللہ سے ڈرنے والا اور نیک مرد تھا۔ اس نے یہ سمجھا کہ اگر میں بھی جنگ کی تیاری کروں تو خدا کے بندے اس لڑائی میں ناحق مارے جائیں گے اور بڑی خون ریزی ہوگی۔ اس کا عذاب میرے نام لکھا جائے گا۔ یہ بات سوچ کر اپنا سب کچھ چھوڑ کر وہ ایک غار میں چھپ گیا۔ جب حاتم کے غائب ہونے کی خبر نوفل کو ملی تو اس نے حاتم کی دولت ہڑپ کر لی اور اس کے سارے مال و اسباب کو ضبط کر لیا اور یہ اعلان کر دیا کہ '' جو کوئی اسے ڈھونڈ کر پکڑ لائے گا اسے پانچ سو اشرفیاں انعام میں دئے جائیں گے ۔ یہ سننا ہی تھا کہ سب انعام حاصل کرنے کی خاطر اس کی لالچ میں پڑ گئے اور حاتم کو تلاش کرنا شروع کر دیا۔

ایک روز ایک بوڑھا، اور اس کی بڑھیا، دو تین چھوٹے چھوٹے بچے لکڑیاں توڑنے کے لئے اس غار کے پاس پہنچے جہاں حاتم پوشیدہ تھا اور لکڑیاں اس جنگل سے چننے لگے'' ۔

بڑھیا بولی کہ آج کل ہماری حالت ٹھیک نہیں ہے۔ اگر حاتم کہیں سے مل جائے اور اسے پکڑ کر نوفل کے پاس لے جائیں تو ہمیں پانچ سو اشرفیاں مل سکتی ہیں۔ اس کے بعد یہ دکھ درد کے دھندے چھوڑ کر ہم آرام سے زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

بوڑھے نے کہا کیا بک رہی ہے۔ ہماری قسمت میں بس یہی ہے کہ ہم لکڑیاں توڑیں اور سر پر دھر کر بازار میں بیچیں، تب روٹی میسر ہوگی۔ یا کسی دن ہمیں باگھ پکڑ کر کھالے۔ اپنا کام کر اور بے کار قسم کی بات مت کر۔ عورت نے ٹھنڈی سانس لی و رچپ ہوگئی۔

اسی جگہ کہیں حاتم چھپا ہوا تھا، اس نے ان دونوں کی باتیں سنیں۔ اس کے دل نے کہا'' مروت یہ نہیں ہے کہ جان کے ہلاک ہونے کی خاطر کہیں چھپ کر بیٹھا جائے اور ان دونوں بے چاروں کو مطلب تک نہ پہنچائے۔

سچ ہے اگر آدمی میں رحم نہیں تو وہ انسان کہلانے کے قابل نہیں اور جس کے جی میں درد نہیں وہ قصائی سے کم نہیں ۔

دردِ دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں

غرض حاتم کی جواں مردی نے یہ قبول نہیں کیا کہ وہ اپنے کانوں سے یہ سب سن کر خاموش چھپا رہے۔ وہ فوراً باہر نکل آیا اور اس بوڑھے سے کہا کہ '' اے پیارے! حاتم میں ہی ہوں۔ مجھے نوفل بادشاہ کے پاس لے چل، وہ مجھے جیسے ہی دیکھے گا اپنا وعدہ پورا کرے

گا اور جو کچھ اس نے دینے کا اقرار کیا ہے وہ تمہیں دے دے گا۔

بوڑھے نے کہا ''سچ ہے کہ اس صورت میں وہ مجھے انعام تو ضرور دے گا لیکن پتہ نہیں کہ وہ تیرے ساتھ کیا سلوک کرے گا؟ اگر وہ تجھے مار ڈالے تو میں کیا کروں؟ یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا کہ تجھ جیسے انسان کو حرص وطمع کی خاطر دشمن کے حوالے کردوں۔ اس کا دیا ہوا مال میں کتنے دن کھاؤں گا اور کب تک جیوں گا؟۔ایک نہ ایک دن تو مرنا ہی ہے، پھر اللہ کو کیا منھ دکھاؤں گا؟

حاتم نے بہت منت وسماجت کی اور کہا کہ ''مجھے لے چل، میں اپنی خوشی سے یہ بات کہتا ہوں اور ہمیشہ میں اسی آرزو میں رہتا ہوں کہ میرا جان و مال کسی کے کام آجائے تو بہتر ہے۔لیکن وہ بوڑھا کس طرح راضی نہ ہوا کہ حاتم کو نوفل کے پاس لے جا کر انعام حاصل کرلے۔

آخر لاچار ہوکر حاتم نے کہا '' اگر تو مجھے یوں نہیں لے جاتا تو میں آپ سے سے آپ بادشاہ کے پاس جا کر کہوں گا کہ اس بوڑھے نے مجھے جنگل میں ایک پہاڑ کے غار میں چھپا رکھا تھا۔وہ بوڑھا ہنسا اور بولا۔ '' بھلائی کے بدلے برائی ملے تو کوئی بات نہیں میں اس کو اپنا نصیب جان کر سہہ لوں گا ''۔

ان دونوں کی بات چیت آپس میں چل ہی رہی تھی کہ کئی آدمی وہاں جمع ہوگئے، بھیڑ لگ گئی۔ پتہ چلا کہ حاتم تو یہیں ہے۔فوراً پکڑ لیا گیا اور بادشاہ کے پاس لے جانے کی تیاری ہونے لگی۔

اِدھر بوڑھا افسوس کرتا رہا اور وہ بھی پیچھے پیچھے ساتھ چل پڑا۔ جب نوفل کے روبرو حاتم کو لے جایا گیا تو اس نے پوچھا کہ ''اس کو کون پکڑ لایا ہے؟'' ایک سخت دل نے کہا کہ'' ایسا کام ہمارے سوا کون کرسکتا ہے؟۔ یہ کامیابی ہمارے نام ہے، ہم نے عرش پر جھنڈا گاڑا ہے۔

ایک اور شخص نے کہا کہ میں کئی دن سے دوڑ دھوپ کرتا رہا آخر کار جنگل سے اسے میں پکڑ لایا ہوں۔ میری محنت کی قدر کرتے ہوئے مجھے انعام سے مالا مال کیجئے۔اس طرح ہر کوئی اشرفیوں کی لالچ میں اسے لانے کا دعوٰی کرتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ کام مجھ سے سرزد ہوا ہے۔لیکن وہ بوڑھا چپکے ایک کونے میں دبا بیٹھا رہا۔سب کی شیخیاں سن رہا تھا، اور حاتم کی خاطر کھڑا کھڑا روتا رہا۔

جب ہر ایک نے اپنی اپنی بہادری اور مردانگی کا ذکر کرکے بات ختم کی اور انعام کی تمنا اور خواہش کی، تب حاتم نے بادشاہ سے کہا۔

'' سچی بات یہ ہے کہ وہ بوڑھا جو سب سے الگ، تنہا، ایک جگہ کھڑا ہوا ہے اسی نے مجھ کو یہاں لایا ہے۔اگر تمہارے دربار میں قیافہ شناس ہوں تو انہیں بلا بھیجو تا کہ وہ پہچان سکیں کہ مجھے کس نے یہاں لایا ہے، اور اپنا وعدہ پورا کرو، اسے انعام سے نوازو کیونکہ انسان کی زبان سے جو بات نکلتی ہے وہ حرفِ اخیر ہوتی ہے۔مرد کو چاہئے کہ جو کہے سو کرے، نہیں تو یہ زبان اللہ نے حیوان کو بھی دی ہے۔ پھر حیوان اور انسان میں کیا فرق رہے گا؟۔

نوفل نے اس لکڑہارے بوڑھے کو بلا کر پوچھا کہ '' سچ کہہ ! اصل ماجرا کیا ہے؟۔ حاتم کو کون پکڑ لایا'' ؟۔

اس بے چارے نے اول سے آخر تک ساری داستان جو گذری تھی۔اسے سچ سچ سنایا اور کہا کہ '' حاتم میری خاطر خود آپ کے پاس چلا آیا ہے تا کہ مجھ جیسے غریب، ناتواں اور بوڑھے انسان پر رحم کرکے انعام دلوائے''۔

نوفل کو بڑا تعجب ہوا، اس نے سوچا کہ حاتم نے اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر آخری لمحہ تک بھی وہ اپنے آپ کو وسروں پر ترجیح دیتا رہا اور دوسروں کی مدد کرنے کے بارے میں غور کرتا رہا۔اس کے دل میں حاتم کی عزت اور بڑھ گئی۔اسے اپنے قریب کیا، اپنی غلطی پر پشیمانی کا اظہار کرتے ہوئے معاف کرنے کی التجا کی۔

ان جھوٹے دعویداروں کو بلایا پانچ سو اشرفی کے بدلے، پانچ پانچ سو جوتیاں ان کے سر پر لگانے کا حکم دیا تا کہ ان کے سر سے بال نکل جائیں اور وہ گنجے بن جائیں اس طرح ان کی جان چلی جائے۔

سچ ہے۔ جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے کہ کوئی گناہ اس کے برابر نہیں۔ خدا سب کو اس بلا سے محفوظ رکھے اور کسی کو بھی جھوٹ بولنے کا چسکا نہ دے۔ بہت سارے ایسے آدمی ہیں جو جھوٹ بکے جاتے ہیں لیکن آزمائش اور مصیبت کے وقت سزا پاتے ہیں۔

نوفل نے اپنے دل میں خیال کیا کہ حاتم جیسے شخص سے ایک عالم کو فیض پہنچ رہا ہے اور محتاجوں کی خاطر وہ اپنی جان دینے سے بھی دریغ نہیں کرتا۔ اس نے حاتم کا ہاتھ بڑی دوستی اور گرم جوشی سے پکڑا۔ بڑی عاجزی اور انکساری سے اس کی تعظیم کی، اپنے پاس بٹھلایا، اس کا مال و اسباب، گھر بار اور جو کچھ اس نے ضبط کیا تھا اس کے حوالے کر دیا پھر نئے سرے سے قبیلہ کا اسے سردار بنایا اور اس بوڑھے کو پانچ سو اشرفیاں اپنے خزانے سے دلوائیں، وہ دعا دیتا ہوا چلا گیا۔

حاصلِ مطالعہ

- لڑائی اور خون ریزی سے ہر وقت بچنے کی کوشش کرنا۔
- لاچاروں، غریبوں اور مسکینوں کی مدد کی خاطر اپنی جان تک قربان کرنے سے پیچھے نہ ہٹنا۔
- کسی بھی حالت میں جھوٹ کا سہارا نہ لینا۔
- حق داروں کو ان کا حق پہونچانا۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے :

لشکر	:	فوج	جنگ	:	لڑائی
ضبط کرنا	:	قبضہ کر لینا	ہڑپ کرنا	:	ہضم کر لینا
پوشیدہ ہونا	:	چھپ جانا	دکھ درد	:	تکلیف
ہلاک ہونا	:	مر جانا	حرص و طمع	:	لالچ
بھیڑ	:	بہت سارے لوگوں کا جمع ہونا	لاچار	:	مجبور
شیخیاں سننا	:	بڑھا کر کی ہوئی باتیں سننا	حرفِ اخیر	:	آخری حرف یعنی حتمی بات
ماجرا	:	قصہ	ناتواں	:	کمزور
عالم	:	دنیا	دریغ نہ کرنا	:	کوتاہی نہ کرنا

II۔ مناسب الفاظ منتخب کر کے خالی جگہ بھرتی کیجئے:

(1) حاتم ایک .....میں چھپ گیا۔

(الف) پہاڑ (ب) جنگل (ج) غار

(2) بادشاہ نوفل نے حاتم کو تلاش کرنے پر .....کا انعام مقرر کیا۔

(الف) چھ سو اشرفیاں (ب) سات سو اشرفیاں (ج) پانچ سو اشرفیاں

(3) مروت یہ نہیں ہے کہ جان کے ہلاک ہونے کی خاطر ..... کر بیٹھ جائے

(الف) چھپ (ب) بھاگ (ج) دوڑ

(4) یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا کہ تجھ جیسے انسان کو حرص وطمع کی خاطر .....کے حوالے کر دے

(الف) دوست (ب) دشمن (ج) غیر

(5) بوڑھا ..... دیتا ہوا چلا گیا۔

(الف) دعا (ب) بددعا (ج) خوشی

III۔ مندرجۂ ذیل سوالات کے جوابات لکھئے

(1) نوفل بادشاہ حاتم سے کیوں دشمنی کیا کرتا تھا؟

(2) حاتم کیوں جنگ کرنا نہیں چاہتا تھا؟

(3) جھوٹے دعویداروں کا انجام کیا ہوا؟

(4) جھوٹ بولنا کیسا گناہ ہے؟

(5) نوفل نے حاتم کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

دس اہم نصیحتیں

1۔ پڑھیں - انتخاب کے ساتھ
2۔ غور کریں - گہرائی کے ساتھ
3۔ خدمت کریں - لگن کے ساتھ
4۔ بحث کریں - دلیل کے ساتھ
5۔ بولیں - اختصار کے ساتھ
5۔ مقابلہ کریں - جرأت کے ساتھ
7۔ عبادت کریں - محبت کے ساتھ
8۔ بات سنیں - توجہ کے ساتھ
9۔ زندگی گذاریں - اعتدال کے ساتھ
10۔ امتحان دیں - تیاری کے ساتھ

اکائی 1

قواعد

اسم عام کی قسمیں

سیکھنے کے مقاصد

- طلباء وطالبات اسم عام کی قسموں کو جان سکیں گے۔
- اردو زبان کے قواعد کو جان کر تحریر وتقریر میں مہارت پیدا کر سکیں گے۔

اعادہ

پچھلی جماعتوں میں آپ نے اسم اور اس کی قسموں کے متعلق پڑھا ہے کہ اسم کسی شخص، جگہ یا چیز کے نام کو کہتے ہیں۔ اور اس کی قسموں کے متعلق بھی معلوم کر لیا کہ اس کی دو قسمیں ہیں۔ (1) اسم عام (2) اسم خاص۔

آپ نے یہ بھی جان لیا کہ کسی شخص، جگہ یا چیز کے خاص نام کو اسم خاص کہتے ہیں۔

اسم خاص کی پانچ قسمیں ہیں

- (1) لقب
- (2) خطاب
- (3) کنیت
- (4) تخلص
- (5) عرف

آیئے اب ہم اسم عام اور اس کے اقسام تفصیل کے ساتھ پڑھیں

اسم عام کی تعریف

کسی شخص، جگہ یا چیز کے عام نام کو اسم عام کہتے ہیں جیسے مرد ، عورت ، محل ، مسجد ، چاقو ، کرسی

اسم عام کی پانچ قسمیں ہیں

- (1) اسم زمان
- (2) اسم مکان
- (3) اسم آلہ
- (4) اسم جمع
- (5) اسم صوت

مہینہ لمحہ گھنٹہ سال وقت صبح شام آج کل گرما سرما

یہ اور ان جیسے کلمات کو آپ ہمیشہ استعمال کرتے آرہے ہیں، جن سے آپ کو وقت، مدت، زمانہ، موسم وغیرہ کا پتہ چلتا ہے۔ اسے اردو قواعد میں اسم زمان کہتے ہیں۔ آیئے اس کی تعریف معلوم کریں۔

اسم زمان کی تعریف وہ اسم عام ہے جو کسی وقت، زمانہ یا مدت کو ظاہر کرے۔

اسی طرح آپ ہر وقت مدرسہ مندر جھونپڑا محل قلعہ گھونسلہ وغیرہ یا اس قسم کے دوسرے الفاظ پڑھتے کہتے رہتے ہیں جو کسی عام جگہ یا مقام کا پتہ دیتے ہیں۔ اسے قواعد کی اصطلاح میں اسم مکان کہتے ہیں۔ اسمِ مکان کی تعریف اس طرح کی جاسکتی ہے۔

اسم مکان کی تعریف وہ اسم عام ہے جو کسی جگہ یا مقام کا پتہ دے۔

مشقیں وسوالات

(1) اسم کی تعریف کرتے ہوئے اس کی کتنی قسمیں ہیں بیان کیجئے؟

(2) درج ذیل مثالوں میں اسم خاص اور اسم عام الگ کیجئے؟

(i) لڑکی کھیلتی ہے؟ (ii) طوطا لال مرچ کھاتا ہے؟

(iii) حامد گیند پکڑتا ہے؟ (iv) دلی دور ہے

(3) اسم خاص کی کتنی قسمیں ہیں لکھئے؟

(4) اسم عام کی تعریف کیجئے اور مثالیں لکھئے

(5) اسم عام کی کتنی قسمیں ہیں مختصر لکھئے؟

(6) زمانہ، وقت یا مدت کے ظاہر کرنے والے اسم کو کیا کہتے ہیں؟

(7) اسم مکان کسے کہتے ہیں؟ مثالوں سے سمجھایئے۔

(8) درجِ ذیل مثالوں میں اسم زماں اور اسم مکاں الگ کیجئے؟

(i) آپ کتنے سال سے چنئی میں رہتے ہیں (ii) مدرسہ بہت خوب صورت ہے

(iii) محل بہت بڑا ہے (iv) پرندے اپنے گھونسلے سے صبح سویرے نکل جاتے ہیں

(9) درج ذیل الفاظ کی مدد سے جملے بنایئے۔

(i1) مہینہ (ii) جھونپڑی (iii) مسجد (iv) آج (v) صبح

تیری رحمت تو ہر ایک پر عام ہے

جب سے ہونٹوں پہ یا رب ترا نام ہے — ترے بیمار کو کافی آرام ہے

تو نے بخشا ہمیں نور اسلام سے — ہم پہ تیرا حقیقی یہ انعام ہے

جس کو تیری خدائی سے انکار ہے — بادشاہت میں رہ کر بھی ناکام ہے

اپنے منکر کو بھی رزق دیتا ہے — تیری رحمت تو ہر ایک پر عام ہے

ہاں قدم کا اٹھا نا میرا کام ہے — پار بیڑا لگا تیرا کام ہے

اکائی 2

حصّہ نظم

بچوں سے خطاب

علامہ اقبالؔ



سیکھنے کے مقاصد

- محنت ومشقت سے جی نہ چرانا۔
- خوش مزاجی کی طبیعت اپنانا
- نیک لوگوں کی صحبت اختیار کر کے خود بھی نیک بننا۔
- اپنے ساتھیوں سے محبت کے ساتھ پیش آنا اور لڑائی جھگڑے سے گریز کرنا۔
- علم کی اہمیت کو اجاگر کرنا۔

کاٹ لینا ہر کٹھن منزل کا کچھ مشکل نہیں
اک ذرا انسان میں چلنے کی ہمت چاہئے
مل نہیں سکتی نکموں کو زمانے میں مراد
کامیابی کی ہو جو خواہش تو محنت چاہئے
خوش مزاجی سا زمانے میں کوئی جادو نہیں
ہر کوئی تحسین کہے ایسی طبیعت چاہئے
ایک ہی اللہ کے بندے ہیں سب چھوٹے بڑے
اپنے ہم جنسوں سے دنیا میں محبت چاہئے
جو بروں کے پاس بیٹھے گا برا ہوجائے گا
نیک ہونے کے لئے نیکوں کی صحبت چاہئے
علم کہتے ہیں جسے سب سے بڑی دولت ہے یہ
ڈھونڈ لو اس کو اگر دنیا میں عزت چاہئے
سب برا کہتے ہیں لڑنے کو بری عادت ہے یہ
ساتھ کے لڑکے جو ہوں ان سے رفاقت چاہئے

شاعر کا تعارف

اقبالؔ اردو کے عظیم شاعروں میں شمار کئے جاتے ہیں۔آپ 1876 میں سیالکوٹ میں پیدا ہوئے۔گورنمنٹ کالج لاہور سے ایم۔اے کیا، پھر ولایت جا کر بیرسٹر کا امتحان پاس کیا، پھر آپ نے جرمنی کی میونچ یونی ورسٹی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی۔ اردو میں بانگ درا، بال جبریل اور ضربِ کلیم آپ کے شعری مجموعے ہیں۔1938 میں لاہور میں آپ کا انتقال ہوا۔



حاصلِ کلام

شاعر علامہ اقبالؔ کہتے ہیں کہ انسان کو چاہئے کہ وہ محنت ومشقت سے کام لے تا کہ مشکل گھڑی میں اسے گھبراہٹ کا شکار نہ ہونا پڑے۔ کامیابی کا راز محنت میں چھپا ہوا ہے اس لئے نکمے اور سست قسم کے لوگ اس کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں۔ انسان کی تعریف اسی وقت ہو سکتی ہے جب کہ وہ خوش مزاج ہو، اسے چاہئے کہ وہ آپس میں اپنے دوست واحباب سے محبت کے ساتھ پیش آئے کیونکہ ہر ایک اللہ کے بندے ہیں۔اور وہ نیک لوگوں کی صحبت اختیار کرے، بروں سے دور رہے۔اگر اسے دنیا میں عزت حاصل کرنی ہے تو اسے چاہئے کہ وہ سب سے بڑی دولت یعنی علم کو حاصل کرے۔اپنے ساتھیوں کے ساتھ میل جول سے رہے اور لڑائی جھگڑا نہ کرے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے :

کٹھن	=	سخت, مشکل	نکما	=	بےکار، ناکار ، سست
مراد	=	مقصد، خواہش	تحسین	=	تعریف کرنا
رفاقت	=	محبت، دوستی			

II واحد کی جمع لکھ کر یاد کیجئے:

منزل	+	منزلیں	مشکل	+	مشکلات
خواہش	+	خواہشات	عادت	+	عادتیں
نیکی	+	نیکیاں	علم	+	علوم

III درج ذیل الفاظ کے اضداد اپنی کاپی میں لکھ کر یاد کیجئے:

آسان	×	مشکل	انسان	×	حیوان
کامیابی	×	ناکامی	ہمت	×	پست ہمتی
خوش مزاج	×	بدمزاج	نیک بخت	×	بدبخت
عزت	×	ذلت	دوستی	×	دشمنی

IV مصرعے مکمل کیجئے:

(1) خوش مزاجی سازمانے میں .....

..... ایسی طبیعت چاہئے

(2) ..... سب چھوٹے بڑے

اپنے ہم جنسوں سے .....

(3) جو بروں کے پاس بیٹھے گا .....

..... نیکوں کی صحبت چاہئے

V جوڑ لگایئے:

علم کہتے ہیں جسے	-	ان سے رفاقت چاہئے
ڈھونڈ لو اس کو	-	بری عادت ہے یہ
سب برا کہتے ہیں لڑنے کو	-	اگر دنیا میں عزت چاہئے
ساتھ کے لڑکے جو ہوں	-	سب سے بڑی دولت ہے یہ



VI سوالات کے جوابات لکھ کر یاد کیجئے:

(1) چلنے کی ہمت ہو تو انسان کیا حاصل کر سکتا ہے؟

(2) کامیابی حاصل کرنے کے لئے کیا کرنا ضروری ہے؟

(3) خوش مزاجی سے کیا فائدہ ہوتا ہے؟

(4) نیک بننے کے لئے کس کی صحبت چاہئے؟

(5) سب سے بڑی دولت کیا ہے؟

VII تفصیلی جوابات لکھئے:

(1) ''بچوں سے خطاب'' اس نظم میں ڈاکٹر علامہ اقبالؔ نے بچوں کو کیا نصیحت کی ہے؟

(2) ''بچوں سے خطاب'' نظم کا خلاصہ تحریر کیجئے۔

اکائی 2

حصّۂ نثر

پلاسٹک کے مضر اثرات

ڈاکٹر پیش امام نذیر احمد
ایم.اے.،ایم.اے.،ایم.ایڈ.،ایم فل.،پی.ایچ.ڈی.،

سیکھنے کے مقاصد

- پلاسٹک کے مضر اثرات سے طلباء کو واقف کرانا۔
- ماحول کی آلودگی اور صحت وتندرستی کے بگاڑ کے اسباب کی نشاندہی کرنا۔
- سمندری مخلوقات کی حفاظت کرنا
- زمین کی ساخت اور زرخیزیت کو برقرار رکھنا۔
- ذرائع ابلاغ کے ذریعہ پلاسٹک کے استعمال پر پابندی لگانے کا شعور پیدا کرنا۔

پلاسٹک کی چیزیں آج کل زندگی کا ایک لازمی حصہ بن چکی ہیں۔ صنعتی آلات سے لے کر کھیل کے سامان اور گھر کے برتنوں تک ہر چیز میں اس کا استعمال عام ہو چکا ہے اس لئے کہ اس سے تیار کی ہوئی چیزیں جہاں کم خرچ میں ملتی ہیں، وہیں بڑی آسانی سے دستیاب بھی ہو جاتی ہیں۔ لیکن اس کی قیمت لوگوں کو مالی اور جانی نقصان کی صورت میں دگنی ادا کرنی پڑتی ہے۔ ان برتنوں کے استعمال سے پلاسٹک کے اجزاء ہمارے جسم میں کھانے کا حصہ بن کر معدہ، خوراک کی نالی کی خرابی اور دیگر بیماریوں کا سبب بن رہی ہیں کیونکہ پلاسٹک کو ایک یا کئی مختلف کیمیائی اجزاء سے مرکب کر کے تیار کیا جاتا ہے۔ عام طور پر اسے دو طریقوں سے بنایا جاتا ہے۔ ایک قدرتی طریقہ ہے جس میں جانوروں اور درختوں سے پلاسٹک تیار ہوتا ہے اور دوسرا لیبارٹریوں یا فیکٹریوں میں تیار ہوتا ہے۔ یہ ایک سیال مادہ ہے۔ اس کو آسانی سے نہ صرف کسی بھی شکل و صورت میں ڈھالا جاسکتا ہے بلکہ اسے کسی بھی رنگ میں رنگا جاسکتا ہے اور اسے نرمی اور ملائمت کی کسی بھی حد تک پہنچایا جاسکتا ہے

اب آیئے ہم جانیں کہ ہماری صحت پر اس سے کس قدر برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔





پلاسٹک کی تھیلیاں (Carry bag) اور برتن

جب ہم بازار جاتے ہیں تو سب سے صاف ستھری اور مہنگی دکان کا انتخاب کرتے ہیں تا کہ کھانے پینے کی عمدہ چیزیں خرید سکیں لیکن کھانے پینے کا یہ سامان ایسی تھیلیوں '' شاپروں '' میں جو پولیتھین سے بنائی جاتی ہیں بڑے شوق سے گھر لاتے ہیں، انہیں اگر جانور بھی کھالے تو برداشت کر نہیں پاتے تو ہم اور ہمارے معصوم بچے جو سموسے، پکوڑے، مصالحہ دار چیزیں، چپس اور نہ جانے کیا کچھ ان تھیلیوں میں ڈال کر گھر لاتے ہیں، اور بڑے مزے سے کھاتے ہیں حالانکہ یہ تھیلیاں زہر کی طرح ہیں، اس میں سوکھی روٹی ہو یا گرما گرم چیزیں رکھی جائیں تو یہ دونوں ہی نقصان دہ ہیں۔ حقیقت میں اس سے مزہ اور صحت نہیں بلکہ موت خریدتے ہیں پھر ہم گلہ کرتے نظر آتے ہیں کہ آج کل بیماریوں میں اضافہ ہو گیا ہے، بچہ بہت کم زور ہو چکا ہے۔ آنکھیں کمزور ہو رہی ہیں، بڑوں کے ساتھ چھوٹے بچے بھی پاؤں کے درد کی شکایت کرتے ہیں اور بالوں کے مسائل پر پریشان نظر آتے ہیں۔



اس میں استعمال ہونے والے کیمیکل نہ صرف آب و ہوا کو آلودہ کرنے کا باعث بنتے ہیں بلکہ صحت کو بگاڑنے کا سبب بھی بنتے ہیں۔

سائنسی تحقیق کے مطابق پلاسٹک کے برتنوں میں بعض خطرناک کیمیکل ہوتے ہیں۔ اس کے برتنوں اور تھیلیوں میں گرم گرم غذائیں مثلاً چائے وغیرہ ڈالنے یا پلاسٹک کے برتن میں رکھ کر مائیکرو ویو اوون (Microwave Oven) میں کھانا گرم کرنے سے پلاسٹک میں موجود کیمیکل ان میں شامل ہو جاتے ہیں اور ان کو استعمال کرنے کی صورت میں یہ کیمیکل پیٹ میں پہنچ جاتے ہیں جن سے بال جھڑنے، بانجھ پن (بے اولادی)، گردے کی پتھری، السر، دل کی بیماریاں یہاں تک کہ کینسر ہونے کے امکانات پیدا ہو جاتے ہیں اور ان کے استعمال سے بعض اوقات موت کا سامنا کرنا بھی پڑتا ہے۔



پلاسٹک بوتل میں بند پانی کا استعمال

آئے دن ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے ہونہار بچے ہوں یا آفس میں کام کرنے والے مرد و خواتین یا سفر پر روانہ ہونے والے احباب پلاسٹک کے بند بوتل میں پانی لے جاتے ہیں اور پھر اس کا بے دریغ استعمال کرتے ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ اس طرح کے کرنے سے جسم میں ایک جرثومہ (جراثیم) پالیوبیکٹر یا پیدا ہوتا ہے جس سے فوڈ پائزن ہو سکتا ہے۔ اس کی علامات میں معدے کا درد اور اسہال شامل ہے۔ بعض صورتوں میں یہ معدہ اور رگوں کے بگاڑ کی ایک خطرناک شکل اختیار کر سکتی ہے۔ جیسا کہ یونیورسٹی آف برطانیہ کی ایک کمپنی نے یہ تحقیق کی ہے۔ اس لئے ایسی صورت اختیار کی جائے جس سے کم سے کم پانی کا اس کے ذریعہ استعمال ہو۔

پلاسٹک ..... ماحول کی آلودگی کا ایک ذریعہ

پلاسٹک کے بنانے میں ایک زہریلا مادہ ''کیڈیم'' شامل کیا جاتا ہے۔ اس میں رکھی ہوئی چیزوں کو کھانے سے نہ صرف اس کا برا اثر ہم پر پڑتا ہے بلکہ ہم خالص غذا کھانے سے محروم ہوجاتے ہیں ۔اگر انہیں استعمال کے بعد جلا بھی دیا جائے تو اس سے زہریلی گیس فضا میں پھیلتی ہے اور لوگ بلڈ کینسر، پھیپھڑوں اور سانس کی بیماریوں میں مبتلا ہوسکتے ہیں۔عموماً یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ پلاسٹک کے بیگ تیار کرنے والے کارخانوں میں کام کرنے والے افراد اپنی صحت کی ناسازی کی شکایت کرتے ہیں کیونکہ پلاسٹک کو پگھلانے کے باعث یہاں بے حد گیس نکلتی ہے اور یہ حفاظتی ماسک کا استعمال کئے بغیر کارخانوں میں کام کرتے ہیں اور ان فیکٹریوں کے مالکوں کو بھی ان مزدوروں کی صحت سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔





لوگ پلاسٹک کی بیگوں کو گلی، کوچوں، سڑکوں یہاں تک کہ اپنے صحنوں میں بھی بغیر سوچے سمجھے پھینک دیتے ہیں۔ یہ وزن میں بے حد ہلکی ہونے کے باعث دور تک پھیل کر ماحول کی آلودگی کا بڑا سبب بن جاتی ہیں۔

شہروں میں پلاسٹک کے تھیلے کوڑے کے ڈھیروں سے اڑ کر سڑکوں پر آجاتے ہیں۔ یہ نہ صرف گاڑیوں کی آمد و رفت میں خلل پیدا کرتے ہیں بلکہ پانی کے گٹروں میں پہنچ کر انہیں بلاک بھی کردیتے ہیں۔گندے پانی کے نہ جانے اور اس کے دباؤ سے لائن پھٹ جاتی ہے جس کی وجہ سے تمام علاقے میں بدبو، گندگی پھیل جاتی ہے۔اس سے گندہ پانی اردگرد پھیل کر نہ صرف شہر کی گندگی میں اضافہ کرتا ہے بلکہ پینے کے پانی میں بھی شامل ہوجاتا ہے۔ رفتہ رفتہ ہیضے اور طاعون کی بیماری پھیلنے لگتی ہے۔ یہ پانی گڑھوں میں اکٹھا ہوکر مچھروں وغیرہ کے پیدا ہونے کا سبب بن جاتا ہے۔اس طرح کنوؤں اور چشموں کا پانی بھی آلودگی سے نہیں بچ پاتا۔ اس کے علاوہ برسات کے موسم کی ذرا سی بارش بھی ایک سیلاب کا روپ اختیار کرلیتی ہے۔

پلاسٹک اور سمندری مخلوقات

خوب صورت سمندری ساحلوں پر پھینکی جانے والی پلاسٹک کی بوتلیں اور تھیلیاں سمندر میں جا گرتی ہیں اگرچہ کہ یہ دھوپ اور پانی کی وجہ سے زمینی اجزاء میں شامل ہوکر رفتہ رفتہ چھوٹے ٹکڑوں میں تو تبدیل ہوجاتی ہیں لیکن کئی صدیوں تک ختم نہیں ہوتیں۔ان کا بیشتر حصہ ندی نالوں یا دریا کے پانی میں شامل ہوکر سمندروں میں پہنچ جاتا ہے۔اس میں سے 70% حصہ ڈوب کر تہہ میں چلا جاتا ہے جب کہ باقی 30%

حصہ پانی میں تیرتا رہتا ہے اور سمندر میں زہریلا مواد پھیلاتے رہتا ہے۔ جس سے سمندری زندگی کی بقا کو سخت خطرات لاحق ہوتے ہیں۔ اکثر سمندری جانور پلاسٹک کے ٹکڑوں میں پھنس جاتے ہیں اور اپنی ساری زندگی نکل نہیں پاتے۔ اس وجہ سے ان کی جسمانی ساخت بھی تبدیل ہوجاتی ہے۔ اور جب انسان انہیں کھاتے ہیں تو وہ اجزاء ان کے جسموں میں پہنچ کر نقصان پہونچاتے ہیں جب کہ بعض سمندری اور دریائی پانی میں موجود کچھوے، مچھلیاں اور پرندے پلاسٹک کی تھیلیوں کو کھا جاتے ہیں۔ ان کے معدے میں جب اس کی مقدار بڑھ جاتی ہے تو انہیں بھوک نہیں لگتی اور بعض اوقات ان کی انتڑیوں کو یہ بلاک کر دیتی ہے جس سے فوری طور پر ان کی موت واقع ہوجاتی ہے۔







پلاسٹک سے پیداوار میں رکاوٹ

پلاسٹک ایک ایسا مادہ ہے جسے ختم ہونے یا زمین کا حصہ بننے کے لئے ہزاروں سال درکار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ ماحول، صفائی اور جنگل والوں کی زندگی کے لئے ایک بڑا خطرہ تصور کیا جاتا ہے۔ چونکہ یہ گلنے سڑنے والی چیز بھی نہیں ہے اس لئے یہ زمین کی ساخت اور زرخیزیت کو بری طرح برباد کر دیتی ہے۔ یہ زمین کے مسامات کو بند کر کے ان کو منجمد کرتی ہے اور پیڑ پودوں کو زمین سے جو غذا اور دوسرے اجزاء ملتے ہیں۔ ان کی ترسیل میں رکاوٹ بن جاتی ہے جس سے زمین کی پیداواری صلاحیت متاثر ہوتی ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ پلاسٹک کے استعمال کو آہستگی سے ترک کر دینا چاہیے لیکن جب تک صحیح متبادل کو تلاش نہ کر لیا جائے اور اس کا استعمال عام نہ ہوجائے ہم اس وقت تک چند چیزوں کو اپنا کر ماحول اور دیگر عوامل کی بہتری کی کوشش کر سکتے ہیں مثلاً ہم روزِمرہ کے کھانے پینے کی چیزوں کی خریداری کے وقت اپنے ساتھ سامان رکھنے کے لئے لکڑی کی ٹوکری یا کپڑے کی تھیلی لے جا سکتے ہیں جو کہ دوبارہ قابلِ استعمال بھی ہیں اور ماحول وصحت کے لئے نقصان دہ بھی نہیں اور انہیں کافی عرصے تک استعمال بھی کر سکتے ہیں۔

پلاسٹک کے برتنوں کے بدلے کانچ یا دھات کے برتن استعمال کر سکتے ہیں۔ دھاتی چیزوں کے استعمال سے انسانی صحت پر نقصان دہ اثرات پلاسٹک کے مقابلے میں تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں۔

اس ضمن میں لوگوں کے شعور اور احساس کو بیدار کرنے کی ضرورت ہے۔ ذرائع ابلاغ ٹی وی، انٹرنٹ، تقاریر، خطبات اور سماجی رابطوں کے ذریعہ آگہی مہم چلانا چاہئے تا کہ پلاسٹک کا استعمال کم ہوجائے۔ اگر ہم ابھی سے یہ عزم کر لیں کہ ہم سب کو اپنے ماحول میں ایک مثبت تبدیلی لانی ہے تو آج ہی سے پلاسٹک کی تیار کی ہوئی ساری چیزوں کا استعمال کم سے کم کر دیں یقیناً اس کے بہتر نتائج نکل سکتے ہیں۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے :

مضر	=	نقصان دہ	لازمی	=	ضروری
اجزاء	=	حصے	خوراک	=	کھانا
سیال	=	مائع۔ بہنے والا	ملائم	=	نرم
مہنگی	=	قیمتی	آلودگی	=	گندگی
بے دریغ	=	حد سے زیادہ	ناسازی	=	خرابی
ڈھیر	=	انبار	خلل	=	رکاوٹ
اردگرد	=	اطراف	رفتہ رفتہ	=	آہستہ آہستہ
بیشتر	=	زیادہ	بقاء	=	باقی رکھنا
خطرات	=	تکالیف۔ پریشانیاں	ساخت	=	شکل وصورت
منجمد کرنا	=	جام کر دینا	ترک کر دینا	=	چھوڑ دینا
عزم کرنا	=	پختہ ارادہ کرنا	خواتین	=	عورتیں

II درجِ ذیل الفاظ کے واحد جمع اپنی کاپی میں لکھئے :

زندگی	+	زندگیاں	آلہ	+	آلے آلات
قیمت	+	قیمتیں	جزء	+	اجزاء
فیکٹری	+	فیکٹریاں	اثر	+	اثرات
مسئلہ	+	مسائل	برتن	+	برتنوں
خاتون	+	خواتین	معدہ	+	معدے
کوچہ	+	کوچے	ساحل	+	سواحل
خطرہ	+	خطرات	نتیجہ	+	نتائج

III درج ذیل الفاظ کے اضداد اپنی کاپی میں لکھ کر یاد کیجئے:

مضر	×	مفید	نقصان	×	فائدہ
قدرتی	×	بناوٹی	سیال	×	ٹھوس
نرمی	×	سختی	مہنگی	×	سستی
آج	×	کل	بگاڑنا	×	سدھارنا
گندہ	×	صاف	مثبت	×	منفی

IV مناسب ترین جواب منتخب کر کے خالی جگہ بھرتی کیجئے:

(1) ایک .....طریقہ ہے جس میں جانوروں اور درختوں سے پلاسٹک تیار کیا جاتا ہے

(الف) مصنوعی (ب) بناوٹی (ج) قدرتی

(2) پلاسٹک کی تھیلیاں ..... کی طرح ہیں

(الف) شہد (ب) زہر (ج) کانٹا

(3) کیمیکل نہ صرف آب وہوا کو آلودہ کرتے ہیں بلکہ .....کو بگاڑنے کا سبب بھی بنتے ہیں۔

(الف) صحت (ب) انفرادی زندگی (ج) اجتماعی زندگی

(4) پلاسٹک وزن میں.....ہونے کے باعث دور تک پھیل کر ماحول کی آلودگی کا سبب بنتے ہیں۔

(الف) وزنی (ب) بھاری (ج) ہلکی

(5) پلاسٹک کا .....حصہ ڈوب کر سمندروں کے تہہ میں چلے جاتا ہے۔

(الف) 60% (ب) 70% (ج) 80%

V جوڑ لگایئے:

الف		ب
پلاسٹک بنانے کے دو طریقے ہیں	-	پلاسٹک کے بنانے کا ایک زہریلا مادہ
پلاسٹک کیمیکل نہ صرف آب وہوا کو آلودہ کرتے ہیں	-	ایک قدرتی دوسرا لیبارٹیوں اور فیکٹریوں سے تیار کردہ
کیڈیم	-	بلکہ صحت کو بگاڑنے کا سبب بھی بنتے ہیں
سمندری جانور پلاسٹک کے ٹکڑوں میں پھنس جانے سے	-	ذرائع ابلاغ، ٹی وی، انٹرنٹ، تقاریر وغیرہ سے
لوگوں میں شعور اور احساس پیدا کرنے کی ضرورت	-	جسمانی ساخت بدل جاتی ہے

VI مختصر جوابات لکھئے:



(1) پلاسٹک کا استعمال کن چیزوں میں عام ہوتا جارہا ہے؟

(2) پلاسٹک کے اجزاء ہمارے جسم میں داخل ہوکر نقصان کیسے پہونچاتے ہیں؟

(3) پلاسٹک میں استعمال ہوئے کیمیکل کون سی بیماریاں پیدا کرتی ہیں؟

(4) سمندری جانوروں کی جسمانی ساخت کیوں بدلتی رہتی ہے؟

(5) لوگوں میں پلاسٹک کے استعمال نہ کرنے پر شعور اور احساس کیسے بیدار کیا جاسکتا ہے؟

VI تفصیلی جوابات لکھئے:



(1) پلاسٹک ماحول کی آلودگی کا ایک اہم ذریعہ ہے واضح کیجئے؟

(2) پلاسٹک کس طریقہ سے پیداوار میں رکاوٹ کا سبب ہے ایک نوٹ لکھئے؟

عملی مشق:

(1) ماحول کو آلودگی سے بچانے میں آپ کس طرح حصہ لے سکتے ہیں؟ آپس میں مباحثہ کیجئے۔

(2) کچرے کے ڈبوں پر آگ لگانے سے کیا نقصان ہوسکتا ہے۔ آپس میں گروپ بنا کر بحث کیجئے۔

اکائی 2

حصّۂ غـزل

غزل

اشفاق الرحمٰن مظہرؔ



سیکھنے کے مقاصد

- پانی کی مختلف خصوصیات سے طلبہ کو واقف کرانا۔
- انسان کی مختلف کیفیات کو جاننا۔
- ماں کی ممتا کو واضح کرنا۔

شاعر کا تعارف

اشفاق الرحمٰن مظہر کی ولادت چنئی میں 17/اکتوبر 1949ء کو ہوئی۔ آپ کو مدتوں سے شاعری کا شوق تھا لیکن کھل کر میدان میں کبھی نہیں آئے۔ کبھی کبھی مشاعروں میں نظر آتے ہیں۔ اردو شاعری کی کلاسیکی قدروں کا جہاں آپ کو احترام ہے وہیں جدید حسی تقاضوں کو بھی پسند کرتے ہیں۔ آپ کی شاعری کا انداز پرانا سہی لیکن دلکش اور دل فریب ہے۔ اس کے نظموں کا مجموعہ ''سیاہ وسپید'' 2009ء میں منظرِ عام پر آچکا ہے۔ 2001 سے 2007 تک تمل ناڈو اسٹیٹ اردو اکیڈمی کے اعزازی سکرٹری رہے۔

جب بھی دریا میں بھر گیا پانی
شہر برباد کر گیا پانی

ایسا برسا ہے ٹوٹ کر بادل
سب کو سیراب کر گیا پانی

پانی پانی جو شرم سے نہ ہوا
اس کی آنکھوں کا مرگیا پانی

صرف ''زم زم'' کہا تھا چشمے کو
بہتے بہتے ٹھہر گیا پانی

اک اشارے پہ پھٹ گیا دریا
چاروں جانب بکھر گیا پانی

ان کی آنکھوں سے جو گرا مظہرؔ
اپنی ہستی کو کر گیا پانی

حاصلِ کلام

شاعر اشفاق الرحمٰن مظہرؔ اپنی اس غزل میں پانی کی مختلف خصوصیات کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ پانی اللہ کی ایک نعمت ہے۔لیکن جب یہی نعمت حد سے زیادہ ہو جائے اور دریا بھی اس سے بھر جائیں تو عذاب کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور شہر میں داخل ہو کر اس کو برباد کر دیتی ہے۔

بادل کی یہ حالت ہے کہ اس نے ٹوٹ کر بارش برسایا اور سب لوگ اس سے سیراب ہو چکے۔انسان کو چاہئے کہ وہ بھی شرم کے مارے پانی پانی ہو جائے ورنہ یہ سمجھا جائے گا کہ اس کی آنکھوں کا پانی مر گیا ہے۔

حضرت اسماعیلؑ چھوٹے شیر خوار بچے تھے۔اس وقت آپ کی والدہ حضرت ہاجرہؓ نے پانی کو ''زم زم'' کہا یعنی ٹھہر جا ٹھہر جا۔ اور وہ سب کو فائدہ پہونچانے کی خاطر رُک کر ایک جگہ اپنا مستقر بنالیا۔

حضرت موسیٰؑ کے ایک اشارہ پر دریا پھٹ گیا،اس کا معجزاتی پانی چاروں جانب بکھر گیا لیکن آپ اور آپ کی قوم کے لئے راستہ بنا دیا۔

جب بیٹی کی رخصتی ہوتی ہے تو ماں کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاتے ہیں۔بچوں کو چاہئے کہ وہ ماں کی نگاہ سے نہ گریں ورنہ وہ اپنے آپ کو بے حیثیت کر لیں گے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

ٹوٹ کر	=	جم کر	پانی پانی ہونا (محاورہ)	=	شرمندہ ہونا
چشمے	=	کنویں	آنکھوں سے گرنا (محاورہ)	=	اپنا مقام و مرتبہ گھٹ جانا
زم زم	=	وہ پانی جو حضرت اسماعیلؑ کی پیدائش پر ان کی ایڑیوں سے نکلا تھا			
بکھرنا	=	پھیل جانا	ہستی	=	شخصیت
رخصت	=	جدائی	ٹھہرنا	=	رکنا

II درجِ ذیل الفاظ کی واحد جمع لکھئے:

چشمہ	+	چشمے	بیٹی	+	بیٹیاں
اشارہ	+	اشارے	آنکھ	+	آنکھیں
رخصت	+	رخصتیں	ہستی	+	ہستیاں

III مصرعے مکمل کیجئے:

(1) جب بھی دریا میں .....
شہر ..... کر گیا پانی

(2) ..... ٹوٹ کر بادل
سب کو ..... کر گیا پانی

(3) ..... جو شرم سے نہ ہوا
اس کی آنکھوں کا .....

IV مناسب ترین جواب منتخب کیجئے

(1) صرف ''زم زم'' کہا تھا ..... کو
(الف) کنویں (ب) تالاب (ج) چشمے

(2) بہتے بہتے ٹھہر گیا .....
(الف) دریا (ب) پانی (ج) ندی

(3) اک ..... پہ پھٹ گیا دریا
(الف) اشارے (ب) کنایہ (ج) رمز

(4) ..... جانب بکھر گیا پانی
(الف) تینوں (ب) چاروں (ج) پانچوں

V مندرجۂ ذیل شعر کی بحوالۂ متن تشریح کیجئے:

ان کی آنکھوں سے جو گرا مظہرؔ
اپنی ہستی کو کر گیا پانی

VI مختصر جوابات لکھئے:

(1) شہر کب برباد ہوتا ہے؟
(2) بادل کے ٹوٹ کر برسنے سے کیا ہوتا ہے؟
(3) آنکھوں کا پانی کب مر جاتا ہے؟
(4) زم زم کسے کہتے ہیں؟
(5) کس کے اشارے سے دریا پھٹ گیا؟



کیا تم جانتے ہو؟

اس غزل میں صنعت تلمیح ہے۔
یعنی دو شعروں میں دو تاریخی واقعات
کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔
پہلا واقعہ حضرت اسماعیلؑ و حضرت ہاجرہ کا
صرف ''زم زم'' کہا تھا چشمے کو
بہتے بہتے ٹھہر گیا پانی
اور دوسرا واقعہ حضرت موسیٰؑ کا۔
اک اشارے پہ پھٹ گیا دریا
چاروں جانب بکھر گیا پانی

اکائی 2

سرسری مطالعہ

سونے کی کھیتی

سید اشتیاق الحسن

ملانصیرالدین اپنی بے مثال سوجھ بوجھ، جرأت و ہمت اور حاضر جوابی کے لئے دور دور تک مشہور تھے۔عوام میں وہ آفندی کے لقب سے پہچانے جاتے تھے۔

ایک دن آفندی نے کسی شخص سے سونے کے کچھ ٹکڑے ادھار لئے اور اپنے گدھے پر سوار ہوکر سمندر کے ریتیلے ساحل پر پہنچے وہاں بیٹھ کر وہ بڑی سنجیدگی سے سونے کے ٹکڑوں کو چھلنی میں ڈال کر چھاننے لگے۔ کچھ دیر کے بعد بادشاہ شکار کھیلتے ہوئے وہاں سے گزرا۔ آفندی کی یہ حرکت اسے بڑی عجیب لگی۔ اس سے بغیر پوچھے نہ رہ گیا۔لہذا اس نے آفندی سے دریافت کیا۔آفندی ! تم یہاں بیٹھے یہ کیا کر رہے ہو‘‘ ؟ ’’جہاں پناہ میں اس وقت سونے کی بوائی کر رہا ہوں۔‘‘ آفندی نے جواب دیا۔

یہ سن کر بادشاہ کو اور بھی تعجب ہوا۔وہ بولا۔

’’میرے دانش مند آفندی! یہ تو بتاؤ کہ اس طرح سونا بونے سے تمہیں کیا فائدہ ہوگا‘‘۔

’’کیا آپ کو یہ بھی معلوم نہیں جہاں پناہ؟‘‘ آفندی نے جواب دیا۔میں آج سونا بو رہا ہوں اور جمعہ کو میں اس کی فصل کاٹ لوں گا۔ اس پہلی فصل میں کم از کم دس آؤنس سونا ضرور ملے گا‘‘۔

یہ سنتے ہی بادشاہ کے منہ میں پانی بھر آیا۔اس نے سوچا کہ اس منافع بخش تجارت میں وہ بھی ساجھے دار کیوں نہ بن جائے۔لہذا وہ مسکراتے ہوئے آفندی سے بولا۔آفندی میاں تم اتنا سا سونا بو کر تو امیر نہیں بن سکتے۔اگر تم سونا ہی بونا چاہتے ہو تو زیادہ سے زیادہ بوؤ۔اگر تمہارے پاس بونے کے لئے کافی سونا نہ ہو تو میرے محل سے لے آؤ۔تم جتنا سونا چاہو لا سکتے ہو۔اب مجھے اس تجارت میں اپنا ساجھے دار سمجھو۔فصل میں سے صرف اسی فیصد حصہ مجھے دے دینا۔بولو۔اس پر تیار ہو؟ ’’ٹھیک ہے مجھے آپ کی شرط منظور ہے‘‘۔آفندی نے کہا

دوسرے دن آفندی محل سے دو کلو سونا اٹھا لائے اور کوئی ہفتہ بھر بعد ہی دس کلو سونا بادشاہ کو لوٹا آئے۔سونے کی جگمگ کرتی سلیں دیکھ کر بادشاہ کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔اس نے فوراً اپنے افسروں کو حکم دیا کہ وہ شاہی خزانے میں موجود سارا سونا آفندی کو دے دیں۔

گھر واپس آ کر آفندی نے سارا سونا غریبوں میں تقسیم کر دیا۔ایک ہفتہ بعد وہ منہ لٹکائے خالی ہاتھ بادشاہ کے پاس پہنچے۔انہیں دیکھتے ہی بادشاہ خوشی سے اچھل پڑا، اور بولا۔ ’’تم آ گئے آفندی‘‘ کیا سونے سے لدی ہوئی گاڑیاں پیچھے پیچھے آ رہی ہیں‘‘۔

جہاں پناہ! اب میں آپ کو کیا بتاؤں ''میں بالکل تباہ ہوگیا ہوں''۔حضور میں بالکل برباد ہوگیا ہوں۔میری تقدیر پھوٹ گئی ہے۔ آفندی اپنا سر پیٹتے ہوئے بولے۔''اس دوران ایک بوند بارش نہیں ہوئی اور سونے کی ساری فصل سوکھ گئی۔فصل تو دور رہی، بیجوں سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔

آفندی کی یہ بات سن کر بادشاہ پاگل ہوگیا۔وہ غضب ناک ہوکر بولا۔ '' تم بالکل جھوٹ بول رہے ہو آفندی۔کیا کہیں سونا بھی سوکھ سکتا ہے؟ تم مجھے دھوکا دینا چاہتے ہو۔

حضور میری باتوں پر آپ کو یقین کیوں نہیں آرہا ہے؟ آفندی نے جواب دیا۔ اگر آپ کو اس بات پر یقین نہیں ہے کہ بغیر بارش کے سونا سوکھ سکتا ہے تو پھر اس بات پر کیوں کر یقین ہوگیا کہ سونے کو زمین میں بویا جاسکتا ہے اور اس کی فصل بھی کاٹی جاسکتی ہے''۔ یہ سن کر بادشاہ دم بخود ہوگیا۔اس کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکلا جیسے اب اس کے پاس بولنے کے لئے کچھ بھی نہ رہا ہو۔



حاصل مطالعہ

- کسی پر حد سے زیادہ اعتماد نہ کرنا۔
- حرص ولالچ کی خاطر اپنا سب کچھ داؤ پر نہ لگانا۔
- غریبوں کا حق ادا کرنا۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے :

سوجھ بوجھ	=	عقل مندی وہوشیاری	ادھار لینا	=	قرض لینا
ساحل	=	دریا کا کنارا	دانش مند	=	عقل مند
ساجھے دار	=	حصے دار	جگمگ کرنا	=	روشن ہونا، چمکنا
تباہ	=	برباد	بوند	=	قطرہ
غضب	=	غصہ	دم بخود ہونا	=	چپ چاپ ہونا، جواب بن نہ پڑنا

II مناسب ترین جواب منتخب کیجئے:

(1) ملا نصیرالدین کا لقب .....

(الف) رازی (ب) سرمدی (ج) آفندی

(2) دوسرے دن آفندی محل سے ..... سونا اٹھالائے

(الف) دوکلو (ب) تین کلو (ج) چار کلو

(3) گھر واپس آ کر آفندی نے سارا سونا ..... میں تقسیم کر دیا

(الف) رشتہ داروں (ب) اہل وعیال (ج) غریبوں

(4) ایک ہفتہ بعد وہ منہ لٹکائے خالی ہاتھ ..... کے پاس جا پہنچے ۔

(الف) امیر (ب) بادشاہ (ج) وزیر

(5) آفندی کی بات سن کر بادشاہ .....ہو گیا۔

(الف) دم بخود (ب) غضب ناک (ج) پریشان

III مختصر جوابات لکھئے:



(1) ملا نصیر الدین کا لقب کیا تھا اور وہ کس چیز کے لئے مشہور تھا۔

(2) آفندی کس چیز کی بوائی کر رہا تھا؟

(3) بادشاہ نے آفندی کو کیا مشورہ دیا؟

(4) آفندی نے محل سے کتنا سونا لایا اور کتنا لوٹایا؟

(5) بادشاہ نے اپنے افسروں کو کیا حکم دیا؟

(6) آفندی کے کس جواب پر بادشاہ کو غصہ آیا؟

IV تفصیلی جوابات لکھئے:

(1) ''سونے کی کھیتی '' اس کہانی کا مرکزی خیال واضح کیجئے۔

(2) '' سونے کی کہانی '' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

درج ذیل الفاظ کو جملوں میں استعمال کیجئے۔ مثال : لازمی : کمپیوٹر کا استعمال آج کل زندگی کا لازمی حصہ بن چکا ہے۔

دست یاب : .....

صاف ستھرا : .....

عمدہ : .....

آلودہ : .....

امکانات : .....

آمدورفت : .....

ساخت : .....

زرخیز : .....

اکائی 2

قواعد

اسم عام کی قسمیں

سیکھنے کے مقاصد

- قواعد کے ذریعہ تقریر وتحریر میں مہارت حاصل کرنا۔
- اسم عام کی بقیہ قسموں کے متعلق طلبہ وطالبات کو روشناس کرانا

اعادہ : پچھلے اسباق میں آپ نے اسم عام کی دو قسمیں اسمِ زمان اور اسمِ مکان کے متعلق تفصیل سے جان لیا۔
اب آیئے ہم اس کی قسموں کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

کفگیر تلوار قینچی چمچہ چاقو

اوپر مثالیں دی گئی ہیں ان پر غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ نام کسی لوہے، اسٹیل، المونیم جیسی دھاتوں سے بنائے گئے اوزار کے ہیں یا یہ چیزیں ہتھیار کے طور پر کام آتی ہیں۔ان کو ''اسم آلہ'' کہتے ہیں۔

اسم آلہ کی تعریف : اسم آلہ وہ اسم ہے جو لفظ کے اعتبار سے واحد ہوں، لیکن معنی کے اعتبار سے جمع ہوں۔

اب آیئے اسمِ عام کی آخری قسم کے متعلق معلومات حاصل کریں گے۔

ٹن ٹن میاؤں میاؤں کائیں کائیں غٹرغوں غٹرغوں ٹیں ٹیں چھک چھک۔

یہ تمام الفاظ جاندار یا بے جان چیزوں کی آواز کہلاتے ہیں۔

'' ٹن ٹن '' یہ گھنٹی کی آواز ہے۔ ''میاؤں میاؤں'' بلی کی آواز ہے۔اور '' چھک چھک '' ٹرین کی آواز کو کہتے ہیں۔

اس کو اردو گرامر میں **اسم صوت** کہتے ہیں۔صوت عربی لفظ ہے جس کے معنی آواز کے ہیں۔

اس طرح آپ دوسروں مثالوں پر قیاس کیجئے۔

اسم صوت : وہ اسم ہے جو کسی جاندار یا بے جان چیزوں کی آواز کو ظاہر کرے۔

سوالات برائے مشق :

(1) اسم عام کی کتنی قسمیں ہیں مثالوں کے ذریعہ خاکہ کھینچئے۔

(2) ٹولی۔ جماعت۔ قطار۔ شور یہ مثالیں اسم عام کی کس قسم سے ہیں؟ بتایئے

(3) اسم جمع کی تعریف کیجئے اور مثالیں دیجئے؟

(4) اسم آلہ کسے کہتے ہیں مثال سے سمجھایئے؟

(5) درج ذیل الفاظ میں سے اسم عام کی قسمیں الگ کیجئے:

میاؤں میاؤں کائیں کائیں غٹرغوں غٹرغوں جماعت فوج

محفل کفگیر چاقو قینچی تلوار

لسانی سرگرمی:

تصویر کو تحریری شکل میں پیش کرنا۔

نیچے ایک تصویر دی گئی ہے۔ اس سے متعلق چند جملے اپنے الفاظ میں لکھے۔



.....

.....

.....

.....

.....

اکائی 3

حصّہ نظم

تعلیمِ نسواں



اکبرالہ آبادی



شاعر کا تعارف

سید اکبر حسین اکبر 10 نومبر 1846ء کو بہ مقام الہ آباد پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد اپنی ذاتی دلچسپی سے انگریزی سے بھی اچھی واقفیت حاصل کر لی۔ شروع میں چھوٹی سی ملازمتیں کیں۔ پھر عدالت سے وابستہ ہوئے اور وکالت کا امتحان پاس کرلیا اور سشن جج کے عہدے تک ترقی کی۔ ہائی کورٹ کی ججی کا موقع بھی ہاتھ آیا لیکن طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے پہلے ہی ریٹائر ہوگئے۔۔ ان کا انتقال 9 ستمبر 1921ء کو الہ آباد میں ہوا۔ اکبر کو زبان پر بڑی قدرت حاصل تھی۔ آپ نے اپنے اشعار میں طنز اور مزاح کے پہلو کو بھی برقرار رکھا ہے۔ ابتداء میں روایتی انداز کی شاعری کی۔ لیکن آپ کے فنی اور جمالیاتی نقطۂ نظر کی غزلیں بہت اہم ہیں۔ ''کلیات اکبر'' آپ کا مشہور مجموعہ ہے۔

تعلیم عورتوں کو بھی دینی ضرور ہے
لڑکی جو بے پڑھی ہو تو وہ بے شعور ہے

حسنِ معاشرت میں سراسر فتور ہے
اور اس میں والدین کا بے شک قصور ہے

ان پر فرض ہے کہ کریں کوئی بندوبست
چھوڑیں نہ لڑکیوں کو جہالت میں شاد و مست

مذہب کے جو اصول ہوں اس کو بتائے جائیں
باقاعدہ طریق پرستش سکھائے جائیں

اوہام جو غلط ہوں وہ دل سے مٹائے جائیں
سکے خدا کے نام کے دل میں بٹھائے جائیں

گھر کا حساب سیکھ لے خود آپ جوڑنا
اچھا نہیں ہے غیر پہ یہ کام چھوڑنا

سب سے زیادہ فکر ہے صحت کی لازمی
صحت نہیں درست تو بےکار ہے زندگی

مشرق کی چال ڈھال کا معمول اور ہے
مغرب کے ناز و رقص کا اسکول اور ہے

دنیا میں لذتیں ہیں، نمایش ہے، شان ہے
ان کی طلب میں حرص میں سارا جہان ہے

اکبر سے سنو کہ جو اس کا بیان ہے
دنیا کی زندگی فقط اک امتحان ہے

حاصلِ کلام

شاعر اکبرالہ آبادی اس نظم ''تعلیم نسواں'' میں لڑکیوں کی تعلیم وتربیت کے تعلق سے بہترین نکات پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عورتوں کی تعلیم بے حد ضروری ہے۔ اگر طبقۂ نسواں کو تعلیم سے محروم رکھا گیا تو معاشرت کے لئے بڑے نقص کی بات ہوگی اولاد کی تعلیم وتربیت خصوصاً لڑکیوں کی، والدین کی اہم ذمہ داری ہے۔

لڑکیوں کی تعلیم میں دینی تعلیم کو مقدم رکھنا چاہئے۔ عبادت کے طور طریق سکھانے چاہئے۔ امور خانہ داری میں انہیں ماہر بنانا ضروری ہے۔ جیسے گھر کے اخراجات کا حساب، سلیقہ مندی وغیرہ کی باتیں۔

تعلیم کے ساتھ ساتھ صحت کی حفاظت ونگہداشت نہایت ضروری ہے۔ اس کے علاوہ لڑکیوں کو مغربی تہذیب سے دور رکھنا چاہئے انہیں مشرقی روایات واصول کا پابند بنانا چاہئے۔ حیا عورت کا اصل زیور ہے اس کا لحاظ ہر موقع پر ضروری ہے۔ آخری بات شاعر نے یہ کہی ہے کہ دنیا دارالامتحان ہے۔ عیش وآرام کی جگہ نہیں ہے۔ دنیا کی لذتوں میں پڑ کر آخرت کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے

نسواں : عورتیں

فتور : خرابی۔نقص

اوہام : بے بنیاد خیالات۔توہم پرستی

نمائش : دکھاوا

بےشعور : بے حسی

پرستش : عبادت

رقص : ناچ

قصور : خطا۔لغزش۔غلطی

حرص : ہوس

II اضداد لکھ کر یاد کیجئے:

عورت × مرد

مشرق × مغرب

صحیح × غلط

بےشعور × باشعور

نیکی × بدی

باقاعدہ × بےقاعدہ

III ذیل کے الفاظ کی جمع لکھ کر یاد کیجئے

عورت + عورتیں

فرض + فرائض

مذہب + مذاہب

لڑکی + لڑکیاں

نیکی + نیکیاں

وہم + اوہام

IV مصرعے مکمل کیجئے:

(1) مشرق کی چال ڈھال .....
..... کا اسکول اور ہے

(2) دنیا میں لذتیں ہیں، .....
ان کی طلب میں حرص میں .....

(3) اکبرؔ سے سنو کہ .....
..... فقط اک امتحان ہے

V جوڑ لگایئے:

تعلیم عورتوں کو بھی دینی ضرور ہے	–	چھوڑیں نہ لڑکیوں کو جہالت میں شاد و مست
حسنِ معاشرت میں سراسر فتور ہے	–	لڑکی جو بے پڑھی ہو تو وہ بے شعور ہے
ان پر فرض ہے کہ کریں کوئی بندوبست	–	اور اس میں والدین کا بے شک قصور ہے

VI درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھئے



(1) جو لڑکی نہ پڑھے اس کی حالت کیا ہوتی ہے؟
(2) لڑکیوں کے تعلیم سے محروم رہنے میں کس کا قصور ہے؟
(3) تعلیم کے ساتھ کس بات کی زیادہ ضرورت ہے؟
(4) لڑکیوں کی تعلیم میں کن باتوں کا لحاظ ضروری ہے؟
(5) تعلیم و تربیت کے بعد کس بات کی زیادہ فکر کرنے کی ضرورت ہے؟
(6) مشرقی و مغربی تہذیب کا فرق بتایئے؟
(7) دنیا کی زندگی کا مقصد بیان کیجئے؟

انمول باتیں

- محنت اتنی خاموشی سے کرو کہ تمہاری کامیابی شور مچا دے۔
- درخت جتنا اونچا ہوگا، اس کا سایہ اتنا ہی کم ہوگا، اس لئے اونچا بننے کی بجائے بڑا بننے کی کوشش کرو۔
- تم اپنے کردار کو اتنا بلند کرو کہ دوسرے لوگ دیکھ کر کہیں اگر امت ایسی ہے تو نبی کیسے ہوں گے۔
- انسان میں بے شمار عیب ہیں لیکن ایک خوبی سب پر پردہ ڈالتی ہے، اور وہ ہے ''زبان پر قابو''۔

اکائی 2

حصّۂ نثر

آنکھوں کی حفاظت اور اس کی نگہداشت

کے۔عبدالرحیم، پرنام بٹ

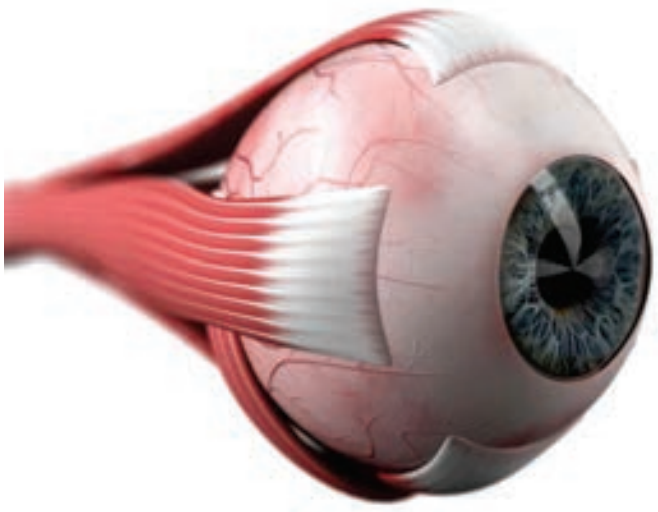
سیکھنے کے مقاصد



- طلبہ وطالبات کو آنکھوں کی نگہداشت سے واقف کرانا۔
- آنکھوں کے فوائد سے طلبہ کو اجاگر کرانا۔
- اللہ کی نعمتوں کی قدردانی کرانا۔
- آنکھوں کی بینائی کیلئے حیاتین یا خوراک کی اہمیت کو واضح کرانا۔

انسان کو عطا کی گئی نعمتوں میں سے بہت اہم نعمت آنکھیں ہیں۔ اندھیرے اور روشنی کا علم ہمیں آنکھ ہی سے ہوتا ہے۔ آنکھیں نہ ہوں تو دنیا تاریک ہے اور زندگی بے مزہ۔ نہ کائنات کے حسین مناظر کا نظارہ کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی زندگی کے حسن کا لطف اُٹھایا جاسکتا ہے۔ آنکھیں حسن انسانی کے جانچنے کا معیار بھی ہیں۔ اس کہاوت میں کوئی شک نہیں کہ آنکھیں خوبصورتی کا آئینہ ہوتی ہیں۔

آنکھ ہمارے چہرہ کا سب سے متاثر کن عضو ہے اور نہایت ہی نازک حصہ ہے۔ آدمی کتنا ہی گورا، چٹا اور کیسی ہی اچھی شکل وصورت کا ہو، مگر اس کی آنکھوں میں کوئی نقص پیدا ہو جائے تو وہ حسین نہیں سمجھا جاتا۔ یہ آنکھیں ہی ہیں جو ہماری خوب صورتی کو بڑھانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ اس لئے آنکھوں کی دیکھ بھال اور اس کی حفاظت کرنا اور انہیں مختلف بیماریوں سے بچانا مرد اور خواتین، بچوں بڑوں اور خصوصاً طلبہ اور طالبات کے لئے نہایت ضروری ہے۔



جو کچھ ہم پڑھتے، لکھتے اور سیکھتے ہیں، آنکھوں ہی کی بدولت ہے۔ یہی نہیں، صبح سے شام تک ہمارا ہر کام آنکھوں ہی کی مدد سے انجام پاتا ہے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ لوگ آنکھوں کی طرف سے غفلت برتتے ہیں اور ان کی حفاظت کا خیال نہیں رکھتے جس کی وجہ سے ان کی بینائی کمزور ہو جاتی ہے اور آخر کار وہ اس نعمت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

عام طور پر چھوٹے بچے آنکھوں کی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں۔ اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ وہ اپنے گھر یا اسکول اور مدرسہ میں کم روشنی میں پڑھتے ہیں یا تیز دھوپ میں مطالعہ کرتے ہیں۔ اور یہ دونوں باتیں بینائی کو نقصان پہنچاتی ہیں۔ کتاب

آنکھوں کے بالکل قریب نہ ہو۔ راہ چلتے ہوئے، چلتی ہوئی ریل گاڑی، بس اور موٹر گاڑی میں کتب بینی یا اخبار بینی بھی آنکھوں کو متاثر کرتی ہے۔

ہماری آنکھیں ایک نہایت عمدہ کیمرے کی مانند ہیں۔ یہ بادام کی شکل جیسی ہوتی ہیں اور جسامت (Size) میں تقریباً ڈھائی سنٹی میٹر کی ہوتی ہے۔ ہماری آنکھوں میں عدسے (Lens) ہوتے ہیں۔ اور ایک پردہ ہوتا ہے، اس پردے کو پردہ شبکیہ ''رے ٹینا'' (Retina) کہتے ہیں۔ روشنی لینس (Lens) سے گزرتی ہے۔ یہ لینس روشنی کو ''رے ٹینا'' یعنی آنکھ کے پردے پر مرتکز Focus کرتا ہے۔ وہاں چیز کا اُلٹا عکس بن جاتا ہے۔ اس عکس کی اطلاع اعصاب کے ذریعہ دماغ کو جاتی ہے۔ دماغ اس کو سیدھا کرتا ہے اور ہمیں چیزیں نظر آنے لگتی ہیں۔

آنکھیں بھی جسم کے دوسرے اعضاء کی طرح بھرپور توجہ چاہتی ہیں اور ان کی مناسب دیکھ بھال سے نہ صرف بینائی کی حفاظت کی جاسکتی ہے بلکہ اس سے آنکھوں کی دلکشی میں بھی اضافہ ہوسکتا ہے۔ آنکھیں اور ان کے اردگرد کی جلد نازک اور حساس ہوتی ہے۔ اس لئے آنکھوں کی دیکھ بھال میں احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ سب سے پہلے آپ کو آنکھوں کی بینائی کا خاص خیال رکھنا چاہئے۔

سنیما یا زیادہ دیر تک ٹیلی ویژن دیکھنے سے پرہیز کرنا چاہئے کیونکہ اس سے آنکھوں پر بار پڑتا ہے۔ اسی طرح کمپیوٹر اسکرین کے سامنے زیادہ دیر تک بیٹھنے سے آنکھوں میں جلن اور دماغی تھکن پیدا ہوتی ہے۔ اور اسی طرح لیپ ٹاپ (Laptop) اور موبائل فون کے زیادہ استعمال سے بھی یہ شکایات پیدا ہوتی ہیں۔ جب ہم ٹی وی یا کمپیوٹر کے سامنے دیر تک بیٹھے ہوتے ہیں اور کتاب کے مطالعہ سے ہماری نظریں مسلسل ان پر مرکوز ہوتی ہیں اور اس دوران ہم پلکیں کم ہی جھپکاتے ہیں۔ اس لئے ہر تین سے چار لمحوں کے بعد پلکوں کو جھپکانے سے آنکھوں کی تھکن دور ہو کر اعصابی سکون حاصل ہوتا ہے اور اس سے آنکھوں کو وقتی آرام بھی مل سکتا ہے۔

گرد و غبار سے دور رہنا چاہئے۔ اگر چھوٹا سا تنکا یا ذرہ بھی آنکھ میں چلا جائے تو اس کی کھٹک سے درد ہونے لگتا ہے اور آنکھوں سے آنسو نکل پڑتے ہیں۔ آنکھ سے اس ذرّے کو نکالنے کے لئے اپنے دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح دھولیں، پھر پاک و صاف کپڑے کے ایک کونے یا روئی کے پھاہے سے تنکا یا ذرے کو نرمی اور احتیاط سے نکالا جائے۔ اس دوران آنکھ کے ڈھیلے (Eye Ball) کو ہاتھ نہ لگائیں۔

کھیل کود یا بھاگ دوڑ کے دوران اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ آنکھ یا اس کے قریبی حصے پر چوٹ نہ آنے پائے۔ اگر اتفاقاً چوٹ لگے اور زخم ہو جائے تو فوراً پاک و صاف کپڑے میں لپٹا ہوا برف کا ٹکڑا آنکھ پر رکھا جائے تاکہ اس سے خون کے رکنے اور درد کے کم کرنے میں مدد ملے۔ اس کے بعد فوراً ڈاکٹر سے رجوع کرنا چاہئے تاکہ مرض کا خاطر خواہ علاج ہوسکے۔ اگر کسی کیڑے کے کاٹنے سے آنکھ کے پپوٹے ورم ہو جائیں تو جلابی نمک پانی میں ملا کر گرم کریں اور موٹا کپڑا یا روئی کو پانی میں بھگو کر سوجھے ہوئے حصہ پر سینکنا چاہئے۔ تھوڑی ہی دیر میں آرام مل جائے گا۔

آنکھوں کی بینائی برقرار رکھنے میں حیاتین (وٹامن) اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ آنکھوں کی اچھی بینائی کے لئے ڈاکٹروں نے وٹامن اے، بی 2، سی اور وٹامن ڈی کے استعمال کا مشورہ دیتے ہیں۔ اس لئے آنکھوں کی بہترین حفاظت کے لئے ایسی خوراک کا استعمال کرنا چاہئے جس میں وٹامن اے، بی، بی ٹو اور سی کی مناسب مقدار موجود ہو گاجر اور پالک میں، حیاتین اے (وٹامن A) کی زیادہ مقدار پائی جاتی ہیں۔

سلاد، ہرے پتوں والی سبزیوں کے علاوہ مکھن، مچھلی، پیلے رنگ کی سبزیاں اور پھل مثلاً آم، پپیتا، سنگترہ وغیرہ سے آنکھوں کو تقویت ملتی ہے۔ خاص طور پر ان اشیاء کے استعمال سے انسان مدہم روشنی اور تاریکی میں بھی دیکھنے کی قوت سے مالا مال ہوتا ہے۔ دن

میں دو یا تین بار آنکھوں میں عرقِ گلاب ڈالنا بھی مفید ہے جس سے آنکھوں کی جلن اور درد میں کمی ہوتی ہے۔ دن میں کم از کم چھ گلاس تک پانی پینے کی کوشش کریں۔ کیونکہ پانی آنکھوں میں نمی کی مقدار کو برقرار رکھتا ہے جس سے آنکھوں میں سوجن وغیرہ نہیں ہوتی۔ اس کے علاوہ آنکھوں کو دن میں کئی مرتبہ پاک وصاف ٹھنڈے پانی سے دھونے سے آنکھوں کو ٹھنڈک اور تازگی ملتی ہے اور اچھی طرح سے آنکھوں کی صفائی بھی ہو جاتی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مناسب اور پرسکون نیند بھی صحت مند آنکھوں کے لئے ضروری ہے۔

بعض بچوں کی آنکھیں پیدائشی طور پر کمزور ہوتی ہیں۔ انہیں قریب یا دور کی چیزیں صاف دکھائی نہیں دیتیں۔ یہ بیماری عام طور پر آنکھ کے قدرتی عدسوں کی خرابی کے باعث ہوتی ہے۔ ان بچوں کو آنکھوں کے ڈاکٹر سے مشورے کے بعد چشمہ (عینک) استعمال کرنا چاہئے۔ کچھ لوگ چشمہ لگانے میں شرم محسوس کرتے ہیں۔ اس میں کسی قسم کی جھجک نہیں ہونی چاہئے۔ کیونکہ بر وقت بیماری (نظر کی کمزوری) کا علاج نہ ہو تو وقت گزر جانے پر وہ لا علاج بھی ہو سکتی ہے۔ آنکھوں کی تکلیف خواہ کسی قسم کی ہو، گھریلو علاج اپنانے سے پہلے کسی اچھے ڈاکٹر سے مشورہ ضرور کریں کیونکہ گھریلو علاج سے آنکھوں میں ڈالی جانے والی کوئی بھی دوا نا قابلِ تلافی نقصان پہنچا سکتی ہے۔ آنکھوں کی اکثر بیماریاں متعدی ہوتی ہیں یعنی ایک دوسرے کو منتقل ہوتی ہیں۔ ایسی حالت میں جس کسی کو بھی آنکھوں کی بیماری لاحق ہو اس شخص سے دور رہنا چاہئے۔

غرض آنکھوں کی دیکھ بھال اور اس کی حفاظت ضروری، لازمی اور نہایت اہم ہے۔ کیونکہ انسان کے لئے آنکھیں قدرت کا انمول عطیہ ہیں، جس کا اس دنیا میں کوئی بدل نہیں۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

نگہداشت	=	حفاظت	بے بہا	=	انمول، نفیس
عکس	=	تصویر، فوٹو	تاریک	=	اندھیرا، سیاہ، کالا
اعصاب	=	عصب کی جمع۔ پٹھّا۔ نَس	نقص	=	عیب، برائی
بینائی	=	آنکھ کی روشنی	غفلت	=	لاپرواہی
کتب بینی	=	کتابوں کا مطالعہ کرنا	اعضاء	=	عضو کی جمع، بدن کا کوئی حصہ
اضافہ	=	زیادتی	جلد	=	کھال، چمڑا
خوراک	=	غذا	شفاف	=	نہایت صاف جس میں آر پار نظر آئے
چشمہ	=	عینک	متعدی مرض	=	ایک سے دوسرے کو لگنے یا پھیلنے والی بیماری

II اضداد لکھئے

اندھیرا	×	اجالا	خوب صورت	×	بدصورت
قریب	×	دور	نرمی	×	سختی
بہترین	×	بدترین	عام	×	خاص

III ذیل کے الفاظ کی جمع بنایئے:

نعمت	+	نعمتیں	پردہ	+	پردے، پروں
منظر	+	مناظر	طالبہ	+	طالبات
عضو	+	اعضاء	تصویر	+	تصاویر

IV جوڑ لگایئے

الف		ب
آنکھیں نہ ہوں تو	-	متعدی ہوتی
ہماری آنکھیں	-	مدد سے انجام پاتا ہے
اندھیرے اور روشنی کا علم	-	اور اہم نعمت ہیں
آنکھیں بے بہا	-	دنیا تاریک ہے
ہمارا ہر کام آنکھوں ہی کی	-	گولی یا بادام کی شکل جیسی ہوتی ہیں
آنکھوں کی اکثر بیماریاں	-	ہمیں آنکھ سے ہی ہوتا ہے

V قوسین میں دئے گئے الفاظ سے خالی جگہ بھرتی کیجئے:

(I) ہماری آنکھیں ایک نہایت عمدہ .....کی مانند ہیں ۔

(2) آنکھیں خوبصورتی کا ..... ہوتی ہیں۔

(3) آنکھیں ہمارے چہرہ کی سب سے .....اور نہایت نازک حصہ ہیں ۔

(4) عام طور پر چھوٹے بچے آنکھوں کی..... کا شکار ہوتے ہیں۔

(5) پیلے رنگ کی سبزیاں اور پھل آنکھوں کی اچھی.....کے لئے مفید ہیں۔

(6) آنکھوں کی بینائی برقرار رکھنے میں چند .....اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

(کیمرے آئینہ دار متاثر کن بیماریوں بینائی حیاتین (وٹامن)

VI درج ذیل سوالوں کے مختصر جوابات لکھئے:

(I) اندھیرے اور روشنی کا علم ہمیں کیسے ہوتا ہے؟

(2) آنکھوں کی شکل کیسی ہوتی ہے؟

(3) ہمارے چہرہ کا سب سے متاثر کن اور نہایت نازک حصہ کونسا ہے؟

(4) عام طور پر کون آنکھوں کی بیماریوں کا شکار ہوتے ہیں؟

(5) کھیل کود یا بھاگ دوڑ کے دوران بدن کے کس حصے کی زیادہ حفاظت کرنی چاہئے؟

(6) آنکھوں کی بینائی برقرار رکھنے میں کونسے حیاتین اہم کردار ادا کرتے ہیں؟

(7) کس قسم کی خوراک آنکھوں کی بینائی کے لئے مفید ہیں؟

VII تفصیلی جوابات لکھئے:

(I) انسان کے نزدیک آنکھیں کیوں بے بہا اور اہم ہیں؟

(2) آنکھوں کی اچھی بینائی کے لئے کس قسم کے خوراک کا استعمال کرنا چاہئے؟

(3) آنکھوں کی دیکھ بھال اور اس کی نگہداشت کس طرح کی جاسکتی ہے؟

عملی مشق:



انسانی جسم کے اعضاء کا ایک خاکہ بنایئے اور اس میں کان کی اہمیت کو اجاگر کیجئے۔

تاریخ پارے

1۔ سکندرِ اعظم نوعمری میں ارسطو کا شاگرد تھا۔ وہ اپنے استاد کا بڑا ادب واحترام کرتا تھا۔ ایک مرتبہ دونوں کہیں جارہے تھے۔ راستہ میں ندی حائل ہوگئی۔ انہیں اس ندی کی گہرائی کا اندازہ نہیں تھا۔ وہ سوچ رہے تھے کہ ندی کو کس طرح پار کیا جائے۔

آخر کار سکندر نے کہا کہ استادِ محترم، میں آگے جارہا ہوں۔ آپ میرے پیچھے آیئے۔ یہ کہہ کر وہ ندی میں اتر گیا۔ ندی گہری نہیں تھی۔ دونوں آسانی کے ساتھ کنارے پر پہنچ گئے۔ کنارے پر پہنچتے ہیں ارسطو نے سکندر اعظم سے کہا کہ آخر کار تم نے میرے آگے چل کر اپنے شہزادے ہونے کا ثبوت دے ہی دیا۔ تمہیں تو استاد کے پیچھے آنا چاہئے تھا۔

سکندر نے انکساری کے ساتھ جواب دیا۔ استادِ محترم، میں اس لئے آگے چلا کہ خدانخواستہ کہیں آپ ندی کی گہرائی کا اندازہ نہ کرتے ہوئے ڈوب جائیں یا ندی کے بہاؤ میں بہہ جائیں تو ہزاروں سکندر مل کر بھی آپ جیسا قابل انسان نہیں لا سکتے۔ اگر میں ندی میں ڈوب جاؤں یا بہہ جاؤں تو آپ مجھ جیسے ہزاروں سکندر تیار کر سکتے ہیں۔ سکندر کی بات سن کر ارسطو بہت متاثر ہوا۔

2۔ نوبل انعام یافتہ مشہور ومعروف سائنس دان سر سی.وی رامن سے کسی نے محفل میں ایک طالب علم سے پوچھا۔ جناب! آپ نے ہیرے کے خواص کے بارے میں بہت تحقیق کی ہے۔ مگر آپ نے یہ نہیں بتایا کہ ہیرا کیسے بنایا جاتا ہے۔

سر سی.وی.رامن نے کہا، یہ تو بہت آسان ہے۔ ایک کوئلہ کا ٹکڑا لو۔ اسے ایک ہزار فٹ کی گہرائی میں دفن کردو۔ پھر ایک ہزار سال تک انتظار کرو، ہیرا حاصل ہوجائے گا۔

ان کا جواب سن محفل لالہ زار ہوگئی۔

اکائی 3

حصّۂ غـزل

غزل



میر مہدی مجروحؔ



شاعر کا تعارف

میر مہدی مجروح کا نام میر مہدی حسن دہلوی ہے۔ وہ 1833ء میں پیدا ہوئے۔ 15/مئی 1903ء کو کا انتقال ہوا۔ مرزا غالبؔ کے خاص شاگرد تھے۔ ان کا دیوان 1898ء میں ''مظہر معانی'' کے قلمی نام سے شائع ہوا۔ ان کی شاعری میں زبان کے محاوروں کا زیادہ استعمال ہوا ہے۔ ان کی شاعری کلاسیکی انداز کی ہے۔



شغلِ الفت کو جو احباب برا کہتے ہیں
کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کیا کہتے ہیں
کیا ہے آب دم خنجر سے وہ تیرے افزوں
جس کو تعریف سے سب آب بقا کہتے ہیں
جان دینے کے سوا اور بھی تدبیر کریں
ورنہ یہ بات تو ہم اس سے سدا کہتے ہیں
دے دیا دل ہی تو بدگوئی کا شکوہ کیا ہے
آپ جو کچھ مجھے کہتے ہیں بجا کہتے ہیں
سیم تن اس کو کوئی کہنے لگا کوئی پری
بولا مجروحؔ سے پوچھو کہ وہ کیا کہتے ہیں



حاصلِ کلام

شاعر میر مہدی مجروحؔ اپنی اس غزل میں کہتے ہیں کہ میرے دوست واحباب محبت کے مشغلہ کو برا بھلا کہتے ہیں لیکن مجھے یہ سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں ان کو کیا کہوں؟

اے میرے محبوب جب آپ تلوار چلاتے ہیں تو اس کے دھار کی چمک ایسی ہوتی ہے جیسے صاف شفاف پانی۔ اسی لئے لوگ اسے آبِ بقا

کہتے ہیں۔

ہم ہمیشہ سے محبوب پر اپنی جان نچھاور کرنے کی بات کرتے ہیں۔اس کے علاوہ کوئی تدبیر ہوتو بتائیں۔ہم تو انہیں اپنا دل دے بیٹھے ہیں لیکن وہ ہمیں بدگو ہونے کی (بری بات کرنے والے) کی شکایت کرتے ہیں۔ٹھیک ہے وہ جو بھی ہمیں کہیں وہ صحیح ہی ہوگا۔۔

مقطع میں شاعر کہتے ہیں کہ میرے محبوب کو کوئی خوب صورت پری کہتا ہے، حقیقت میں تو یہ دیکھنا چاہئے کہ مجروحؔ جیسا عاشق ان کے بارے میں کیا کہتا ہے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

شغل	=	کام۔دھندا۔مشغلہ	الفت	=	محبت۔پیار
احباب	=	دوست۔رشتہ دار	آب	=	چمک، رونق
خنجر	=	چھرا جیسا ایک قسم کا ہتھیار	افزوں	=	زیادہ۔بڑھا ہوا
آبِ بقا	=	آبِ حیات، ایسا امرت جس کے پینے سے موت نہیں آتی			
سوا	=	علاوہ، بغیر	سدا	=	ہمیشہ
بدگوئی	=	غیبت۔چغلی۔برائی۔جھوٹ	شکوہ	=	شکایت
سیم تن	=	چاندی جیسی سفید جلد والا۔گورا۔چٹا۔حسین			

II واحد جمع لکھ کر یاد کیجئے:

حبیب	+	احباب	الفت	+	الفتیں
تدبیر	+	تدابیر	پری	+	پریاں
تعریف	+	تعریفیں			

III اضداد لکھئے اور یاد کیجئے:

حبیب	×	رقیب	الفت	×	نفرت
تدبیر	×	تقدیر	تعریف	×	مذمت

IV مصرعہ مکمل کیجئے:

(1) شغلِ الفت کو جو احباب .....

کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ .....

(2) ..... اور بھی تدبیر کریں

ورنہ یہ بات تو ہم .....



V مختصر جوابات لکھ کر یاد کیجئے:

(1) کس چیز کو احباب برا تصور کرتے ہیں؟

(2) کون سی بات شاعر ہمیشہ سے کرتے آرہے ہیں؟

(3) دل دینے کے باوجود شاعر پر کس بات کا شکوہ کیا جاتا ہے؟

(4) محبوب کے حسن کو دیکھ کر دوسرے کیا کہتے ہیں؟

(5) شاعر کا نام اور تخلص بتایئے؟

عملی سرگرمی:

اپنی پسندیدہ ایک غزل کاپی میں تحریر کیجئے۔

آدابِ دُعا

دُعا ایک عبادت ہے، بلکہ ساری عبادتوں کا مغز اور مومن کا ہتھیار کہا گیا ہے۔ دعا کو خشوع وخضوع کے ساتھ پوری توجہ اور اخلاص سے مانگنا چاہئے۔

جب بندہ اللہ سے دُعا کرتا ہے تو وہ اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہے۔ فرمانِ الٰہی ہے ''مجھ سے دُعا مانگو، میں اسے قبول کروں گا۔ جو لوگ تکبر کی وجہ سے میری عبادت سے منہ پھیرتے ہیں، انہیں ذلیل کر کے جہنم میں داخل کیا جائے گا''۔ گویا اللہ سے سوال نہ کرنے والوں سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔ جو شخص یہ چاہے کہ اس کی دُعا مشکلوں اور مصیبتوں کے وقت قبول ہو، اسے چاہئے کہ خوش حالی میں کثرت سے دُعا مانگا کرے۔ اس کی قبولیت کا دروازہ ہر وقت کھلا ہے۔ سب سے اچھی دُعا دنیا و آخرت میں عافیت کی دُعا ہے۔ عموماً جو اذکار اور دعائیں قرآن سے منتخب کی جاتی ہیں، وہ تو اللہ کا کلام ہی ہیں، مگر حدیث میں دعائیں بھی اگرچہ بظاہر حضور اکرم ﷺ کی زبان مبارک سے نکلی ہیں، حقیقت ہیں، اللہ کی وحی کے ذریعے آپ ؐ تک پہنچی ہیں۔ سورہ نجم میں ارشاد الٰہی ہے۔ ''آپ اپنی خواہش سے نہیں بولتے، جو بھی وہ زبان سے کہتے ہیں وحی ہے، جو اُن کے پاس بھیجی جاتی ہے''۔ نیز صحابہ کرام ؓ بھی ہر وقت دعاؤں کا اہتمام کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی خوشی ہو یا غم، مصیبت ہو یا پریشانی، ہر وقت اللہ تعالیٰ سے عافیت، ہدایت، علم کے حصول اور دنیا و آخرت میں کامیابی کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے۔ دُعا مانگتے وقت درود شریف ضرور پڑھ لینا چاہئے۔

اکائی 2

سرسری مطالعہ

بے وفائی کا انجام

ماخوذ

ایک ندی تھی، ندی کے کنارے ایک بہت بڑا پیڑ تھا، پیڑ پر ایک بندر رہتا تھا۔ پیڑ پر خوب پھل لگتے تھے۔ وہ پھل بڑے بھی ہوتے تھے۔ میٹھے بھی اور رسیلے بھی۔ بندر خوب مزے لے لے کر ان کو کھاتا اور اکیلا اپنے دن ہنسی خوشی گزار رہا تھا۔

ایک دن ایک مگر مچھ تیرتا ہوا ندی کے کنارے آیا۔ بندر نے اس سے پوچھا۔ ''تم کون ہو بھائی؟ اور کہاں سے آرہے ہو''

مگر مچھ نے کہا: '' میں مگر مچھ ہوں۔ بڑی دور سے آیا ہوں۔ میں دن بھر کھانے کی تلاش میں گھومتا رہا مگر کچھ بھی نہ ملا''۔

بندر نے کہا: ''اللہ کی مہربانی سے ہمارے یہاں تو کھانے کی کوئی کمی نہیں۔ اس پیڑ پر ڈھیروں پھل لگے ہیں۔ تم بھی چکھ کر دیکھو۔ تم کو اچھے لگیں گے تو میں اور دے دوں گا، جتنا جی چاہے کھاؤ۔'' یہ کہہ کر بندر نے کچھ پھل توڑ کر مگر مچھ کی طرف پھینکے۔

مگر مچھ نے انہیں چکھ کر کہا: ''واہ واہ! یہ تو بڑے مزے دار پھل ہیں۔''

بندر نے کہا: ''کیوں نہیں؟ روزانہ آؤ اور جتنا جی چاہے کھاؤ''۔

مگر مچھ اگلے دن آنے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔

دوسرے دن مگر مچھ پھر آیا۔ اس نے پھر پیٹ بھر کر پھل کھائے اور بندر سے خوب مزے مزے کی باتیں کرتا رہا۔ بندر اکیلا تو تھا ہی۔ اسے ایک دوست مل گیا۔ وہ بہت خوش ہوا۔

اب تو مگر مچھ روز آنے لگا دونوں پیٹ بھر کر پھل کھاتے اور بڑی دیر تک بات چیت کرتے رہتے۔ ایک دن یوں ہی باتوں باتوں میں بندر نے کہا: ''بھائی مگر مچھ! میں اس دنیا میں اکیلا ہوں، اکیلا ، میرا کوئی بھی نہیں ہے۔''

مگر مچھ نے بات کاٹ کر کہا ''بندر بھائی! میں تو اکیلا نہیں ہوں۔ میری ایک بیوی بھی ہے جو گھر پر رہتی ہے۔ میرا گھر ندی کے کنارے پر ہے۔''

بندر نے کہا ''تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا؟ تم نے کہا ہوتا تو میں پہلے ہی بھابھی کے لئے کچھ بھیجتا۔''

جب مگر مچھ جانے لگا تو بندر نے اس کی بیوی کے لئے تھوڑے سے پھل ساتھ کر دئے۔ مگر مچھ کی بیوی کو یہ رسیلے پھل بہت پسند آئے۔ اس نے مگر مچھ سے کہا ''میرے لئے روزانہ یہی رسیلے پھل لایا کرو''۔

بندر اور مگر مچھ میں بڑی گہری دوستی ہوگئی۔ مگر مچھ روزانہ بندر سے ملنے کے لئے جاتا۔ خود بھی جی بھر کر پھل کھاتا اور اپنے ساتھ بھی لے جاتا۔

مگر مچھ کی بیوی کو یہ پھل اچھے لگتے تھے لیکن بندر کی دوستی اسے ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔

ایک دن اس نے کہا ''مگر مچھ اور بندر میں بھی کہیں دوستی رہی ہے۔ مگر مچھ تو بندر کو مار کر کھا جاتے ہیں۔ تم ضرور جھوٹ بولتے ہو۔''

مگر مچھ نے کہا: ''میں سچ کہتا ہوں وہ بندر بہت اچھا ہے۔ بے چارہ روزانہ تمہارے لئے اتنے اچھے اچھے پھل بھیجتا ہے۔ اگر بندر سے دوستی نہ ہوتی تو میں یہ پھل کہاں سے لاتا۔ میں خود تو پیڑ پر چڑھ نہیں سکتا۔

مگر مچھ کی بیوی نے سوچا ۔ '' اگر بندر روزانہ اتنے مزے دار پھل کھاتا ہے تو اس کا گوشت بھی بڑا لذیذ ہوگا۔

یہ سوچ کر اس نے مگر مچھ سے کہا: ایک دن تم بھی اپنے دوست کو اپنے گھر آنے کی دعوت دو۔ میرا جی چاہتا ہے کہ اس کا کلیجہ کھاؤں ۔''

مگر مچھ نے کہا ''مگر وہ تو خشکی پر رہنے والا جانور ہے۔ پانی میں کیسے تیر سکے گا؟''۔

اس کی بیوی نے کہا ''تم اس کو دعوت تو دو۔ بندر بڑا چالاک جانور ہے وہ یہاں آنے کی کوئی نہ کوئی صورت ضرور نکال لے گا۔''

مگر مچھ بندر کو دعوت نہیں دینا چاہتا تھا۔ اس کی بیوی روزانہ اس سے پوچھتی ۔''یہ بتاؤ بندر کو کب لاؤ گے؟'' کوئی نہ کوئی بہانہ بنا کر مگر مچھ اسے ٹال دیتا تھا۔

مگر مچھ حیران رہ گیا۔ اس نے بڑے غمگین لہجے میں کہا ''بھلا یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ وہی تو میرا ایک دوست ہے۔ میں کیسے اس کے ساتھ دشمنی کروں؟''

اس کی بیوی نے کہا۔ ''اچھی بات ہے اگر تم کو اس کی دوستی زیادہ پیاری ہے تو تم اسی کے پاس جا کر رہو۔ تم یہی چاہتے ہو کہ میں مر جاؤں۔''

اب تو مگر مچھ بڑی الجھن میں پڑ گیا۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہیں آ رہی تھی کہ کرے تو کیا کرے۔ اگر وہ بندر کا کلیجا لائے تو اس کا دوست مارا جائے گا اور انہیں لاتا تو اس کی بیوی کی جان جاتی ہے۔ وہ آنکھوں میں آنسو بھر کر بولا۔''میرا ایک ہی تو دوست ہے۔ میں اس کی جان کیسے لے سکتا ہوں۔ تم ہی بتاؤ؟''۔

اس کی بیوی نے کہا ''تو کیا ہوا۔ تم ٹھہرے مگر مچھ، مگر مچھ تو جان لیتا ہی ہے۔''

مگر مچھ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ اس کی عقل کام نہیں کر رہی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بندر کے پاس گیا۔ بندر تو مگر مچھ کا انتظار ہی کر رہا تھا۔ اس نے پوچھا ''ارے دوست! آج کیوں اتنی دیر ہوگئی؟ سب خیریت تو ہے؟''

مگر مچھ نے کہا ''میں اور میری بیوی کا جھگڑا ہو گیا ہے۔ وہ تم سے ملنا چاہتی ہے۔ وہ مجھ سے کہہ رہی تھی کہ میں تم کو اپنے ساتھ لیتا آؤں۔ اگر تم میرے ساتھ نہیں چلو گے تو وہ مجھ سے بہت لڑے گی۔

بندر نے ہنس کر کہا ''بس اتنی سی بات ہے۔ میں تو خود بھابھی سے ملنا چاہتا ہوں لیکن سوال یہ ہے کہ میں پانی میں چلوں گا کیسے؟ میں تو ڈوب جاؤں گا۔''

مگر مچھ نے کہا ''تم اس کی فکر نہ کرو۔ میں تمہیں اپنی پیٹھ پر بٹھا کر لے جاؤں گا۔''

بندر چلنے کے لئے راضی ہو گیا۔ وہ پیڑ سے اترا اور اچھل کر مگر مچھ کی پیٹھ پر سوار ہو گیا۔ جب مگر مچھ ندی کے بیچوں بیچ پہنچا تو بجائے آگے جانے کے پانی میں نیچے اترنے لگا۔ بندر ڈر گیا اور بولا: ''یہ کیا کر رہے ہو مگر مچھ بھائی! ذرا اور نیچے اتروگے تو میں ڈوب کر مر جاؤں گا۔''

مگر مچھ نے کہا ''بھائی بات یہ ہے کہ میری بیوی بہت بیمار ہے اور اس کا ایک ہی علاج ہے، اگر اسے بندر کا کلیجا کھلا آؤں گا تبھی وہ اچھی ہو سکے گی۔ یہاں کوئی اور بندر تو ہے نہیں، میں تم کو مار کر تمہارا کلیجا اپنی بیوی کو کھلا دوں گا۔''

یہ سنتے ہی بندر کے ہوش وحواس گم ہو گئے ۔ موت آنکھوں کے سامنے رقص کرنے لگی۔ اس نے سوچا کہ بس اب تو ہوش مندی اور چالاکی ہی سے اپنی جان بچائی جا سکتی ہے۔ یہ سوچ کر اس نے ایک زوردار بناوٹی قہقہہ لگاتے ہوئے کہا:

''میرے پیارے دوست! یہ تم نے پہلے ہی کیوں نہیں بتایا؟ میں تو بھابھی کو بچانے کے لئے خوشی خوشی اپنا کلیجا دے دوں گا لیکن وہ تو اسی پیڑ پر لٹکا ہوا ہے۔ میں اسے سینے سے نکال کر وہیں رکھتا ہوں۔ اس وقت تو میں اسے اپنے ساتھ لانا بھی بھول گیا۔ تم نے اسی وقت کہا ہوتا تو میں لے آتا''۔ مگر مچھ نے کہا ''چلو واپس چلیں، پیڑ پر سے فوراً اپنا کلیجا لے آنا، اگر دیر لگی تو میری بیوی کی بیماری بڑھ جائے گی۔''

مگر مچھ لوٹا اور بڑی تیزی سے تیرتا ہوا ندی کے کنارے پیڑ کے پاس پہنچا۔ جیسے ہی وہ کنارے پر پہنچا، بندر کود کر پیڑ پر چڑھ گیا، اور ہنس کر مگر مچھ سے بولا۔'' ارے بیوقوفوں کے بادشاہ! اپنے گھر کا راستہ لے۔ تو دنیا کا سب سے بڑا بے وقوف ہے۔ بھلا کہیں کوئی اپنا کلیجہ نکال کر الگ بھی رکھتا ہے۔'' یہ کہہ کر بندر نے ایک بڑا سا پھل توڑ کر مگر مچھ کے سر پر زور سے مارتے ہوئے کہا۔ ''یہ لے میرا کلیجا! مگر مچھ چوٹ کھا کر بلبلا اٹھا اور فوراً وہاں سے بھاگ نکلا۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے

مگر مچھ	=	گھڑیال	رسیلے	=	رس دار
ایک آنکھ نہ بھاتا	=	بالکل پسند نہ آنا	ترکیب کرنا	=	صورت نکالنا، تدبیر کرنا
الجھن	=	پریشانی۔ مشکل	ہوش وحواس گم ہونا	=	گھبرانا۔ بوکھلانا
ہوش مندی	=	سمجھ داری۔ عقل مندی			
موت کا آنکھوں کے سامنے رقص کرنا	=	موت کا خیال آنا۔ سخت مشکل میں پڑ جانا			

II مناسب الفاظ کی مدد سے خالی جگہ بھرتی کیجئے:

میں تو دن بھر کھانے کی .....میں گھومتا رہا مگر کچھ بھی نہ ملا۔

(2) مگر مچھ نے انہیں .....کر کہا واہ واہ یہ تو بڑے مزے دار پھل ہیں۔

(3) بندر اور مگر مچھ میں بڑی گہری .....ہوگئی۔

(4) مگر مچھ .....رہ گیا۔

(5) جیسے ہی وہ کنارے پر پہنچا بندر کود کر .....پر چڑھ گیا۔

III مختصر جوابات لکھئے:



(I) بندر اور مگر مچھ کی دوستی کیسے ہوئی؟

(2) مگر مچھ کی بیوی نے بیماری کا بہانہ کیوں بنایا؟

(3) مگر مچھ نے بندر کو ندی کے اس پار لے جانے کے لئے کیا تدبیر اختیار کی؟

(4) بندر نے اپنے کلیجے کے بارے میں مگر مچھ کو کیا بتایا؟

(5) پیڑ پر چڑھ کر بندر نے مگر مچھ سے کیا کہا؟

IV۔ تفصیلی جواب لکھئے۔

(1) کہانی ''بے وفائی کا انجام'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

اکائی 3

قواعد

ضمیر کی قسمیں



سیکھنے کے مقاصد

- ضمیر، اشارہ، ضمیر موصولہ اور ضمیر استفہامیہ کے متعلق جانکاری حاصل کرنا
- آپسی بول چال میں زبان کی صحت کو برقرار رکھنا

اعادہ : گزشتہ اسباق میں آپ نے ضمیر کے متعلق یہ پہچان لیا ہے کہ ضمیر ایک ایسا کلمہ ہے جو کسی اسم کی جگہ بولا جاتا ہے۔

اس کی تین صورتیں ہیں۔ایک وہ ضمیر جو اپنے لئے استعمال کرتا ہے اسے ضمیر متکلم کہتے ہیں۔ایک وہ ضمیر جو سامنے والے کے لئے استعمال کی گئی ہو، اس کو مخاطب کہتے ہیں۔ایک وہ ضمیر جو غیر موجود شخص کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اسے غائب کہتے ہیں۔

اس کے علاوہ بھی ضمیر کی بعض قسمیں ہیں جن میں سے یہاں چند کا ذکر کیا جا رہا ہے۔

یہ لڑکا۔ وہ گھر۔ اُس کی کتاب۔ اُن دونوں کا قلم۔ اِن سب کی کاپیاں۔ اِس کی کار۔ وغیرہ

ان جملوں میں آپ کو غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بعض الفاظ جیسے یہ۔ وہ۔ اس۔ اُن۔ اِن وغیرہ یہ کسی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔اور یہ الفاظ ضمیریں ہیں۔اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس میں بعض ضمیریں قریب کی استعمال کی گئی ہیں جیسے اِن۔ یہ ۔ اِس۔ اور بعض ضمیریں دور کے لئے استعمال کی گئی ہیں جیسے وہ، اُن، اُس وغیرہ۔ اسے اردو گرامر کی زبان میں ضمیر اشارہ کہتے ہیں۔

ضمیر اشارہ : (Demonstrative Pronouns)

وہ ضمیریں ہیں جو کسی شخص یا چیز کی طرف اشارہ کرنے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔

بات چیت اور گفتگو کے درمیان یا کسی سے سوالات کرتے وقت آپ بعض الفاظ جیسے کیا، کون، کیوں، کس نے، کب، کہاں وغیرہ استعمال کرتے ہیں۔اصل میں یہ الفاظ سوالیہ، یا استفہامیہ ہیں۔اسی لئے اسے ضمیر استفہامیہ کہتے ہیں۔

ضمیر استفہامیہ (Interrogative Pronouns) وہ کلمات ہیں جن کے ذریعہ سوال پوچھا جاتا ہے۔

ان مثالوں پر غور کریں

(1) جو محنت کرتا ہے وہ کامیاب ہوتا ہے۔

(2) اللہ جس کو نوازتا ہے اسے کوئی روک نہیں سکتا۔

ان دونوں مثالوں میں بعض ضمیریں استعمال کی گئی ہیں جو دو جملوں کو ملانے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں۔ اسے ضمیر موصولہ کہتے ہیں۔

ضمیر موصولہ :

وہ ضمیریں ہیں جو دو جملوں کو ملانے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں اور جن کے آنے کی وجہ سے جملوں میں ایک طرح کا ربط اور تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔ جب تک دوسرا جملہ پہلے جملے کے ساتھ ملا کر پڑھا یا بولا نہ جائے، بات پوری طرح سمجھ میں نہیں آتی۔

جیسے جو، جس کا، جس کو، جس نے، جنہوں نے۔ وغیرہ

خطوط نویسی

چچا کے نام خط (تحفہ کا شکریہ)

اپنے چچا کے نام خط لکھو، جس میں تمہاری سالگرہ موقعہ پر تحفہ بھیجنے کے لئے شکریہ ادا کیا گیا ہو۔

وانم باڑی

06-08-2019

محترمی ومکرمی چچا جان صاحب!

سلام وآداب

میری سالگرہ کے موقعہ پر آپ نے جو گھڑی بطورِ تحفہ روانہ کی تھی، وہ مجھے مل گئی ہے۔ آپ کی پسند کی ہوئی گھڑی بہت خوبصورت اور قیمتی ہے۔ مجھے اور میرے دوستوں کو بھی بے حد پسند آئی اور سب نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ اس تحفہ سے آپ کا پیار اور خلوص بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے میرے جنم دن کی تاریخ یاد رکھی اور اس موقعہ پر مجھے ایک قیمتی تحفہ اور مبارک بادی کا پیغام روانہ کیا۔

آپ کے اس پیار بھرے تحفہ کے لئے میں دل کی گہرائیوں کے ساتھ آپ کا شکر گزار ہوں۔ میں اس گھڑی کو نہایت ہی احتیاط کے ساتھ استعمال کروں گا اور اسے ہمیشہ اپنے ساتھ رکھوں گا۔

امی جان اور ڈیڈی آپ کو سلام کہتے ہیں۔

فقط

والسلام

آپ کا بھتیجا

محمد سدید مکرم

لفافے پر مکتوب الیہ کا پتہ

بخدمت گرامی قدر جناب محمد نصرت سعید صاحب

25/ R.O.B تیسری گلی، رائی پیٹھ،

چنئی-600 014

اکائی 4

حصّہ نظم

نعت

ماہر القادری

سیکھنے کے مقاصد

- طلبہ کے اندر رسول اللہ ﷺ کی محبت و اطاعت کا جذبہ بیدار کرنا
- رسول اللہ ﷺ کے اوصاف سے طلباء کو روشناس کرانا
- نعت میں پیش کردہ آپ ﷺ کے متعلق نکات کو واضح کرنا

نعت کی تعریف

نعت ایسی نظم کو کہتے ہیں جس میں رسول اللہ ﷺ کی تعریف و توصیف خلوصِ نیت کے ساتھ کی جائے۔ نعتِ رسول ایک صنفِ سخن ہی نہیں بلکہ راہِ سعادت بھی ہے۔ شعراء عام طور پر اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ قیامت کے دن آپؐ کی شفاعت ہمیں نصیب فرمائے۔

شاعر کا تعارف

نام منظور حسین، تخلص ماہرؔ، ماہر القادری کے نام سے ادبی دنیا میں معروف ہیں۔ پیدائش ضلع بلند شہر کے مقام قیصر کلاں میں 30/جولائی 1906ء کو ہوئی۔ علی گڑھ یونی ورسٹی سے میٹرک پاس کیا۔ تعلیم سے فراغت کے بعد رسالہ مدینہ بجنور سے وابستہ ہوئے۔ وہ ایک اچھے صحافی تھے۔ تقسیمِ ہند کے بعد کراچی سے 'فاران' نامی ماہنامہ نکالتے رہے۔ وہ ایک اچھے شاعر، نقاد، سوانح نگار اور ناول نگار تھے۔ انہوں نے بیس سے زیادہ کتابیں شائع کیں جو بہت پسند کی گئیں۔ ان میں سے آتش خاموش، شیرازہ، محسوساتِ ماہر، نغماتِ ماہر، جذباتِ ماہر، کاروانِ حجاز، زخم و مرہم، یادِ رفتگان وغیرہ ہیں۔ نعت گوئی میں انہیں کمال حاصل تھا۔ ان کا انتقال 12/مئی 1978ء کو جدہ میں ہوا۔

نبی دوسرے پیشوا بن کے آئے
محمدؐ مگر مصطفیٰ بن کے آئے

کبھی عرش کے کنگروں کو سنوارا
کبھی شمعِ غارِ حرا بن کے آئے

کبھی محفلِ ابتدا کو سجایا
کبھی نقطۂ انتہا بن کے آئے

وہ مکہ کی سختی وہ طائف کا منظر
محمدؐ خدا کی رضا بن کے آئے

امیروں کو رازِ اخوت بتایا
غریبوں کے حاجت روا بن کے آئے

کہیں عفو و رحمت کے جلوے دکھائے
کہیں وہ نبرد آزما بن کے آئے

نجاشی بھی خادمِ ابوذر بھی خادم
وہ سلطانِ شاہ و گدا بن کے آئے

کبھی دشت میں بکریوں کو چرایا
کبھی دہر کے پیشوا بن کے آئے

زمانہ کی سوکھی ہوئی کھیتیوں پر
گھٹا بن کے برسے ہوا بن کے آئے

انہی کی محبت ہے ایمان ماہرؔ
جو کونین کا مدعا بن کے آئے

نعت کے پہلے پانچ اشعار زبانی یاد کیجئے۔

حاصلِ کلام

شاعر ماہرؔ القادری اس نعت میں کہتے ہیں کہ سارے انبیاء اپنی قوموں کے لئے رہبر اور امام بن کر آئے۔ مگر محمد مصطفیٰ ﷺ یعنی خاص خدا کے برگزیدہ بن کے آئے۔ آپؐ نے کبھی عرش کے کنگروں کو سنوارا اور کبھی غارِ حرا کی رونق بنے رہے لیکن آپؐ کی بعثت سب سے آخر میں ہوئی۔ آپؐ خاتم الانبیاء بن کر آئے۔

مکہ میں اور طائف میں رسول اللہ ﷺ کو ستایا گیا لیکن آپؐ نے ہر جگہ خدا کی خوشنودی کو مدنظر رکھا۔ آپ ﷺ نے عفو و رحمت کے عمدہ نمونے بھی ظاہر فرمائے اور باطل کے خلاف ڈٹ کر مقابلہ میں صبر و ہمت کا بے مثال نمونہ بھی پیش فرمایا۔ آپ ﷺ کے صحابہ میں وقت کے بادشاہ نجاشیؓ بھی تھے اور ابوذرؓ جیسے فقیر صفت انسان بھی، گویا آپؐ بادشاہوں اور فقیروں سب کے سلطان تھے۔

آپؐ نے ایک زمانہ میں بکریوں کو بھی چرایا۔ اور آگے چل کر آپؐ زمانے کے امام بن گئے۔ انسانیت کی خشک کھیتی پر محنت کر کے آپؐ نے اسے گل و گلزار بنا دیا۔ گویا کہ آپؐ اس کے حق میں سرسبزی لانے والے بادل اور ہوا تھے۔ آخر میں شاعر کہتے ہیں کہ حضرت محمد ﷺ جو دونوں جہاں کا مقصد بن کے آئے۔ ان کی محبت ہی اصل ایمان ہے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

پیشوا	:	رہنما، امام	نبی	:	رسول، پیغمبر
مصطفٰے	:	انتخاب کیا ہوا، حضرت محمدؐ کا لقب	کنکروں	:	عالیشان عمارتوں کے طاقچے
شمع	:	موم کی بتی۔ روشن کرنے والا	رضا	:	خوشنودی، مرضی
نقطۂ انتہا	:	آخری درجہ۔ انتہائی مرکز	مدعا	:	مقصد، طلب
رازاخوت	:	بھائی چارگی کے بھید	حاجت روا	:	ضرورت پوری کرنے والا
عفوورحمت	:	معافی اور مہربانی	دشت	:	جنگل
نبردآزما	:	جنگ کرنے والا۔ مقابلہ کرنے والا	دہر	:	زمانہ
سلطان شاہ وگدا	:	بادشاہ اور فقیر کے سلطان	گھٹا	:	بادل
کونین	:	دونوں جہاں۔ دنیا اور آخرت			

II۔ واحد جمع اپنی کاپی میں لکھئے۔

نبی	+	انبیاء	محفل	+	محفلیں
منظر	+	مناظر	امیر	+	امراء
غریب	+	غرباء	حاجت	+	حاجتیں
جلوہ	+	جلوے	خادم	+	خدام
سلطان	+	سلاطین	کھیتی	+	کھیتیاں
گھٹا	+	گھٹائیں	ہوا	+	ہوائیں

III۔ اضداد اپنی کاپی میں لکھئے۔

سنوارنا	×	بگاڑنا	ابتدا	×	انتہا
سختی	×	نرمی	امیر	×	غریب
خادم	×	مخدوم	شاہ	×	گدا
محبت	×	نفرت	ایمان	×	کفر
عرش	×	فرش			

IV۔ بحوالۂ متن تشریح کیجئے:

(الف) امیروں کو رازِ اخوت بتایا — غریبوں کے حاجت روا بن کے آئے

(ب) کہیں عفو و رحمت کے جلوے دکھائے — کہیں وہ نبرد آزما بن کے آئے

(ج) انہی کی محبت ہے ایمان ماہرؔ — جو کونین کا مدعا بن کے آئے

V۔ مصرعوں کا صحیح جوڑ لگائیے

نبی دوسرے پیشوا بن کے آئے — گھٹا بن کے برسے ہوا بن کے آئے

کبھی عرش کے کنکروں کو سنوارا — محمدؐ خدا کی رضا بن کے آئے

وہ مکہ کی سختی وہ طائف کا منظر — کبھی شمعِ غارِ حرا بن کے آئے

زمانہ کی سوکھی ہوئی کھیتیوں پر — محمدؐ مگر مصطفےٰ بن کے آئے

VI۔ درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھئے:



(1) سارے انبیاء کیا بن کے آئے؟

(2) حضرت محمد ﷺ کا لقب کیا ہے؟

(3) غارِ حرا کی شمع کون تھے؟

(4) رسول اللہ ﷺ نے امیروں کو کیا سکھایا اور آپؐ غریبوں کے کیا بن کے آئے؟

(5) آپؐ پر ایمان لانے والے بادشاہ کا نام لکھئے؟

(6) اس نعت میں مذکور مشہور صحابیٔ رسول کا نام لکھئے؟

(7) زمانہ کی سوکھی ہوئی کھیتی سے کیا مراد ہے؟

(8) شاعر ماہر القادریؔ ایمان کے لئے کیا چیز ضروری قرار دیتے ہیں؟



لسانی سرگرمی:

(الف) اپنی پسندیدہ کوئی نعت اپنی کاپی میں لکھئے۔

(ب) اس نعت کو ترنم سے پڑھئے اور اس میں موجود مشکل الفاظ کی تشریح اپنی کاپی میں لکھئے۔

اکائی 4

حصّۂ نثر

سورج گرہن اور چاند گرہن ۔ کب اور کیوں

سید مسعود احمد ترپاتوری

سیکھنے کے مقاصد

- سورج اور چاند گرہن کے متعلق صحیح معلومات حاصل کرنا۔
- سورج گرہن کی صورتوں سے واقفیت حاصل کرنا۔
- سورج یا چاند گرہن کے متعلق غلط توہمات سے خود بھی بچنا اور دوسروں کو بھی بچانا۔

سورج گرہن کو قدیم و جدید مذاہب میں خدا کی نشانیوں میں سے ایک نشانی سمجھا جاتا ہے، بعض مذاہب میں اسے منحوس بھی سمجھا جاتا ہے اور بعض کے نزدیک سورج کا گرہن لگنا، اللہ کی بندوں سے ناراضی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ پہلے زمانے میں جب سائنس نے ترقی نہیں کی تھی اس وقت چینیوں کا یہ عقیدہ تھا کہ ایک بڑا اژدہا سورج کو نگل لیتا ہے اس لئے وہ اژدہے کو بھگانے کے لئے ڈھول اور باجے زور زور سے بجاتے تھے اور سورج کو نشانہ بنا کر تیر چلاتے تھے، انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ زمین سے سورج کا فاصلہ 9 کروڑ میل سے بھی زیادہ ہے۔ جب سورج گرہن ختم ہوتا تو وہ سمجھتے تھے کہ اژدہے نے ڈر کر سورج کو پھر سے اگل دیا ہے۔ اس طرح وہ اسے اپنی کامیابی سمجھتے اور پھر اس کی خوشی مناتے تھے۔

اسلام میں سورج گرہن کے حوالے سے یہ بتایا گیا ہے کہ سورج اور چاند اللہ کے متعین کردہ راستے پر چل رہے ہیں اور گردش میں ہیں۔ سائنسی تحقیقات کے ذریعہ بھی اس بات کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سورج اور چاند زمین کے گرد اپنے اپنے مدار میں چکر کاٹ رہے ہیں۔

سورج گرہن کب ہوتا ہے؟

زمین پر سورج گرہن اس وقت ہوتا ہے جب سورج چاند جو خود گھومتے ہوئے ایک دوسرے کی طرف گردش کرتے ہیں ایک ہی سیدھ میں بالکل ایک دوسرے کے مقابل آجائیں ۔ ایک سال میں کم سے کم دو گرہن اور زیادہ سے زیادہ سات گرہن ہوتے ہیں۔

ایک سائنسی تحقیق:

کہا جاتا ہے کہ چاند کی زمین سے جتنی مسافت ہے اس سے 400 گنا زیادہ مسافت سورج اور چاند کے درمیان ہے۔ اس لئے زمین سے سورج واضح طور پر نہیں دیکھا جاتا اور یہ بھی ضروری نہیں کہ سورج گرہن کو پوری دنیا میں دیکھا جاسکے۔

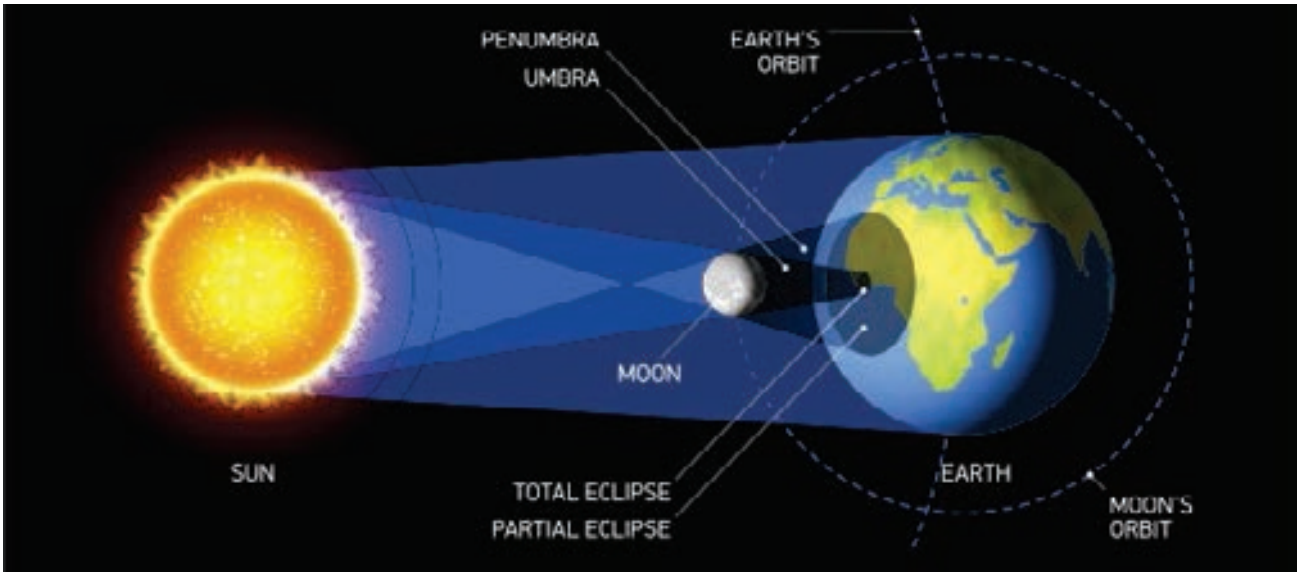
سائنس دان سورج گرہن کا مشاہدہ کرنے کے لئے دور دراز علاقوں سے سفر طے کر کے گرہن زدہ خطے میں چلے آتے ہیں کیونکہ مکمل سورج گرہن ایک علاقہ میں تقریباً 370 سال بعد دوبارہ آ سکتا ہے اور مکمل گرہن زیادہ سے زیادہ سات منٹ چالیس سکنڈ تک برقرار رہتا ہے۔ البتہ جزوی طور پر سورج گرہن سال میں ایک سے زیادہ بار ہوسکتا ہے۔

اب آیئے یہ جاننے کی کوشش کریں کہ سورج گرہن کی کتنی صورتیں ہوسکتی ہیں۔

مکمل سورج گرہن:

مکمل سورج گرہن اس وقت لگتا ہے جب چاند کا فاصلہ زمین سے اتنا کم ہو کہ جب وہ سورج کے سامنے آئے تو سورج مکمل طور پر چھپ جائے چونکہ چاند اور زمین کے مدار بیضوی (انڈے کی شکل کے) ہیں۔ اس لئے چاند کا زمین سے فاصلہ بدلتا رہتا ہے اور ہر دفعہ مکمل سورج گرہن نہیں لگتا۔

مکمل سورج گرہن کے وقت چاند کا فاصلہ زمین سے نسبتاً کم ہوتا ہے، سورج کے مکمل چھپ جانے کی وجہ سے خطے میں نیم اندھیرا ہو جاتا ہے اور دن کے وقت ستارے نظر آنا شروع ہو جاتے ہیں



حلقی سورج گرہن: (Annular Solar Eclipse)

زمین پر حلقی سورج گرہن اس وقت لگتا ہے جب چاند سورج اور زمین کے درمیان آ جائے مگر اس کا فاصلہ زمین سے نسبتاً زیادہ ہو، ایسی صورت میں وہ سورج کو مکمل طور پر چھپا نہیں سکتا۔ اس وقت اگر چاند سورج کے بالکل درمیان میں آ جائے تو اس کا سایہ زمین پر پڑے گا اور ہمیں سورج کا وہ حصہ نظر آئے گا جسے چاند چھپا نہیں سکتا اور اس کی شکل ایک حلقہ کی طرح ہوگی۔ یوں سمجھئے کہ روشنی کا ایک حلقہ نظر آئے گا جو بعض اوقات باریک ہوگا اور بعض اوقات موٹا۔

عام طور پر جولائی کے مہینہ میں زمین سورج کے گرد اپنے بیضوی مدار کی نسبت سے دور ہوتی ہے تو سورج کی جسامت زمین پر کم نظر آتی ہے، چنانچہ اس وقت مکمل سورج گرہن کا امکان زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح جنوری کے مہینہ میں زمین اپنے مدار میں سورج کے قریب

ترین فاصلہ پر ہوتی ہے تو سورج نسبتاً بڑا نظر آتا ہے اور چاند کے لئے اسے مکمل طور پر چھپانا مشکل ہوتا ہے، اس وقت حلقی سورج گرہن کا امکان زیادہ ہو جاتا ہے۔

مخلوط سورج گرہن: (Hybrid Solar Eclipse)

دنیا کے بعض حصوں میں مکمل سورج گرہن نظر آتا ہے اور بعض حصوں میں حلقی، اسے مخلوط سورج گرہن کہتے ہیں جو مرکزی سورج گرہن کی ایک قسم ہے۔ اس صورت میں حلقی سورج گرہن کا حلقہ بہت باریک ہوتا ہے اس لئے زمین پر مخلوط قسم کے سورج گرہن بہت کم نظر آتے ہیں۔

جزوی سورج گرہن:



جزوی سورج گرہن اس وقت ہوتا ہے جب چاند اور سورج ایک دوسرے کے سامنے نہ ہوں اور چاند جزوی طور پر سورج کو زمین سے چھپا رہا ہو۔

سورج گرہن کب ہوتا ہے؟

کسی بھی چاند اور سورج گرہن میں 13.9 سے 15.6 دن کا فرق ہوتا ہے۔ اسلامی مہینے کی تاریخ کے حساب سے چاند کو گرہن 13, 14، 15 کو جب کہ سورج گرہن 28 یا 29 تاریخ کو ہوتا ہے۔

اب تک کا سب سے لمبا سورج گرہن 1999ء میں یورپ میں دیکھا گیا اور یہ تاریخ میں اب تک کا سب سے دیر تک نظر آنے والا سورج گرہن تھا۔

سورج گرہن کے اثرات:

بہت سارے پودے مکمل سورج گرہن کے دوران سمٹنے لگتے ہیں۔ گل بنفشہ جو کہ رات کو ہی خوشبو دیتا ہے سورج گرہن کے دوران رات ہی کی طرح دن کے وقت بھی خوشبو دینے لگتا ہے۔ جانوروں پر بھی اسی طرح کا ردعمل ہوتا ہے پرندے اس دوران الجھن میں پڑ جاتے ہیں اور اپنا گانا بند کر دیتے ہیں۔ چمگادڑ، الو، کیڑے مکوڑے، رات کو جاگنے والے دیگر پرندے شکار کرنے کے لئے گھونسلوں سے باہر آ جاتے ہیں اور جانور اپنے گھروں کو چلے جاتے ہیں۔ جہاں وہ ہر رات کو آرام کیا کرتے ہیں۔ کبوتر بھی اپنے آشیانوں میں چلے جاتے ہیں اور گرہن ختم ہوتے ہی باہر آ جاتے ہیں۔ مرغ تو مکمل گرہن کے اختتام پر شاید بانگ بھی دے دیتے ہیں مگر چیونٹیاں اپنا کام جاری رکھتی ہیں۔ بھوکے کتے تو اس دوران کھانا کھانا ہی بند کر دیتے ہیں اور سورج کے پھر سے ظاہر ہونے پر دوبارہ کھانا کھانا شروع کر دیتے ہیں۔ گھوڑے، خچر اور بیل اپنی جگہ سے ہلتے بھی نہیں ہیں بلکہ جہاں وہ اس وقت ہوں وہیں بیٹھ جاتے ہیں۔

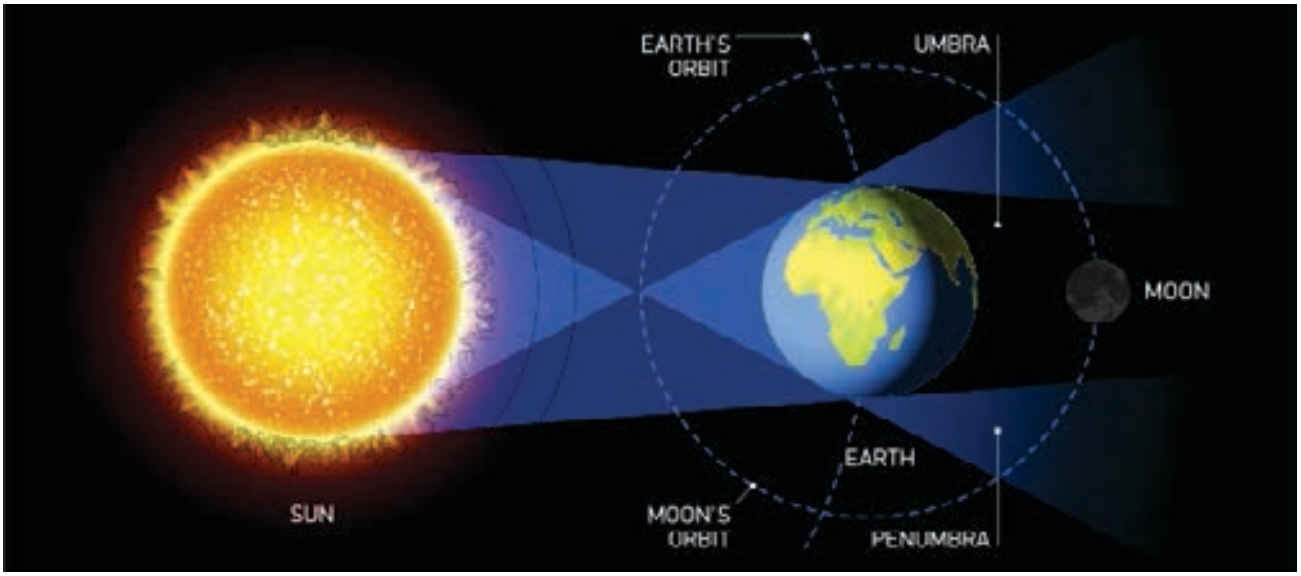
چاند گرہن

زمین کا وہ سایہ جو گردش کے دوران زمین کے چاند اور سورج کے درمیان آ جانے سے چاند کی سطح پر پڑتا ہے اور چاند تاریک نظر آنے لگتا ہے، اسے چاند گرہن کہتے ہیں۔

چاند گرہن کبھی جزوی ہوتا ہے اور کبھی پورا کیونکہ یہ اس کی گردش پر منحصر ہوتا ہے، چونکہ زمین اور چاند دونوں سورج سے روشنی حاصل کرتے ہیں اس لئے زمین سورج کے گرد اپنے مقررہ مدار پر چکر لگاتی ہے اور چاند زمین کے گرد اپنے مدار پر گھومتا ہے۔ چاند اور زمین کا سایہ سورج کے درمیان سال میں دو بار آتا ہے اور اس کا سایہ ایک دوسرے پر پڑتا ہے، چاند پر جب سایہ پڑتا ہے تو چاند گرہن اور سورج پر جب پڑتا ہے تو زمین پر سورج گرہن دکھائی دیتا ہے۔

سورج یا چاند گرہن کے متعلق بعض غلط توہمات:

اکثر یہ بات کہی جاتی ہے کہ حاملہ عورت کو چاہئے کہ وہ سورج یا چاند گرہن کے وقت لوہے کی کسی بھی تیز چیز جیسے قینچی، چھری (چاقو) وغیرہ کا استعمال نہ کرے ورنہ پیدا ہونے والا بچہ معذور ہوسکتا ہے۔ اس بات میں بالکل حقیقت نہیں ہے لیکن اس چیز کو غلط ثابت کرنے کے لئے کبھی کسی عام انسان نے تجربہ بھی نہیں کیا کیونکہ ہر کسی کو اپنے بچے پیارے ہوتے ہیں لیکن سائنسدانوں نے یہ سب تجربات جانوروں سے لے کر انسانوں تک کئے ہوئے ہیں۔





بچہ کا معذور پیدا ہونا صرف ایک اتفاق یا کسی بیماری کا نتیجہ ہوسکتا ہے لیکن ایک فلکیاتی عمل کا انسانی زندگی سے کسی قسم کا کوئی تعلق کبھی نہیں ہوسکتا۔

اسلام میں ان توہمات کی کوئی حقیقت نہیں۔ چاند گرہن اور سورج گرہن اللہ تعالیٰ کی عظیم نشانیوں میں سے ہیں۔ ان کو کسی کی موت یا حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا۔ اس وقت دو رکعت نماز پڑھنے اور دعا کے اہتمام کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔



سورج گرہن کے وران رسول اللہ ﷺ نے دو رکعت لمبی نماز پڑھائی۔ اور اللہ تعالیٰ سے استغفار طلب کرنے کو کہا یہاں تک کہ سورج گرہن مکمل طور پر ختم ہو گیا۔ رسول اللہؐ کے صاحب زادے حضرت ابراہیمؓ جو حضرت ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے پیدا ہوئے، اس دن بھی سورج گرہن کا واقعہ پیش آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ سورج اور چاند گرہن اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں، یہ کسی کی موت یا مصیبت کی وجہ سے نہیں آتے۔ چاند گرہن کے وقت بھی دو رکعت نماز پڑھنی چاہیے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے :

قدیم	:	پرانا	جدید	:	نیا
منحوس	:	برا نا مبارک	علامت	:	نشانی
مسافت	:	فاصلہ	مشاہدہ کرنا	:	دیکھنا۔ غور و فکر کرنا
خطہ	:	علاقہ	دفعہ	:	وقت
مخلوط	:	ملا ہوا	جزوی	:	کچھ حصہ
گرد	:	اطراف	توہمات	:	غلط عقیدہ۔ غلط تصور
حیات	:	موت کی ضد یعنی زندگی			

II واحد جمع لکھئے :

نشانی	+	نشانیاں	علامت	+	علامتیں
خطہ	+	خطے	صورت	+	صورتیں
فاصلہ	+	فاصلے	حلقہ	+	حلقے
توہم	+	توہمات	زندگی	+	زندگیاں

III اضداد لکھ کر یاد کیجئے :

قدیم	×	جدید	راضی	×	ناراض
مکمل	×	ناقص	کم	×	زیادہ
اندھیرا	×	اجالا	دور	×	نزدیک
معذور	×	صحیح سالم	موت	×	حیات
عام	×	خاص			

IV مناسب جوڑ لگائیے:

سورج گرہن اس وقت لگتا ہے	-	صرف ایک اتفاق یا کسی بیماری کا نتیجہ ہوسکتا ہے
سورج اور چاند کے درمیان کا فاصلہ	-	13.9 سے 15.9 دن تک
مکمل سورج گرہن ایک علاقہ میں	-	چاند اور زمین کی مسافت سے 40 گنا زیادہ
چاند اور سورج گرہن میں فرق	-	تقریباً 370 سال بعد دوبارہ آسکتا ہے
معذور بچہ کا پیدا ہونا	-	جب چاند گردش کے دوران سورج اور زمین کے درمیان آجائے

V مناسب ترین جواب منتخب کیجئے:

(1) سورج گرہن کو قدیم وجدید.....میں خدا کی ایک نشانی سمجھا جاتا ہے

(الف) مذاہب (ب) مدارج (ج) مسالک

(2) چاند کا زمین سے جتنی مسافت کا راستہ ہے اس سے.....گنا راستہ سورج اور چاند کے درمیان کا ہے

(الف) 200 (ب) 300 (ج) 400

(3) سورج گرہن زیادہ سے زیادہ سات منٹ .....تک برقرار رہتا ہے۔

(الف) چالیس سکینڈ (ب) تیس سکینڈ (ج) بیس سکینڈ

(4) چاند اور زمین کا سایہ سورج کے درمیان سال میں.....آتا ہے۔

(الف) ایک بار (ب) دوبار (ج) تین بار

(5) سورج اور چاند گرہن کے وقت دو رکعت نماز اور .....کی تلقین کی گئی ہے۔

(الف) سجدہ (ب) دعا (ج) تسبیح

VI مختصر جوابات لکھ کر یاد کیجئے:



(1) سورج گرہن کب لگتا ہے؟

(2) چاند گرہن کسے کہتے ہیں؟

(3) اسلام میں سورج گرہن کے حوالے سے کیا بتایا گیا؟

(4) سورج گرہن زیادہ سے زیادہ کتنے منٹ اور سکنڈ تک برقرار رہتا ہے؟

(5) جزوی سورج گرہن کسے کہتے ہیں؟

VII تفصیلی جوابات لکھئے:

(1) سورج گرہن کی کتنی صورتیں ہیں لکھئے؟

(3) چاند گرہن سے متعلق آپ کیا جانتے ہیں، اپنے الفاظ میں تفصیل سے لکھئے۔

اکائی 4

حصّۂ غـزل

غزل

حسن فیاضؔ



شاعر کا تعارف

میر حسن علی نام، قلمی نام حسن فیاض، والد کا نام میر علی فیاض، تعلیم ایم۔اے۔انگریزی محکمۂ ڈاک میں ملازم ہوئے اور پوسٹ ماسٹر کی حیثیت سے 1999ء میں سبکدوش ہوئے۔اردو کے اچھے افسانے نگار، نقاد اور شاعر ہیں۔''مدح ساقی کوثر'' کے نام سے کلام شائع ہو چکا ہے۔

وہ جدھر سے بھی گذر گئے
راستے سجے سنور گئے
ہنس کے دل میں زخم کر گئے
ہنس کے پھر وہ زخم بھر گئے
آدمیت ان میں تھی کہاں
آدمی تھے ہم جدھر گئے
بانٹتے تھے جو مروتیں
لوگ جانے وہ کدھر گئے
بیچ ڈالا خود کو ہم نے جب
خود نگاہ سے اتر گئے
کتنے دوست کتنے اچھے دوست
یاد سے مری اتر گئے
مجھ سے جو فلک تلک گئے
میرے بال و پر کتر گئے

حاصل کلام

شاعر حسن فیاضؔ اپنی اس غزل میں کہتے ہیں کہ محبوب جس جگہ سے گذرتا ہے وہاں کا راستہ بھی روشن ہو جاتا ہے، محبوب کی ایک ہنسی دل کو زخمی کر دیتی ہے لیکن بات یہ ہے کہ دل کا زخم انہیں کے ہنسی سے بھرتا بھی ہے یعنی اچھا بھی ہوتا ہے۔

شاعر کہتا ہے کہ ہم جہاں بھی جاتے ہیں انسانوں کا ایک ہجوم ہی نظر آتا ہے مگر کسی کے اندر بھی آدمیت نظر نہیں آتی۔ بس نام کے آدمی ہر جگہ نظر آتے ہیں ۔ محبت و مروت والے لوگ پتہ نہیں کدھر چلے گئے۔

ہم حرص و طمع اور لالچ کے سبب جب اپنے آپ کو فروخت کر گئے تو اسی وقت ہم خود اپنی نگاہوں سے گر گئے۔ میرے دوست بے شمار ہیں اور بہت اچھے ہیں مگر ان کی بعض نامناسب حرکتوں کی وجہ سے میرے حافظے نے انہیں بھلا دیا۔

شاعر اپنے آخری شعر میں بڑے افسوس کے ساتھ کہتا ہے کہ میری وجہ سے میرے جن دوست و احباب نے بلندی و ترقی کی راہیں طئے کیں۔ اب وہی میری ترقی کی راہ میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

آدمیت : انسانیت
مروتیں : کشادہ دلی
بانٹنا : تقسیم کر دینا
فلک : آسمان
تلک : تک
نگاہ سے اترنا (محاورہ) : بے عزت ہونا
بال و پر کترنا (محاورہ) : بے اختیار کرنا

II واحد جمع لکھئے:

راستہ	+	راستے	زخم	+	زخموں
یاد	+	یادیں	مروت	+	مروتیں
فلک	+	افلاک	نگاہ	+	نگاہیں

III اضداد لکھئے:

اِدھر	×	اُدھر	سنوارنا	×	اجاڑنا
آدمیت	×	حیوانیت	دوست	×	دشمن
فلک	×	زمین	اچھے	×	برے

IV جوڑ لگائیے:

وہ جدھر سے	-	جو مروتیں
ہنس کے پھر	-	بھی گذر گئے
بانٹتے تھے	-	اتر گئے
بیچ ڈالا خود کو	-	وہ زخم بھر گئے
یاد سے مری	-	ہم نے جب

V مصرعوں کو مکمل کیجئے:

(1) راستے .....سنور گئے

(2) ..... ان میں تھی کہاں

(3) لوگ جانے .....گئے

(4) خود نگاہ سے .....

(5) میرے ..... کتر گئے

VI ذیل کے سوالات کے مختصر جوابات لکھئے:



(1) کس کے گذرنے سے راستے سنور گئے؟

(2) محبوب کے ہنسنے سے کیا ہوا؟

(3) شاعر حسن فیاضؔ نے آدمیوں میں کیا نہیں دیکھا؟

(4) خود کو بیچنے کے بعد شاعر نے کیا محسوس کیا؟

(5) ”مجھ سے جو فلک تلک گئے میرے بال و پر کتر گئے“ اس شعر کی تشریح کیجئے



زیتون کا شمار ان پھلوں میں ہوتا ہے، جو اپنے اندر بے فوائد و خصوصیات رکھتے ہیں۔ زیتون کے تیل میں میگنیشیم، کلورین، کیلشیم، سوڈیم، آئرن، پوٹاشیم، کوبالٹ، وٹامن سی اور ڈی کے اجزاء پائے جاتے ہیں۔ زیتون کا تیل غذائیت سے بھرپور ہوتا ہے۔ زیتون کا تیل دنیا کی تمام روغنیات سے زیادہ وٹامن، معدنیات اور نمکیات سے بھرپور ہوتا ہے۔ زیتون کا تیل بطورِ روغن کھانوں اور پکوانوں میں استعمال کرنے سے انسانی جسم کی قدرتی اور فطری حرارت بحال و برقرار رکھتی ہے۔ انسانی جسم کے بیشتر عضلات، ہڈیاں، غدود، خلیے اور جلد روغن زیتون کے استعمال سے نشوونما پاتے ہیں اور ان کی کارکردگی میں اضافہ ہوتا ہے۔ روغن زیتون کی جسم پر مالش کرنے سے تمام بدن میں چستی پیدا ہوتی ہے۔ جوڑوں کے درد اور سوجن کو دور کرنے کے لئے بھی زیتون کے تیل کی مالش کرنا مفید ہے۔ سر میں زیتون کا تیل لگانے سے بال مضبوط ہوتے ہیں اور حافظہ کی کمزوری دور ہوتی ہے۔

اکائی 4

سرسری مطالعہ

ہوشیار کسان

تلخیص: اے۔محمد عارف

سیکھنے کے مقاصد

- محنت ومشقت پر بچوں کو ابھارنا۔
- راز کو کسی کے سامنے نہ اگلنا۔
- موقع ومحل کے مطابق جواب دینا۔

پرانے زمانے میں بھارت میں ایک راجا راج کرتا تھا، یہ راجا بہت رحم دل تھا، اس کے راج میں سب خوش تھے، راجا اپنی پرجا کی حالت دیکھنے کے لئے کبھی کبھی محل سے باہر نکلا کرتا تھا، سب لوگ راجا کی عزت کرتے تھے۔ ایک دن راجا گھومنے گیا۔ راستے میں ایک کسان دکھائی دیا۔ کسان اپنے کھیت پر کام کر رہا تھا۔ راجا اس کے کھیت پر گیا۔ اس کھیت میں کسان نے گیہوں بو رکھے تھے۔ کھیت بہت ہرا بھرا تھا، راجا دیکھ کر بہت خوش ہوا۔ اس نے کسان سے جا کر پوچھا تم اس کھیت سے کتنا کما لیتے ہو۔

کسان نے جواب دیا' 'حضور ، یہ سمجھ لیجئے کہ ایک روپیہ روز کے حساب سے پڑ جاتا ہے''۔

'' اچھا ایک روپیہ روز، '' تو تم اس روز کے ایک روپیہ کا کیا کرتے ہو؟ راجا نے لوچھا۔

'' جی اس ایک روپیہ میں روزانہ چار آنے کا کھا جاتا ہوں، چار آنے کا قرض اتارتا ہوں، اور چار آنے قرض دیتا ہوں۔ اب باقی چار آنے تو انہیں کنویں میں پھینک دیتا ہوں ''۔

راجا کسان کی بات سن کر حیران ہو گیا، اس نے پوچھا ''میں تمہاری بات کا مطلب نہیں سمجھا، مجھے اس کا مطلب بتاؤ۔''

'' کسان نے ہاتھ جوڑ کر کہا'' حضور اس کا مطلب یہ ہے کہ چار آنے جو کھاتا ہوں وہ تو میرے اوپر اور میری بیوی پر خرچ ہو جاتے ہیں۔ چار آنے کا جو قرض میں اتارتا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ چار آنے میں میں اپنے ماں باپ پر خرچ کرتا ہوں۔ انہوں نے مجھے پالنے پوسنے پر جو خرچ کیا تھا اس قرض کو اتارتا ہوں۔ چار آنے جو قرض دیتا ہوں وہ اپنے بچوں پر خرچ کرتا ہوں تا کہ جب میں بوڑھا ہو جاؤں تو وہ میری خدمت کر سکیں۔ چار آنے جو کنویں میں پھینکتا ہوں اس کا مطلب یہ ہے کہ میں اتنا خیرات کرتا ہوں۔

راجا یہ جواب سن کر بہت خوش ہوا، اس نے کسان کو انعام دیا اور کہا ''جب تک میرا منہ سو بار نہ دیکھو، اس بات کو کسی کو نہ بتانا۔

کسان نے وعدہ کرلیا اور راجا اپنے محل واپس لوٹ گیا۔''

اگلے دن یہ بات درباریوں کو بتائی اور اس نے سب سے اس کا مطلب پوچھا۔مگر کوئی بھی اس کا مطلب نہ بتا سکا۔وزیر بہت ہوشیار تھا،اس نے راجا سے کہا ''سرکار کل میں اس کا مطلب آپ کو بتادوں گا''۔

وزیر اسی دن اس کسان کے پاس گیا۔اور اس سے اس کی بات کا مطلب پوچھا۔کسان نے کہا ''راجا نے مجھے منع کیا ہے۔میں جب تک سو بار اس کا منہ نہ دیکھوں میں اس کا مطلب بیان نہیں کرسکتا۔''

وزیر نے کہا''کوئی ترکیب بتاؤ،میں راجا سے وعدہ کر چکا ہوں کہ کل انہیں اس کا مطلب بتاؤں گا۔

کسان کچھ دیر تک تو سوچتا رہا اور پھر اس نے کہا ایک ترکیب ہے،تم مجھے سو اشرفیاں دے دو،میں تمہیں بتادوں گا۔وزیر اسی وقت تیار ہوگیا۔اس نے سو اشرفیاں اسی وقت کسان کو دے دیں۔کسان بہت خوش ہوا اور اس نے وزیر کو سب کچھ بتادیا۔اگلے دن راجا نے وزیر سے کسان کی بات کا سب مطلب پوچھا۔تو وزیر نے کسان کی بات کا ٹھیک ٹھیک مطلب بتادیا۔

راجا کو کسان پر بہت غصہ آیا اور اس نے فوراً سپاہی بھیج کر کسان کو بلوایا۔کسان دربار میں آیا تو راجا نے کہا''تم نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ کسی کو اپنی بات کا مطلب نہیں بتاؤ گے لیکن تم نے وزیر کو سب کچھ بتادیا۔تم نے وعدہ خلافی کیوں کی؟

کسان نے کہا سرکار آپ سے وعدہ کیا تھا کہ جب تک میں آپ کا منہ سو مرتبہ نہ دیکھ لوں،یہ راز کسی کو نہیں بتاؤں گا۔

''ہاں ٹھیک ہے،تم نے ایک مرتبہ بھی میرا منہ نہیں دیکھا؟نہیں سرکار،میرے پاس سو اشرفیاں ہیں،اس پر آپ کی تصویر بنی ہے۔میں نے سو اشرفیوں کو دیکھ کر ہی یہ بات بتائی ہے۔

راجا کسان کی عقل مندی پر بہت خوش ہوا۔اور اس نے اسے سو اشرفیاں اور انعام میں دیں۔

کسان خوش خوش راجا کو دعائیں دیتا ہوا اپنے گھر چلا گیا۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

راج	:	حکومت	پرجا	:	عوام،رعایا
خیرات	:	ثواب کی نیت سے کچھ دینا	قرض	:	ادھار
راز	:	بھید	وعدہ خلافی	:	وعدہ سے پھر جانا
دربار	:	شاہی عدالت	اشرفی	:	سونے کا سکہ

II اضداد لکھئے:

رحم دل	×	سخت دل	بوڑھا	×	جوان
عزت	×	ذلت	ہوشیار	×	غبی

III خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھرتی کیجئے:

(ایک روپیہ ، وزیر ، راج ، کھیت ، دعا ، اشرفیاں)

(1) پرانے زمانے میں ایک راجا .....کرتا تھا۔

(2) کسان اپنے ..... پر کام کر رہا تھا۔

(3) .....روز کے حساب سے پڑ جاتا ہے۔

(4) ..... اسی دن کسان کے پاس گیا۔

(5) مجھے سو .....دو، میں تمہیں یہ بات بتا دوں گا۔

(6) کسان خوش خوش راجا کو .....دیتا ہوا اپنے گھر چلا گیا۔

IV صحیح جملہ پر صحیح، غلط جملہ پر غلط کا نشان لگائیے:

(1) راجا بہت رحم دل تھا۔ ( )

(2) کسان نے کھیت میں چاول بو رکھے تھے۔ ( )

(3) کسان روزانہ پانچ روپئے کماتا تھا۔ ( )

(4) وزیر نے کہا سرکار کل میں اس کا مطلب آپ کو بتاؤں گا۔ ( )

(5) وزیر نے کسان کو ہزار اشرفیاں دیں۔ ( )

V سوالات کے مختصر جوابات لکھئے:



(1) راجا محل سے باہر کیوں نکلتا تھا؟

(2) راجا نے کسان سے کیا سوال کیا؟

(3) کسان ایک روپیہ کس طرح خرچ کرتا تھا؟

(4) چار آنے کنویں میں پھینکنے کا مطلب کسان نے کیا بتایا؟

(5) راجا کو کسان پر کیوں غصہ آیا؟

(6) کسان نے راجا سے کیا وعدہ کیا تھا؟

(7) کسان نے اپنا وعدہ کس طرح نبھایا؟

VI نیچے دئے گئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجئے:

ہرا بھرا قرض خرچ خدمت

ترکیب غصہ وعدہ خلافی

اکائی 4

قواعد

بناوٹ کے لحاظ سے اسم کی تین قسمیں

آپ نے پچھلے اسباق میں اسم اور اس کی قسموں کے متعلق تفصیل سے پڑھا ہے۔

آیئے اب ہم بناوٹ کے لحاظ سے اس کی قسموں کا جائزہ لیں گے۔

(1) ان مثالوں پر غور کریں: کھانا۔ پینا۔ سونا۔ پڑھنا۔ لکھنا۔ ان الفاظ کے آخر میں ''نا'' آیا ہوا ہے جسے ''علامتِ مصدر'' (مصدر کی پہچان) کہتے ہیں۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ یہ الفاظ خود تو کسی سے نہیں نکلے ہیں بلکہ اس سے دوسرے الفاظ نکلتے ہیں اور وضاحت سے سمجھنے کے لئے نیچے دیے گئے جدول پر غور کریں۔

پڑھنا	پڑھنا سے بنائے گئے الفاظ	پڑھو	پڑھی	پڑھے	پڑھتے	پڑھتی
لکھنا	لکھنا سے بنائے گئے الفاظ	لکھو	لکھی	لکھے	لکھ	لکھتی
کھانا	کھانا سے بنائے گئے الفاظ	کھاؤ	کھائے	کھائی	کھاتے	کھا

مصدر کی تعریف:

مصدر وہ اسم ہے جو خود کسی سے نہ نکلا ہو بلکہ اس سے دوسرے الفاظ نکلے ہوں۔

(2) گائے اونٹ میز کاپی دوات

ان مثالوں پر گہری نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کسی اسم سے نہ تو نکلتے ہیں اور نہ ہی ان سے کوئی دوسرے الفاظ بنائے جا سکتے ہیں۔ اسی کو قواعد کی زبان میں جامد کہتے ہیں۔ آپ جامد کی تعریف یوں کر سکتے ہیں۔

جامد کی تعریف:

جامد وہ اسم ہے جو نہ کسی لفظ سے نکلا ہو اور نہ اس سے کوئی اور لفظ نکلے۔

(3) لکھنا سے لکھائی لکھا ہوا

کھانا سے کھانے والا کھایا ہوا

جاگنا سے جاگنے والا جاگا ہوا

آپ کوتو معلوم ہوگا کہ لکھنا، کھانا، جاگنا یہ سب مصدر کہلاتے ہیں اوراس سے بنائے گئے الفاظ لکھائی، لکھا ہوا، کھانے والا، کھایا ہوا، جاگنے والا، جاگا ہوا وغیرہ ہیں۔اسی کو اصطلاح میں مشتق کہتے ہیں۔

مشتق کی تعریف: مشتق وہ اسم ہے جو مصدر سے بنا ہو۔

مشق :

(1) بناوٹ کے لحاظ سے اسم کی کتنی قسمیں ہیں بتایئے؟

(2) مصدر کی تعریف کیجئے اور مثالیں لکھئے؟

(3) علامتِ مصدر کسے کہتے ہیں؟

(4) وہ اسم جو خود سے نہ نکلے اور نہ ہی اس سے کوئی لفظ نکلے، اس کو اصطلاح میں کیا کہتے ہیں؟

(5) مشتق کی مثال دیجئے اور تعریف سمجھایئے؟

(6) درج ذیل مثالوں میں سے مصدر، مشتق، جامد الگ کیجئے؟

کھانا　　کھانے والا　　کھایا ہوا　　پینا　　اونٹ

ابراہیم　　بھاگنا　　میز　　بھاگا ہوا　　دوڑنا

غور کرنے کی بات

☆ راجا کسان کی بات سن کر خوش ہوا

☆ راجا کو کسان پر بہت غصہ آیا

ان دو جملوں میں ''کی'' اور ''کو'' استعمال ہوئے ہیں۔ یہ ایسے لفظ ہیں جن کے الگ معنی نہیں، لیکن یہ دو لفظوں کے درمیان ایسا تعلق پیدا کرتے ہیں کہ یہ اگر نہ ہوں تو سارا جملہ بے ربط ہو جاتا ہے۔قواعد میں انہیں ''حروفِ ربط'' کہتے ہیں۔

❖ حضور، سرکار، مہاراج وغیرہ ایسے کلمے عزت واحترام کے لئے بولے جاتے ہیں۔

❖ کسان اپنی کمائی کا حصہ ماں باپ پر ضرور خرچ کرتا تھا۔

❖ آپ نے دیکھا کہ راجا، کسان اور وزیر کی بات چیت کے شروع اور آخر میں دو چھوٹے چھوٹے، سیدھے اور الٹے واو '' '' بنے ہوئے ہیں، انہیں واوین کہتے ہیں۔مثلاً ''تم اس کھیت سے کتنا کما لیتے ہو''۔

مضمون نویسی کا ایک نمونہ

یومِ اطفال

دنیا کی آبادی تقریباً 720 کروڑ ہے یا اس سے زیادہ، ان میں تقریباً 18 فیصد بچے ہیں یعنی دنیا میں 130 کروڑ بچے ہیں۔ یہی بچے آگے چل کر بڑے ہوتے ہیں اور کسی بھی قوم کے لئے مستقبل کی اہم طاقت ہوتے ہیں۔

عالمی یومِ اطفال:

اسی سچائی کو مانتے ہوئے دنیا کے مختلف ممالک، اقوام اور لوگ مختلف دنوں میں یومِ اطفال Childen's Day مناتے ہیں۔ اقوام متحدہ کا ادارہ UNICEF نے 1953ء میں سب سے پہلے عالمی یومِ اطفال منایا۔ اور پہلی بار اقوامِ متحدہ کی جنرل اسمبلی نے اس کو سرکاری طور پر 1954ء میں منانے کا اہتمام کیا۔

یومِ اطفال ہندوستان میں:

ہندوستان بھر میں یومِ اطفال 14 نومبر کو منایا جاتا ہے جو ہندوستان کے پہلے وزیرِ اعظم اور جدید ہندوستان کے معمار پنڈت جواہر لال نہرو کے یومِ پیدائش کی یادگار ہے۔ جواہر لال نہرو کو بچوں سے بے حد لگاؤ تھا، وہ بچوں سے بے حد پیار کرتے تھے۔ اور انہیں ان کے درمیان رہنا بہت پسند تھا، وہ جب بھی باہر نکلتے اور بچے کہیں بھی نظر آجاتے ان کے ساتھ ہو لیتے، اسی محبت کے سبب بچے بھی انہیں چاچا نہرو کہا کرتے تھے۔ انہوں نے اپنے یومِ پیدائش کو بچوں کے دن کے طور پر منانے کا اعلان کیا اور 1964ء میں جب ان کا انتقال ہوا تو اسی سال سے یہ تقریب شروع ہوئی۔ اور ہر سال 14 نومبر کو یومِ اطفال ملک بھر میں منایا جاتا ہے۔

یومِ اطفال کا مقصد:

اس یومِ اطفال کا مقصد بچوں کی پرورش، فلاح و بہبود اور ان کی حوصلہ افزائی کے ساتھ ساتھ بچوں کے تئیں پیار و محبت کے جذبات کو فروغ دینا اور ان کے حقوق کے سلسلے میں والدین، اساتذہ اور بڑی عمر کے لوگوں میں بیداری لانا ہے۔ حکومتِ ہند اسی دن کی مناسبت سے ''نہرو ایوارڈ'' کا اعلان کرتی ہے جو قومی سطح پر بہادری کا مظاہرہ کرنے والے بچوں کو عطا کیا جاتا ہے۔

یومِ اطفال کا پیغام:

بچپن انسان کی زندگی کے سب سے اہم ایام ہوتے ہیں۔ یہ انسان کی زندگی کی وہ بنیادیں ہیں جن سے اس کے مستقبل کی تعمیر ہوتی ہے۔ اس لئے وہ اس بات کے حق دار ہیں کہ ان پر خصوصی توجہ دی جائے تاکہ ان کا مستقبل روشن ہو سکے۔ یہ بچے محض اپنے والدین کی اولاد نہیں بلکہ ملک کا سرمایہ بھی ہیں اور ان کی ترقی ہی پر ملک کی ترقی کا انحصار ہے۔ اگر بچپن کے ایام میں صحیح رہنمائی نہیں کی گئی تو ان کی زندگی تباہ ہو سکتی ہے۔ ایسے میں والدین کے ساتھ پوری سوسائٹی اور تمام ذمہ داروں پر فرض بنتا ہے کہ وہ انہیں معیاری تعلیم فراہم کر کے ان کی صحیح تربیت کر کے انہیں ترقی کی راہ پر گامزن کریں۔ اور انہیں یہ آگاہ کرائیں کہ بھارت کے قوانین کے تحت 14 سال تک تعلیمی سہولت مفت فراہم کی جاتی ہے اور 14 سال سے کم عمر والے بچوں کو کام پر رکھنا جرم ہے۔ نیز بچوں سے کسی بھی قسم کا کام یا مزدوری کروانا یا تعلیم سے دور رکھنا بھی جرم مانا جاتا ہے۔ اسی طرح ان میں حب الوطنی کے جذبات کو فروغ دیا جائے۔ یہی یومِ اطفال کا پیغام ہے۔

اکائی 5

حصّہ نظم

مخملیات (دکنی نظم)

مخمّل مدراسی



شاعر کا تعارف

مخمّل مدراسی اردو ادب کے ایک مزاحیہ شاعر ہیں۔ انہوں نے دکنی زبان میں بڑی مزے دار شاعری کی ہے۔ دکنی زبان و ادب کی شیرینی کو برقرار رکھتے ہوئے انہوں نے اصلاحی نظمیں لکھی ہیں۔ ان کا انداز بہت ہی دلچسپ ہے۔ دکنی لب ولہجہ کی خصوصیات ان کی شاعری میں واضح نظر آتی ہیں۔ اسی کا ایک نمونہ درج ذیل نظم ہے۔

دکنی ادب دکن (جنوبی ہندوستان) میں بولی جانے والی اردو زبان کو دکنی کہا جاتا ہے۔ یہ بات معلوم ہونی چاہئے کہ شمالی ہندوستان سے پہلے دکن میں اردو زبان و ادب نے ترقی کی منزلیں طے کیں۔ یہاں کے بادشاہ، علماء اور بزرگانِ دین نے دکنی نظم ونثر میں بیش بہا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ ولی دکنی کے شمالی ہند کے سفر نے سب سے پہلے وہاں کے شعراء کو اردو کی ادبی حیثیت سے واقف کرایا۔

پیسے والے لوگاں کو مسکہ لگانا کائی کو
دمڑی دمڑی کے لئے عزت بِکانا کائی کو
ناسمجھ لوگاں کے اگّے ، بولنے سے فائدہ؟
سامنے بھینساں کے تم، خطبہ سنانا کائی کو
جال میں پھنستاچ نئیں ،لڑکا کوئی دکھتاچ نئیں
لڑکیاں کو اتنے فیشن پو چلانا کائی کو
کاں بھی جاکو بیٹی مانگے تو کوئی دیتاچ نئیں
ایسی صورت پوتے، موچّھیاں بڑھانا کائی کو
یہ ادب کی جائے ہے مخمّل ذرا ہلّو پڑھو
شاعراں کی بزم میں الڈا کو گانا کائی کو

حاصلِ کلام

شاعر محمّل اپنی اس نظم میں عزت نفس پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ دمڑی دمڑی کے لئے اپنی عزت نہ تو بیچنا چاہئے اور نہ ہی مالداروں کو مسکہ لگانا چاہئے۔

بے وقوف اور ناسمجھ لوگوں سے زیادہ بات کرنے سے کوئی فائدہ نہیں کیونکہ انہیں بات سمجھ میں نہیں آئے گی جیسے بھینس کے سامنے خطبہ دینا۔

لڑکیوں کو مغربی رنگ میں رنگ کر زیادہ فیشن کرنا اچھی بات نہیں، ان کی جال میں نہ تو کوئی پھنستا ہے اور نہ ہی کوئی لڑکا ان کے ارد گرد گھومتا ہوا نظر آتا ہے۔

لڑکوں کو چاہئے کہ وہ اپنی چال چلن پر نظر رکھیں، ظاہری حسن وخوب صورتی کوئی معنی نہیں رکھتی۔ انہیں کسی سے رشتہ طلب کیا جائے تو کوئی رشتہ دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا پھر وہ اپنے چہرے کی خوبصورتی بڑھانے اور اپنے آپ کو مرد کہلانے کے لئے مونچھیں کیوں بڑھائے۔

یہ سب ایسی باتیں ہیں جو محفلوں میں کہنی کی نہیں ہیں اور نہ ہی اس کا چرچا کرنا چاہئے، انسان کو چاہئے کہ وہ خود ان باتوں پر توجہ دے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

مسکہ لگانا	:	چاپلوسی کرنا	دمڑی دمڑی	:	پیسہ پیسہ
خطبہ سنانا	:	سمجھانا۔تقریر کرنا	دکھتا چ نئیں	:	نظر نہیں آتا
چلانا	:	آواز کرنا	ادب کی جائے	:	ادب کی جگہ
ہلو	:	آہستہ	بزم	:	محفل
الڈاکو	:	چیخ کر، زور سے	کائی کو	:	کس لئے

II واحد جمع لکھئے:

لوگ	+	لوگاں	دمڑی	+	دمڑیاں
فائدہ	+	فائدے، فوائد	خطبہ	+	خطبات
لڑکی	+	لڑکیاں	مونچھ	+	مونچھیں ، موچھّیاں
صورت	+	صورتیں	ادب	+	آداب
شاعر	+	شاعراں			

III اضداد لکھ کر یاد کیجئے:

سمجھدار × ناسمجھ　　عقل مند × بے وقوف

علم × جہل　　عزت × ذلت

آہستہ × زور سے، جلدی

IV مصرعے مکمل کیجئے

(1) ..... مسکہ لگانا کائی کو

(2) دمڑی دمڑی کے لئے .....

(3) ..... بولنے سے فائدہ؟

(4) سامنے بھینساں کے تم، .....

V جوڑ لگایئے:

(1) جال میں پھنستا چ نئیں - مونچھیاں بڑھانا کائی کو

(2) لڑکیاں کو اتنے فیشن پو - کوئی دیتا چ نئیں

(3) کاں بھی جا کو بیٹی مانگے تو - چلانا کائی کو

(4) ایسی صورت پو تے - لڑکا کوئی دکھتا چ نئیں

VI بحوالۂ متن تشریح کیجئے:

یہ ادب کی جائے ہے مخملؔ ذرا ہلّو پڑھو　　شاعراں کی بزم میں الڈا کو گانا کائی کو

VII درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھئے:

(1) پیسے والوں کو مسکہ کیوں نہیں لگانا چاہئے؟

(2) دمڑی دمڑی کے لئے کیا نہیں بکانا چاہئے؟

(3) کس کے آگے نہیں بولنا چاہئے؟

(4) لڑکوں کو کیوں رشتہ نہیں مل پاتا؟

(5) ’’ بھینس کے سامنے خطبہ ‘‘ اس محاورہ کا معنی لکھئے۔

VII تفصیلی جوابات لکھئے:

(1) شاعر نے اپنی نظم ’’ مخملیات‘‘ میں کیا سمجھانے کی کوشش کی ہے ؟

(2) ’’ مخملیات ‘‘ اس نظم کا خلاصہ لکھئے ؟

کیا تم جانتے ہو؟

سلیمان خطیب دکنی ادب کے ایک مشہور شاعر تھے۔ انہوں نے ’’کیوڑے کا بن‘‘ نامی ایک کتاب شائع کی۔ اس میں انہوں نے سماج کے سلگتے مسائل کو بڑے ہی اچھے انداز میں بیان کیا ہے۔ حالانکہ بات مزاح سے شروع کرتے ہیں، مگر ہر ایک کو سوچنے پر مجبور کر دیتے ہیں اور آخر میں بالکل سنجیدہ ہو جاتے ہیں۔





لسانی سرگرمیاں:

(الف) اپنی پسند کی کوئی دکنی نظم استاد کی مدد سے ڈھونڈ کر لکھئے۔

اکائی 5

حصّۂ نثر

گھر کی تربیت

ذکاءاللہ دہلوی

سیکھنے کے مقاصد

- بچوں کی تربیتِ اخلاق میں ماں کے کردار کو واضح کرنا۔
- چھوٹی عمر ہی سے بچوں کی تربیت پر توجہ دینا
- لڑکوں اور لڑکیوں کی اچھی تربیت کے لئے گھر کے ماحول کو سازگار بنانے پر زور دینا۔

گھر ہی میں آدمی اخلاق کی تعلیم پاتا ہے۔ بری خواہ بھلی، گھر ہی میں آدمی چال چلن کے وہ اصول سیکھتا ہے جو اس کے ساتھ ساری عمر رہتے ہیں۔ جوانی اور پیری میں وہ انہیں پر چلتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آدمی کی خصلت کی بڑی تعلیم گاہ گھر ہے۔

آدمی جب دنیا میں پیدا ہوتا ہے تو وہ نہایت ہی بے کس و بے بس ہوتا ہے۔ اس کی کل پرورش و تعلیم و تربیت ان آدمیوں کے ذمہ ہے جو اس کے آس پاس ہوتے ہیں۔ جس وقت سے وہ سانس لینے لگتا ہے اس کی تعلیم شروع ہوتی ہے۔ ابتداء میں بچے کی تعلیم اس طرح ہوتی ہے کہ وہ جو کچھ دیکھتا ہے اس کی نقل اتارتا ہے۔ عربی ضرب المثل ہے ''انجیر کے درخت کو دیکھ کر انجیر کا درخت زیادہ پھل لاتا ہے۔'' اور ہماری مثل ہے کہ ''خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے''۔ بس یہی حال بچوں کا ہے کہ وہ نمونہ کو سامنے رکھ کر تعلیم پاتے ہیں۔

بڑی معلّمہ مثال (نمونہ) ہے۔

بچپنے کی خصلت آدمی کی خصلت کا مغز ہوتا ہے۔ باقی اور تعلیم بالائی پوست (چھلکا) ہے، جس کے اندر وہ مغز رہتا ہے۔ ایک شاعر کا قول کیا ہی سچ ہے کہ جس طرح صبح دن کو دکھاتی ہے۔ ایسے ہی بچہ آدمی کا حال بتلاتا ہے۔ مثل مشہور ہے ''ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات'' یعنی ہونہار (قابل) بچہ کے آثار پہلے ہی نظر آتے ہیں۔ جو باتیں بالکل بچپن میں ہماری طبیعت میں سرایت کرتی ہیں، وہی دیرپا اور ہمارے چال چلن کی محرک ہوتی ہیں۔

بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو وہ ایک نئے عالَم کی چوکھٹ پر قدم رکھتا ہے۔ ہر چیز کو حیرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ وہ چیزوں کا

غور وفکر کی نظر سے مشاہدہ کرتا ہے۔ اشیاء کا باہم مقابلہ کرتا ہے۔ ان کے تصورات کو ذہن میں محفوظ رکھتا ہے۔ ایک فاضل (عالم) نے لکھا ہے کہ اٹھارہ اور بیس مہینے کی عمر کے درمیان اس کو مادی اشیاء اپنے قوائے خاص اور اپنے اور دوسروں کی فہم کا اتنا علم حاصل ہو جاتا ہے کہ باقی ساری عمر اس قدر نہیں ہوتا۔ اس عمر میں علم کا جو خزانہ جمع ہوتا ہے اور اس کے دماغ میں جو خیالات پیدا ہوتے ہیں وہ ایسے ضروری ہوتے ہیں کہ اگر وہ کسی طرح ملیامٹ ہو جائیں تو پھر اس کو ایک ہفتہ جینا محال ہو جاتا ہے۔

جس گھر میں محبت کا اور آدابِ حقوق شرافت کا ذوق غالب ہے جس میں دل و دماغ دونوں عاقلانہ حکم چلاتے ہیں، جس میں روزمرہ کے کاروبارِ زندگی میں دیانت، امانت اور راستی موجود ہے، جس میں عاقلانہ و مشفقانہ انتظام موجود ہے، اس گھر میں یہ توقع ہو سکتی ہے کہ اولاد تندرست، خوش دل اور نفع رساں ایسی پیدا ہو کہ جب اس کو قوت اپنے مربیوں کے قدم بہ قدم چلنے کی حاصل ہو تو وہ نیک دلی کے طریقوں پر چلے، اپنے نفس کو قابو میں رکھے، اور اپنے ہمسایوں کی بہبودی چاہے اور عام لوگوں کی بھلائی میں معاون و مددگار رہو۔

بچہ کی طبیعت ڈھالنے کے لئے سب سے عمدہ سانچہ نمونہ ہے۔ اگر کوئی چاہے کہ بچوں کی خصلتیں اچھی ہوں تو ان کے سامنے اپنی خصلت کے اچھے نمونے پیش کرے۔ ہر بچہ کی آنکھوں کے سامنے جو نمونہ مستقل طور پر رہتا ہے وہ اس کی ماں ہے۔ سو معلموں کی برابر ایک اچھی ماں ہوتی ہے۔ گھر میں وہ سارے دلوں اور ساری آنکھوں کی مقناطیس ہوتی ہے۔ اولاد ہمیشہ ماں کی پیروی کرتی ہے۔ گھر عورت کا دار السلطنت ہوتا ہے۔ اس میں سارے احکام اس کے چلتے ہیں۔ وہ اپنے بچوں کی ننھی ننھی رعیت پر احکام جاری کرتی ہے۔ بچوں کے چال چلن اور طور طریقہ پر ماں کا اثر بہ نسبت باپ کے زیادہ ہوتا ہے۔ گھر میں ماں کا نیک مثال ہونا ایک بڑی نعمت ہے۔

نسلِ انسانی کا ظاہری انتظام مہر مادری (ماں کی محبت) پر ہے جس کا اثر ہمیشہ عالمگیر ہوتا ہے۔ جب انسان پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت سے اس کی تعلیم شروع ہوتی ہے اور اس کے ساتھ ہی ماں کی محبت کا اثر شروع ہوتا ہے۔ بچوں پر نیک ماؤں کا اثر عمر بھر رہتا ہے۔ جب اولاد دنیا کے کام دھندوں اور تردد ات و تفکرات میں پڑتی ہے اور انہیں مشکلات پیش آتی ہیں تو وہ صلاح و مشورے اور تسلی و تشفی کے لئے ماں ہی کی طرف رجوع کرتی ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ''مصیبت کے وقت ماں ہی یاد آتی ہے''۔ مائیں اپنے بچوں کے دلوں میں جو عمدہ اور پاکیزہ خیالات جما دیتی ہیں وہی بڑے ہونے کی صورت میں اپنا جلوہ دکھاتے ہیں۔

عورت سب معلموں سے زیادہ نرمی اور ملائمت سے تعلیم دیتی ہے۔ مرد انسانیت کا دماغ ہے تو عورت اس کا دل ہے۔ وہ اس کی قوت ہے۔ یہ اس کا حسن اور زیب و زینت ہے۔ مرد عقلی ہدایتیں کرتا ہے مگر عورت قلب کی درستی کرتی ہے، جس سے خصلت سنورتی ہے۔ مرد حافظہ کو پر کرتا ہے، عورت دل کو پر کرتی ہے۔ مرد جس بات کا یقین دلاتا ہے۔ عورت اس کی محبت دلاتی ہے۔ غرض عورت کی بدولت ہماری رسائی نیکی تک ہوتی ہے۔

اگر کوئی عورت نیک اطوار، کفایت شعار، خوش مزاج، پاکیزہ طبیعت کسی گھر کی سرپرست ہو تو سارے کنبہ (خاندان) کی زندگی خیر و عافیت سے بسر ہوگی اور وہاں آرام و چین، نیکی اور خوش دلی طرح طرح سے اپنے جلوے دکھائے گی اور وہاں مرد کے لئے بہت سے ہمراہی دل کے خوش کرنے والے موجود ہوں گے۔ حادثاتِ زمانہ سے بچنے کے لئے امن وہ ہے۔ محنت و مشقت کے بعد وہی آرام گاہ ہے۔ مصیبت و افلاس میں تسلی و تشفی وہاں ہے۔ غرض ہر درد کی دوا وہاں موجود ہے اور ہر وقت خوشی اور راحت کا سامان مہیا ہے۔

عورتوں پر لازم ہے کہ وہ سلیقہ مندی کی عادت پیدا کریں کہ جس سے وہ دنیا کے کاموں میں مؤثر مددگار و معاون ہوں۔ عورتیں ہی

بچوں کو دودھ پلانے والی اور تعلیم کرنیوالی ہوتی ہیں۔عورتوں کو سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ صحتِ جسمانی، صحت عقل اور صحت اخلاقی قوانینِ فطرت کے مطابق گھر میں کیوں کر حاصل ہوسکتی ہیں۔ وہ قوانینِ فطرت سے آگاہ ہوں۔بچوں کی جسمانی ترکیب سے باخبر ہوں۔ان کی ضروریات کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔تازہ ہوا، اور صاف پانی کے فوائد سے واقف ہوں۔زود ہضم غذا کے تیار کرنے کا ہنر جانتی ہوں۔

ابتدائے عمر میں جو تعلیم و تادیب نہایت مناسب لڑکوں کے واسطے ہے وہی لڑکیوں کے لئے ہے۔تعلیم و تربیت کی جو استعداد مردوں میں ہے وہی عورتوں میں ہے۔گھر کے تمام کاموں میں عقل مندی اور دوراندیشی عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ان کے قوائے عقلیہ کی تادیب سے یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ وہ جیسے اپنے بھولے پن اور جہالت سے دغا، فریب اور توہمات کے جال میں پھنس جاتی ہیں۔نہ پھنسیں گی اور اخلاقی و مذہبی تربیت ان کا افتخار بڑھائے گی۔اور ان میں وہ سچی خود اعتمادی اور فرائض پروری پیدا کرے گی، جو خانہ داری کے چین و آرام اور خوش دلی کا سرچشمہ ہے۔

مردوں کے اخلاق اور دماغ کا صحیح رہنا عورتوں پر موقوف ہے۔اس لئے عورتوں کی تعلیم و تربیت ایک قوی اور مہتم بالشان امر سمجھا جاتا ہے۔ مردوں کے لئے عورت جائے پناہ اور ٹھکانہ ہے جس انداز سے یہ دونوں مل کر اپنے قوی کو کامل طور پر ظاہر کریں گے ویسا ہی قوم کا انتظام زیادہ عمدہ ہوگا اور برتری و اقبال مندی یقین ہوگی۔

حاصل مطالعہ

ایک بچہ کی پہلی تربیت گاہ گھر ہے۔گھر کی تعلیم و تربیت جو بچہ کی ابتدائی زندگی پر اثر انداز ہوتی ہے اس کا اثر پوری زندگی میں ظاہر ہوتا رہتا ہے۔اس مضمون میں گھر کی تعلیم کی اہمیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔گھر کی تعلیم و تربیت میں ماں کا نہایت اہم کردار ہوتا ہے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

بھلی	:	اچھی	پیری	:	بڑھاپا
خصلت	:	عادت، فطرت	پرورش	:	تربیت کرنا
تعلیم گاہ	:	علم حاصل کرنے کی جگہ	معلّمہ	:	استانی
محرک	:	اکسانے والا	عالَم	:	دنیا
رفتہ رفتہ	:	آہستہ آہستہ	مشاہدہ کرنا	:	غور سے دیکھنا
تصورات	:	خیالات	قوی	:	قوت کی جمع
فہم	:	سمجھ	محال	:	ناممکن

عاقلانہ	:	عقل مندی کے ساتھ	دیانت	:	امانت، ایمانداری
راستی	:	سچائی	توقع	:	امید
نفع رساں	:	فائدہ پہنچانے والا	مربیّ	:	تربیت کرنے والا
بہبودی	:	فلاح، کامیابی	پیروی	:	اتباع، تقلید
دارالسلطنت	:	حکومت کرنے کی جگہ	رعیت	:	رعایا۔ ماتحتی میں رہنے والے
ترددات	:	فکریں۔ شکوک وشبہات	تفکرات	:	سوچ بچار، افکار
سرایت	:	تاثیر کرنا۔ سما جانا	جلوہ	:	منظر
ملائمت	:	نرمی	نیک اطوار	:	اچھے طریقے
کفایت شعار	:	کم خرچ کرنے والا	ہمراہی	:	ساتھی
آرام گاہ	:	آرام کرنے کی جگہ	افلاس	:	غریبی
سلیقہ مندی	:	ڈھنگ	آگاہ ہونا	:	واقف ہونا
زودِہضم	:	جلد ہضم ہونے والی	تادیب	:	تنبیہ، ادب سکھانا
استعداد	:	صلاحیت، قابلیت	فریب	:	دھوکہ، دغا
توہمات	:	وہم کی باتیں	فرائض پروری	:	فریضوں کی انجام دہی
سرچشمہ	:	سوتا، جاری ہونے کی جگہ	برتری	:	بلندی
اقبال مندی	:	خوش نصیبی	امر	:	کام
مہتم بالشان	:	بہت ہی اہم	افتخار	:	عزت کی بات

II اضداد :

جوانی	×	پیری، بڑھاپا	مغز	×	پوست
مادّی	×	روحانی	نفع رساں	×	ضرر رساں
بہبودی	×	ناکامی	عمدہ	×	خراب
مستقل	×	غیر مستقل	سلیقہ مندی	×	بے ڈھنگا پن
زودِہضم	×	دیر ہضم	قوی	×	کمزور
اقبال مندی	×	بدنصیبی	خوش دلی	×	بددلی

III ان مترادفات پر غور کیجئے اور جملے بنایئے:

بے کس و بے بس	معاون و مددگار	تردد ات و تفکرات	صلاح و مشورہ
تسلی و تشفی	نرمی و ملائمت	زیب و زینت	خیر و عافیت
آرام و چین	محنت و مشقت	تعلیم و تادیب	چین و آرام

IV مرکبات پڑھ کر ان کے معنی لکھئے:

تعلیم گاہ	آرام گاہ	کاروبارِ زندگی	نفع رساں
دارالسلطنت	نیک مثال	مہر مادری	عالم گیر
نیک اطوار	کفایت شعار	خوش مزاج	حادثاتِ زمانہ
سلیقہ مندی	قوانینِ فطرت	ابتدائے عمر	قوائے عقلیہ
خود اعتمادی	جائے پناہ		

V ۔ خالی جگہ بھرتی کیجئے :

(زود ہضم ، باخبر ، آگاہ ، صحت عقل ، ضروریات)

عورتوں کو سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ صحت جسمانی، .....اور صحت اخلاقی ،قوانین فطرت کے مطابق گھر میں کیوں کر حاصل ہوسکتی ہیں۔ وہ قوانین فطرت سے ..... ہوں۔ بچوں کی جسمانی ترکیب سے ..... ہوں۔ ان کی ..... کو اچھی طرح سمجھتی ہوں۔ تازہ ہوا، صاف پانی کے فوائد سے واقف ہوں۔ ..... غذا کے تیار کرنے کا ہنر جانتی ہوں۔

VI ان سوالات کے جوابات لکھئے:



(1) آدمی کی سب سے پہلی تربیت گاہ کون سی ہے؟

(2) اس تربیت گاہ میں وہ کیا کیا باتیں سیکھتا ہے؟

(3) ''خربوزے کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے'' اس ضرب المثل کا مطلب لکھئے۔

(4) بچوں کی تربیت میں ماں کا کیا حصہ ہوتا ہے؟

(5) بچوں کی مناسب تربیت کے لئے عورتوں کو اپنے اندر کیا صفات پیدا کرنی چاہئیں؟

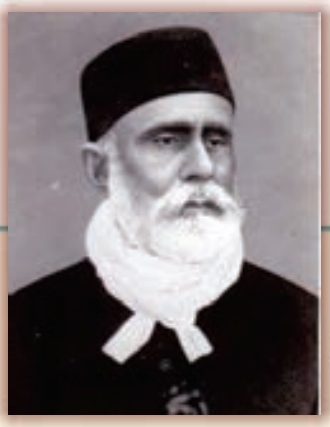
(6) لڑکوں اور لڑکیوں کی تعلیم میں کس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

اکائی 5

حصّۂ غـزل

غزل

الطاف حسین حالؔی



شاعر کا تعارف

خواجہ الطاف حسین نام اور حالؔی تخلص تھا۔ پانی پت میں 1837 میں پیدا ہوئے۔ نو برس کی عمر میں والد کا انتقال ہوگیا۔ جوانی میں دہلی آئے جہاں غالبؔ اور شیفتہؔ کی صحبتوں سے استفادہ کیا۔ شاعری کی ابتدا غزل سے کی۔ وہ سرسید تحریک کے سب سے اہم اراکین میں سے تھے۔

حالؔی انگریزی سے بھی واقف تھے۔ ان کی طبیعت پر مغربی خیالات کا بہت اثر ہوا ہے۔ نئے نئے عنوانات پر نظمیں لکھیں، جن میں سادگی، روانی اور اثر ہے۔ ان کی طویل نظم ''مدوجزر اسلام'' جو ''مسدس حالؔی'' کے نام سے مشہور ہے خاص اہمیت کی حامل ہے۔ حالؔی نے اپنے دیوان کا طویل مقدمہ لکھا جو ''مقدمۂ شعر و شاعری'' کے نام سے علاحدہ کتاب کی صورت میں شائع ہوا۔ اس کتاب سے اردو میں باضابطہ تنقید نگاری کا آغاز ہوا۔

حالؔی ایک اچھے نثر نگار بھی تھے۔ ان کی نثری تصانیف میں ''حیاتِ سعدی''، ''حیاتِ جاوید'' ''یادگارِ غالب'' اور ''مقالاتِ حالؔی'' مشہور ہیں۔ 1914ء میں حالؔی کا انتقال ہوا۔

بڑھاؤ نہ آپس میں ملت زیادہ — مبادا کہ ہوجائے نفرت زیادہ
کرو دوستو پہلے آپ اپنی عزت — جو چاہیں کریں لوگ عزت زیادہ
جہاں رام ہوتا ہے میٹھی زبان سے — نہیں لگتی کچھ اس میں دولت زیادہ
مصیبت کا اک اک سے احوال کہنا — مصیبت سے ہے یہ مصیبت زیادہ
فرشتہ سے بہتر ہے انسان بننا — مگر اس میں پڑتی ہے محنت زیادہ

غزل میں وہ رنگت نہیں تیری حالؔی
الاپیں نہ بس آپ دُھرپت زیادہ

حاصل کلام

شاعر حالؔی کہتے ہیں کہ دوستی اور محبت اتنی نہ بڑھاؤ کہ نفرت و ملامت کا سبب بن جائے، ہر وقت، ہر دن دوست کے پیچھے لگے رہنے سے عزت و وقعت کم ہو جاتی ہے اور نفرت و ملامت کے راستے پیدا ہو سکتے ہیں، اگر یہ چاہتے ہو کہ لوگ آپ کی عزت کریں، اور آپ کو زیادہ چاہیں تو اس کا آسان نسخہ یہ ہے کہ آپ لوگوں کی عزت کرنا شروع کر دیں اور خود اپنی عزت نفس بھی برقرار رکھیں۔

جہاں جہاں آپ اپنی میٹھی زبان اور اچھے اخلاق و عادات سے لوگوں کو اپنا بنا لے سکتے ہیں اور انہیں اپنے قابو میں کر سکتے ہیں کر لیجئے۔ اس میں کچھ مال خرچ نہیں ہوتا۔

بعض آدمیوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ ہر کس و ناکس اور ایرے غیرے سے اپنی مصیبت و تکلیف کا حال کہتے رہتے ہیں حالؔی کہتے ہیں کہ یہ سب سے بڑی مصیبت ہے اور بسا اوقات یہ عادت وبالِ جان بن جاتی ہے۔

فرشتہ بن جانا آسان ہے مگر ایک اچھا انسان بننا بہت زیادہ مشکل ہے، آدمی کو چاہئے کہ وہ انسانوں میں رہ کر ایک اچھا انسان بننے کے لئے خوب سعی اور کوشش کرے۔

مقطع میں شاعر کہتے ہیں کہ حالؔی کے مزاج میں خاکساری اور سادگی زیادہ ہے، ان کی غزل میں وہ رنگینی اور چاشنی نہیں جو دوسروں کے کلام میں ہوتی ہے اس لئے اپنی شاعری کا وہ پرانا انداز نہ چھیڑیں، آپ کی یہ دھرپت (موسیقی کا پرانا انداز) غزل کے شیدا لوگ پسندیدہ نگاہوں سے نہیں دیکھیں گے اس لئے بس کیجئے اور یہ سُر نہ چھیڑیئے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

ملت	:	محبت، میل ملاپ	مبادا	:	ایسا نہ ہو
رام کرنا	:	اپنا بنا لینا	احوال کہنا	:	حالت بیان کرنا
مصیبت	:	تکلیف	رنگت	:	رنگینی۔ چاشنی
الاپنا	:	سر لگانا۔ گانا	دھرپت	:	ایک ہندی کا راگ۔ موسیقی کا پرانا انداز

II واحد جمع لکھ کر یاد کیجئے:

ملت	+	ملتیں	نفرت	+	نفرتیں
زبان	+	زبانیں	مصیبت	+	مصیبتیں
فرشتہ	+	فرشتے	حال	+	احوال

III اضداد لکھ کر یاد کیجئے

محبت	×	نفرت	عزت	×	ذلت			
مصیبت	×	آرام	انسان	×	حیوان	زیادہ	×	کم

IV مصرعے مکمل کیجئے:

(1) بڑھاؤنہ آپس میں .....

..... نفرت زیادہ

(2) ..... اک سے احوال کہنا

مصیبت سے ہے یہ .....

V مناسب الفاظ منتخب کر کے خالی جگہ بھرتی کیجئے:

(1) کرو دوستو پہلے آپ اپنی .....

(الف) ذلت (ب) عزت (ج) نفرت

(2) نہیں لگتی کچھ اس میں ..... زیادہ

(الف) محبت (ب) دولت (ج) وقعت

(3) بڑھاؤنہ ..... میں ملت زیادہ

(الف) آپس (ب) غیروں (ب) اپنوں

(4) ..... سے بہتر ہے انسان بننا

(الف) حیوان (ب) جن (ج) فرشتہ

VI مختصر جوابات لکھئے:



(1) دوستی اور محبت کی زیادتی سے کیا نقصان ہوسکتا ہے؟

(2) عزت حاصل کرنے کا آسان طریقہ کیا ہے؟

(3) غیروں کو کیسے اپنا بنا سکتے ہیں؟

(4) ایک اچھا انسان بننے کے لئے کیا کرنا پڑتا ہے؟

(5) کیا ہر ایک سے اپنی تکلیف بیان کی جاسکتی ہے؟

VII تفصیلی جوابات لکھئے:



(الف) دوستی اور محبت کا اصول کیا ہے اپنے الفاظ میں تحریر کیجئے؟

(ب) مولانا حالؔی کی اس غزل کا خلاصہ لکھئے؟

عملی مشق:

(الف) انسان افضل ہے یا فرشتہ ؟ استاد کی مدد لیتے ہوئے اس عنوان پر ایک پیریگراف لکھئے ۔

(ب) اس قسم کی کوئی غزل یا نظم تلاش کر کے اپنی کاپی میں لکھئے؟

اکائی 5

سرسری مطالعہ

آدھا کمبل (ابرار محسن)

تلخیص: لیس محمد جابر

جمیل صاحب بڑے آدمی تھے، انہوں نے اپنی محنت اور ذہانت کی بدولت کافی اونچا عہدہ حاصل کرلیا تھا اور وہ بھی کم عمری میں۔ شادی بھی ایک اونچے گھرانے میں ہوئی، بڑے گھر کی لڑکی اتنا لائی کہ ان کا گھر بھر گیا۔ ان کے والد کسی محکمے میں معمولی سی نوکری کرتے تھے۔ اپنی تھوڑی سی تنخواہ میں بیٹے کو پڑھا لکھا کر بڑا افسر بنا دیا، مگر اب وہ کمزور ہو چکے تھے، اور دمے کے مریض بھی۔

بیوی نے شادی کے چند دن بعد ہی جمیل صاحب سے کہا تھا۔ ''آپ اتنے بڑے عہدے پر ہیں اور بڑے بڑے لوگوں کا یہاں آنا جانا لگا رہتا ہے۔ آپ کے ابا دن رات پلنگ پر پڑے کھانستے اور کراہتے ہیں۔ بڑی شرم محسوس ہوتی ہے۔''

جمیل صاحب نے جواب دیا۔ ''میں کیا کرسکتا ہوں؟ آخر باپ ہیں اور کوئی دوسرا عزیز بھی تو نہیں جس کے پاس بھیج دوں۔

''اجی میں نے کب کہا کہ انہیں چلتا کر دیجئے''۔ بیگم نے کہا۔ ''مگر اتنا تو کیجئے کہ ہماری بے عزتی نہ ہو۔ کم از کم آتے جاتے کی نظر تو نہ پڑے ان پر''، دیکھئے کلوا مالی کی کوٹھری خالی ہے، اکیلا ہی تو دم ہے! کافی ہے ان کے لئے۔ کیا ضروری ہے کہ سر پر ہی سوار رہیں؟ میں کہتی ہوں وہاں وہ آرام سے رہیں گے اور اب انہیں رہنا ہی کتنے دن ہے؟''۔

''کلوا مالی کی کوٹھری''؟

جمیل صاحب کو ایک لمحے کے لئے جھرجھری سی آ گئی مگر تجویز بڑے گھر کی لڑکی کی تھی، چوں نہ کر سکے اور شاید کرنا بھی نہیں چاہتے تھے۔ بیمار بوڑھے سے بنگلے کی شوبگڑ رہی تھی اور پھر ابا جان کو تو صرف چارپائی پر ہی پڑا رہنا تھا نا۔

جب باپ کے سامنے یہ تجویز رکھی تو انہوں نے کراہ کر جواب دیا۔ ''بیٹا جہاں مناسب سمجھو میری چارپائی ڈال دو۔''

ان کے جانے کے بعد بوڑھی آنکھوں میں سے آنسو گرنا شروع ہو گئے۔

چارپائی مالی کی کوٹھری میں جانے کے بعد بنگلے کو اچھی طرح دھلوایا گیا۔ کافی لمبا چوڑا بنگلہ تھا۔ میاں، بیوی اور آٹھ سال کا ایک لڑکا۔ بہت جگہ تھی۔

دونوں وقت کا کھانا نوکر کے ہاتھ بڑے میاں کو پہنچا دیا جاتا تھا بلکہ نوکر ہی پکاتا تھا۔ بیگم نے نوکر سے کہا تھا۔

''ہم لوگ وقت بے وقت گھر آتے ہیں۔ جب تو اپنا کھانا پکایا کرے تو دو روٹیاں ان کے لئے بھی بنا دیا کر۔ اب ان کی وجہ سے باورچی خانہ چوبیس گھنٹے کھلا نہیں رہ سکتا۔''

بیگم تو کبھی مالی کی کوٹھری کا رخ نہیں کرتی تھی ،جمیل صاحب کبھی کبھی چند لمحوں کے لئے محض رسماً وہاں جھانک آتے تھے، جب بھی جاتے کوٹھری میں سے دعائیہ جملے ملتے ''جیتے رہو بیٹا۔ خدا تمہیں تمام سکھ دے۔''

اور وہ بس ہوں ہاں کر کے الٹے پیروں واپس آجاتے تھے۔ بیگم نے بچے کو سختی سے ہدایت کر رکھی تھی کہ وہ مالی کی کوٹھری میں قدم نہ رکھے مگر وہ موقع پا کر دادا کے پاس چلا ہی جاتا تھا۔

ایک دن بیگم نے پکڑ لیا۔ دادا کی گود میں بیٹھا کہانی سن رہا تھا، وہ آپے سے باہر ہو گئیں۔ بچے کو دادا کی گود سے گھسیٹ کر دو تھپڑ لگائے اور خسر سے کہا۔ ''عقل ماری گئی ہے تمہاری۔ بچے کو بھی دمے کا روگ لگ گیا تو؟ خود تو قبر میں پیر لٹکائے ہوئے ہو، میرے بچے پر تو رحم کرو''۔

''بہو!'' بڑے میاں نے کچھ کہنا چاہا۔ مگر وہ پیر پٹختی، بڑبڑاتی ہوئی چلی گئیں۔ ''نہ جانے اس وبال سے کب جان چھوٹے گی؟''

شام کے وقت جمیل صاحب گھر آئے تو بیگم نے صاف صاف کہہ دیا۔ ''آپ کرتے رہیں چونچلے باپ کے مگر ان سے کہہ دینا، خبردار! جو میرے بچے کو پاس بلایا۔ اپنا موذی مرض اسے لگانا چاہتے ہیں۔''

جمیل صاحب نے بھی باپ کو سخت سست کہا۔

''ابا'' آپ تو میری نگاہیں نیچی کراتے ہیں۔ سٹھیا گئے ہیں۔ جب آپ سے منع کر دیا تھا تو پھر آپ نے ایسا کیوں کیا؟ مجھے ذلیل کرا کے آپ کو خوشی حاصل ہوتی ہے نا؟

بوڑھی آنکھوں سے پھر آنسو کے قطرے گرنے لگے ،مگر زبان سے یہی نکلا۔ ''جیتے رہو، بیٹا۔ خدا تمہیں تمام سکھ دے''۔ بیگم نے بیٹے پر بڑا سخت پہرا بٹھا دیا۔ مالی کی کوٹھری اور بنگلے کے ڈرائنگ روم کے بیچ ایک لان تھا۔ دو بوڑھی آنکھیں ہر وقت ڈرائنگ روم ہی کی طرف لگی رہتی تھیں۔ دو دھندلی آنکھیں، جیسے بجھتے ہوئے چراغ۔ مایوس، دکھ سے لبریز۔ ڈرائنگ روم میں قہقہے گونجتے، لان پر دعوتیں دی جاتیں۔ ان دو ویران آنکھوں کے سامنے کتنا بڑا آدمی بن گیا تھا وہ بیٹا۔ ابھی کل ہی کی بات ہے کہ باپ کے کاندھوں پر چڑھا گھوما کرتا تھا۔ ماں تو بچپن ہی میں مر گئی تھی، باپ ہی نے پالا پوسا تھا۔ اپنے سینے پر لٹا کر تھپک تھپک کر سلایا تھا، انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا تھا، پھر ہاتھ پکڑ کر لکھنا سکھایا۔ اچھا خاصا بڑا ہونے پر بھی باپ کے ہاتھوں سے ہی کھانا کھاتا تھا۔ اور آج وہ درخت اتنا زیادہ اونچا ہو گیا تھا کہ باپ کے سایہ بھی نہ دے سکتا تھا۔ کہا جاتا ہے جو درخت بہت زیادہ اونچے ہوتے ہیں ان کا سایہ اتنا ہی مختصر ہوتا ہے۔

ایک بار کا ذکر ہے۔ جاڑوں کی ایک سہ پہر تھی۔ بارش کافی دیر برس کر تھمی تھی اور دھوپ نکل آئی تھی۔ کڑاکے کی سردی تھی۔ دانت سے دانت بج رہے تھے۔

جمیل صاحب، بیگم اور بچہ تینوں ڈرائنگ روم میں بیٹھے تھے۔ ہیٹر نے کمرہ گرم کر رکھا تھا اور کافی کا دور چل رہا تھا۔ مالی کی کوٹھری میں

کھانسی اور کراہوں کے درمیان ایک کمزور سی آواز آ رہی تھی۔

''سردی میں اکڑا جا رہا ہوں۔ ذرا پلنگ دھوپ میں رکھوا دو۔'' جمیل صاحب سن رہے تھے۔ سوچ رہے تھے نوکر آ جائے تو پلنگ دھوپ میں پکڑوا دیں گے، مگر بیگم کا کہنا تھا کہ دھوپ دو گھڑی کی مہمان ہے، کوٹھری ہی میں رہنے دو۔

جمیل صاحب نے بیگم سے کہا ''بھئی وہ پرانا کمبل اوپر والی کوٹھری میں فرش پر بچھا ہوا ہے، اسے ابا جان کے اوپر ڈال آؤں۔''

پھر فرش پر کیا بچھے گا؟'' بیگم بڑبڑائیں۔ ''ٹھیک ہے۔ جیسا چاہو کرو۔''

جمیل صاحب نہ جانے کیوں بیگم کے سامنے بھیگی بلی بن جاتے تھے! بیٹے سے بولے۔ ''جاؤ، کمبل دادا کے اوپر ڈال آؤ۔''

لڑکا جھپٹ کر اوپر والی کوٹھری میں گیا۔ اور کچھ دیر بعد کمبل لئے واپس آیا۔

''وہاں ٹھہرنا نہیں'' بیگم نے سختی سے حکم دیا۔ لڑکا کمبل لے کر مالی کی کوٹھری کی طرف گیا۔ اور پھر خالی ہاتھ واپس آ گیا۔

جمیل صاحب نے دریافت کیا ''اڑھا آئے دادا کو کمبل؟'' ''جی ہاں۔ اور جی نہیں''

''کیا بکتا ہے؟'' بیگم نے تیوری چڑھا کر کہا۔

جمیل صاحب بھی حیران ہو کر بولے۔ ''کیا مطلب؟ جی ہاں۔ اور جی نہیں''۔

لڑکا بولا۔ ''اڑھایا تو ہے۔ مگر کمبل نہیں .....آدھا کمبل''

دونوں نے ایک ساتھ کہا۔ ''آدھا کمبل''!

جمیل صاحب نے کہا ارے ایک تو وہ پھٹا پرانا کمبل تھا ہی جس میں جگہ جگہ سوراخ تھے اور تو، اس میں سے بھی آدھا لے گیا!''

بیگم نے پوچھا ''باقی آدھا کہاں ہے؟''۔ ''وہیں اوپر والی کوٹھری میں پڑا ہے۔ لڑکے نے بتایا۔ میں نے قینچی سے دو بالکل برابر کے حصے کر دئے ہیں۔ جمیل صاحب ہنسنے لگے۔ ''کمال ہے بھئی! ارے، میں پوچھتا ہوں آدھے کا کیا کرے گا؟ تیرے کس کام کا ہے؟۔ بیگم نے بھی پوچھا۔ ''ہاں، بھلا بتا تو، کیا کرے گا اس آدھے کا!''۔ لڑکے نے برجستہ جواب دیا ''آپ کے لئے۔ ہوسکتا ہے کہ سردیوں کی ایک ایسی ہی پہر ہو، میں بڑا ہو کر اپنی بیوی اور بچے کے ساتھ ڈرائنگ روم میں بیٹھا ہوں۔ ہیٹر کے پاس۔ ابا جان آپ مالی کی کوٹھری میں اکیلے پڑے ہوں۔ اکیلے، کیونکہ دادی کی طرح امی بھی خدا کے پاس جا چکی ہوں گی۔ اس وقت میں آدھے کمبل کو اپنے ہاتھوں سے آپ کو اڑھا آؤں گا۔

جمیل صاحب اور بیگم پر بجلی سی گری، وہ یکلخت کھڑے ہوئے، آنکھیں پھٹی رہ گئیں، انہیں کچھ پتہ نہیں کہ آگے کیا ہوا؟ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ ان کے آنسو بیمار بوڑھے باپ کے پیروں کو دھو رہے تھے۔ جمیل صاحب کہہ رہے تھے ''میں گناہ گار ہوں، مجھے معاف کر دیجئے، میں اندھا ہو گیا تھا، میں نے بڑائی کا مطلب اونچا عہدہ اور بنگلہ سمجھا تھا۔ مگر اصل تو ان قدموں میں ہے۔ بیگم پر تو دورہ سا پڑ گیا۔ باپ کی زبان پر وہی الفاظ تھے۔ ''جیتے رہو، بیٹا۔ خدا تمہیں تمام سکھ دے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے :

ذہانت	:	ہوشیاری۔چالاکی	عہدہ	:	مرتبہ
محکمہ	:	ڈپارٹمنٹ	طویل	:	لمبے
ضعیف	:	کمزور	عزیز	:	رشتہ دار
کوٹھری	:	کمرہ	تجویز	:	مشورہ
جھرجھری	:	کپکپی	لمحوں	:	سکینڈوں
ہدایت کرنا	:	سمجھانا	یکلخت	:	اچانک
گھسیٹنا	:	کھینچنا	روگ	:	بیماری
موذی مرض	:	تکلیف دہ بیماری	سٹھیاجانا	:	دیوانہ ہوجانا
لان	:	صحن	فرش	:	بستر
پاگل	:	دیوانہ	دورہ پڑجانا	:	بے ہوش ہوجانا

آپے سے باہر ہونا (محاورہ) : حد سے زیادہ غصہ آنا

بھیگی بلی بن جانا (محاورہ) : خاموش رہ جانا

II مناسب ترین جواب منتخب کیجئے:

(1) آدھا کمبل افسانہ نگار کا نام .....

(الف) ابرار محسن (ب) کرشن چندر (ج) پریم چند

(2) .....بڑے آدمی تھے، اپنی محنت اور ذہانت کی بدولت کافی اونچا عہدہ حاصل کرلیا تھا۔

(الف) کریم صاحب (ب) سلیم صاحب (ج) جمیل صاحب

(3) چارپائی.....کی کوٹھری جانے کے بعد بنگلہ کو اچھی طرح دھلوایا گیا۔

(الف) نوکرانی (ب) مالی (ج) خادمہ

(4) بچہ کو .....کی گود سے گھسیٹ کر دو تھپڑ لگائے

(الف) دادا (ب) نانا (ج) ماما

(5) دو بوڑھی آنکھیں ہر وقت.....ہی کی طرف لگی رہتیں

(الف) صحن (ب) بیڈروم (ج) ڈرائنگ روم

(6) ''جی ہاں۔جی نہیں''۔یہ کس کا قول ہے

(الف) بچہ (ب) بیگم صاحبہ (ج) جمیل صاحب

III مختصر جواب لکھئے:

(1) بیگم صاحبہ نے جمیل صاحب کے ابا کو مالی کی کوٹھری میں چارپائی لگانے کو کیوں کہا؟

(2) بنگلے میں کون کون رہا کرتے تھے؟

(3) بچہ کو بیگم صاحبہ نے کیوں مارا؟

(4) بچہ نے کمبل کے دو ٹکڑے کیوں کئے؟

(5) ''آدھا کمبل'' اس افسانہ سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

IV۔ تفصیلی جواب لکھئے۔

افسانہ ''آدھا کمبل'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

V ۔ لسانی سرگرمی

درج ذیل میں ایک مضمون دیا گیا ہے۔ اس کو غور سے پڑھئے اور نیچے دئے گئے سوالوں کے جواب لکھئے۔

ماں کی دُعا

ایک لڑکے کی ماں بہت بیمار تھی۔ رات کو ایک بجے کے قریب اُسے پیاس لگی تو اس نے اپنے لڑکے سے پانی مانگ۔ لڑکا آنکھیں ملتا ہوا کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ ''اماں جان، پانی حاضر ہے''۔

اس کی ماں بیماری کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئی تھی۔ اس کی آنکھ لگ گئی۔ لڑکے کے ماں کو نیند سے جگانا مناسب نہ سمجھا اور پانی کا کٹورا ہاتھ میں لئے یوں ہی صبح تک کھڑا رہا کہ خدا جانے میری ماں کی آنکھ کھلی تو دیکھا کہ لڑکا پانی کا کٹورا ہاتھ میں لئے کھڑا ہے۔ ماں، بیٹے کی اس ادا سے بہت خوش ہوئی اور ہاتھ اٹھا کر دعا دینے لگی کہ خدا تجھے ولی بنا دے اور خدا تیری عمر میں برکت دے۔

کہتے ہیں کہ وہ اپنے زمانے کا بڑا ولی ہوا اور اس نے ایک سو برس کی کئی عمر پائی۔

سوالات :

1۔ ماں نے رات کے وقت بیٹے سے کیا مانگا ؟

2۔ بیٹا پانی کا کٹورا ہاتھ میں لئے کب تک کھڑا رہا ؟

3۔ ماں کی آنکھ کھلی کو اس نے خوش ہو کر بیٹے کو ..... دی۔ (دعا/گالی)

4۔ ولی کے معنی لکھئے۔

5۔ وہ بچہ اپنے زمانے کا بہت بڑا ولی بنا اور اس نے ایک ..... کی عمر پائی۔

اکائی 5

قواعد

جنس کے لحاظ سے اسم کی قسمیں



جنس کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہیں (1) مذکر (2) مؤنث

مذکر : وہ اسم ہے جو نر کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً

لڑکا اسکول جاتا ہے کمہار برتن بنا رہا ہے کتا بھونک رہا ہے

مؤنث : وہ اسم ہے جو مادہ کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً

لڑکی اسکول جاتی ہے کمہاری برتن بنا رہی ہے کتیا بھونک رہی ہے

مذکر سے مؤنث بنانے کے قاعدے

جاندار اسموں کی تذکیر و تانیث بنانے کے چند قاعدے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(1) اگر مذکر کے آخر میں الف یا ہ ہو تو اسے ی سے بدل دیا جاتا ہے۔

مثلاً

شہزادہ	شہزادی	مرغا	مرغی	لڑکا	لڑکی
بچھڑا	بچھڑی	دادا	دادی	بکرا	بکری
نانا	نانی	گدھا	گدھی	گھوڑا	گھوڑی

(2) اگر مذکر کے آخر میں ’’ ی ‘‘ ہو تو مؤنث بنانے کے لئے اسے ’’ ن ‘‘ سے بدل دیا جاتا ہے

مثلاً

مالی	مالن	بھنگی	بھنگن	دھوبی	دھوبن
موچی	موچن	جوگی	جوگن	درزی	درزن

(3) مذکر کے آخر میں ’’ ی ‘‘ ، ’’ نی ‘‘ اور ’’ انی ‘‘ بڑھانے سے بھی مؤنث بن جاتے ہیں

مثلاً کمہار کمہاری دیور دیورانی جیٹھ جیٹھانی

کبوتر کبوتری فقیر فقیرنی شیخ شیخانی

اونٹ اونٹنی سید سیدانی

مشق :

1۔ جنس کے لحاظ سے اسم کی کتنی قسمیں ہیں بیان کیجئے؟

2۔ مذکر اور مؤنث کسے کہتے ہیں، مثالوں کے ساتھ لکھئے؟

3۔ اگر مذکر الفاظ کے آخر میں الف ہو تو مؤنث الفاظ کس طرح بناتے ہیں؟

4۔ لڑکا مرغا دادا نانا بکرا ان مذکر الفاظ کو مؤنث میں تبدیل کیجئے؟

5۔ درجِ ذیل مذکر الفاظ کے آخر میں '' ن '' کا استعمال کرتے ہوئے مؤنث الفاظ بنایئے۔

موچی جوگی دھوبی درزی مالی

6۔ نیچے دئے گئے مؤنث الفاظ کو مذکر میں تبدیل کیجئے؟

کمہاری دیورانی کبوتری فقیرنی اونٹنی

7۔ درج ذیل فہرست میں سے مذکر اور مؤنث الگ کیجئے

سید شیخ سیدانی مرغا بکرا بکری مرغی بھنگی بھنگن

انمول موتیاں

- مصیبت کی جڑ کی بنیاد انسان کی گفتگو ہے۔
- زندگی ایک شمع کی مانند ہے، جو ہوا میں رکھی گئی ہو۔
- غرور سے آدمی کا دین ضائع ہو جاتا ہے۔
- مفلسی، انسان کو کفر کے قریب لے جاتی ہے۔
- جن لوگوں کے اخلاق اچھے ہوتے ہیں، وہ کبھی تنہا نہیں ہوتے۔
- فضول باتوں کو سننا نفسانی خواہشات کو اضافہ کرتا ہے۔
- اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارے عزت ہو تو پہلے تم دوسروں کی عزت کرنا سیکھو۔
- جو عقل مند جاہلوں سے لڑے، وہ عزت کی توقع نہ رکھے۔
- دنیا کی عزت مال اور آخرت کی عزت اعمال سے ہوتی ہے۔
- جو شخص اپنے باطن کو صحیح کر لے، اللہ اس کے ظاہر کو صحیح فرما دیتا ہے۔
- جو اللہ سے اپنا معاملہ صحیح کر لیتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے اور مخلوق کے درمیان کے معاملات کو صحیح کر دیتا ہے۔

اکائی 6

حصّہ نظم

نوالا

علی سردار جعفری



سیکھنے کے مقاصد

- مزدوروں کو ان کا حق دلانا اور ان کے بچوں کو آگے بڑھانا۔
- سرمایہ دارانہ نظام کا خاتمہ کرنا۔
- خود کی ترقی کے لئے دوسروں کو قربانی کا بکرا نہ بنانا۔

شاعر کا تعارف

نام علی سردار جعفری۔ پیدائش 1913ء، وفات 2000ء ۔علی سردار جعفری ترقی پسند تحریک کے بڑے شاعر اور ادیب تھے۔آپ اردو کے ایک اہم نقاد ہیں۔ ’’ نیا ادب ‘‘ ، ’’ گفتگو ‘‘ کے بہت عرصہ تک مدیر رہے۔ جعفری نے غزلوں اور نظموں کے علاوہ فلمی گیت بھی لکھے ہیں۔آپ کو کئی انعامات واعزازات سے نوازا گیا۔جن میں ادب کا سب سے بڑا اعزز گیان پیٹھ ایوارڈ شامل ہے۔

ماں ہے ریشم کے کارخانے میں
باپ مصروف سوتی مل میں ہے
کوکھ سے ماں کی جب سے نکلا ہے
بچہ کھولی کے کالے دل میں ہے
جب یہاں سے نکل کے جائے گا
کارخانوں کے کام آئے گا
اپنے مجبور پیٹ کی خاطر
بھوک سرمائے کی بڑھائے گا
ہاتھ سونے کے پھول اگلیں گے
جسم چاندی کا دھن لٹائے گا
کھڑکیاں ہوں گی بینک کی روشن
خون اس کا دئے جلائے گا
یہ جو ننھا ہے بھولا بھالا ہے
صرف سرمائے کا نوالا ہے

پوچھتی ہے یاں اس کی خاموشی
کوئی مجھ کو بچانے والا ہے؟

حاصلِ کلام

پیٹ بھرنا انسان کی پہلی ضرورت ہے۔غریب مزدور پیٹ کی خاطر اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کو بھی کام پر لگا دیتا ہے۔ کارخانے کا مالک اس کی محنت سے دولت کما کر عیش وعشرت کی زندگی کرتا ہے لیکن وہ مزدور اور اس کا بچہ جہاں تھا وہیں رہتا ہے۔شاعر پوچھتا ہے کہ اے سرمایہ دارو! کیا اس بچہ کی فلاح و بہبودی اور اسے آگے بڑھانے کا تمہارا پاس کوئی پروگرام ہے؟

ماں ریشم کے کارخانے میں کام کرتی ہے۔ باپ کپڑوں کے کارخانے میں کام میں مصروف ہے۔ ماں کی پیٹ سے بچہ جب سے باہر آیا ہے تنگ وتاریک مکان میں گزار رہا ہے اور جب بڑا ہو کر باہر جائے گا تو کسی کارخانے کے وہ بھی کام آجائے گا۔اپنے مجبور پیٹ کی خاطر وہ کام کرے گا اور ادھر عین دوپہر کے وقت وہ سرمایہ دار کی بھوک بڑھائے گا۔اس بچہ مزدور کے سونے کے ہاتھ سونے کے پھول اگلیں گے اور اس کا چاندی جیسا خوب صورت بدن سرمایہ دار کے لئے اپنا دھن لٹائے گا۔ بینک کی کھڑکیاں روشن ہوں گی۔اس بچہ مزدور کے خون سے چراغ جلیں گے۔ یہ بھولا بھالا ننھا سا مکھڑا اصل میں خونیں سرمایہ کا نوالہ ہے۔وہ بچہ محنت کرتا ہے اور بالکل انجام سے بے خبر خاموش ہے اور خاموشی کی زبان سے پوچھتا ہے کہ ان خونخوار سرمایہ داروں کے چنگل سے مجھے کون بچانے والا ہے؟

کیا تم جانتے ہو؟

شاعر نے بچہ کو '' نوالا '' کیوں کہا؟

شاعر نے بچہ کو '' نوالا '' اس لئے کہا کہ وہ بچہ جس کے ماں باپ دونوں سرمایہ دار طبقہ کے کارخانوں میں کام کرتے ہیں۔ پیٹ کی خاطر اپنا خون پسینہ ایک کر کے اسے پال رہے ہیں۔ان کا بچہ اب آگے نہیں بڑھے گا اور اسے وہ غلام ہی بنا کر رکھے گا تا کہ وہ بڑا ہو کر انہیں کے پاس کام کرنے کے لئے آئے۔اس لئے اس بچہ کو شاعر نے سرمایہ دار کے منہ کے پاس پہنچا ہوا نوالا کہا۔ جو واپس برتن میں آنے والا نہیں ہے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

سوت	:	تاگا، دھاگا	سوتی مل	:	کپڑوں کا کارخانہ
کوکھ	:	پیٹ	کھولی	:	تنگ وتاریک مکان
دیا	:	چراغ	روشن	:	چمک دار
ننھا	:	چھوٹا	سرمایہ دار	:	مالک
خونیں سرمایہ	:	خون سے بھرا ہوا مال ومتاع	دھن	:	دولت

II واحد جمع لکھ کر یاد کیجئے:

کارخانہ	+	کارخانے	مل	+	ملیں
سرمایہ	+	سرمایے	جسم	+	اجسام
کھڑکی	+	کھڑکیاں	دیا	+	دئے
ننھا	+	ننھے	نوالا	+	نوالے
خاموشی	+	خاموشیاں			

III اضداد لکھ کر یاد کیجئے:

مصروف	×	بےکار	بھوک	×	سیرابی
پھول	×	کانٹا	بڑھنا	×	گھٹنا
ننھا	×	بڑا	بھولا	×	ہوشیار

IV مصرعے مکمل کیجئے:

(1) کھڑکیاں ہوں گی .....

.... دئے جلائے گا

(2) یہ جو ننھا ہے .....

..... نوالا ہے

(3) ..... یا اس کی خاموشی

کوئی مجھ کو ..... ؟

V جوڑ لگائیے:

ماں ہے ریشم کے کارخانے میں	بھوک سرمائے کی بڑھائے گا
کوکھ سے ماں کی جب سے نکلا ہے	کارخانوں کے کام آئے گا
جب یہاں سے نکل کے جائے گا	بچہ کھولی کے کالے دل میں ہے
اپنے مجبور پیٹ کی خاطر	باپ مصروف سوتی مل میں ہے

VI درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھئے:

(1) بچہ پیدا ہوتے ہی کہاں پہنچتا ہے؟

(2) بچہ تھوڑا بڑا ہونے پر کہاں جاتا ہے؟

(3) بچے کی محنت کیسے رنگ لاتی ہے؟

VII تفصیلی جواب لکھئے:

(1) ''نوالا'' اس نظم کا مرکزی خیال واضح کیجئے؟

(2) نظم کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے؟

عملی سرگرمی:

ان جملوں کی وضاحت کیجئے۔

(1) جسم چاندی کا دھن لٹائے گا

(2) خونین سرمائے کا نوالا ہے

(3) بچہ کھولی کے کالے دل میں ہے

(4) پوچھتی ہے یاں اس کی خاموشی۔کوئی مجھ کو بچانے والا ہے۔

کیا تم جانتے ہو؟

علامہ اقبالؔ

شیخ محمد اقبال 9/نومبر 1877ء کو سیال کوٹ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام شیخ نور محمد تھا۔ محمد اقبال اس زمانے میں پیدا ہوئے، جس وقت مسلمان انگریزی تعلیم حاصل کرنے کے سخت مخالف تھے۔ لیکن نور محمد نے اپنے دونوں بیٹوں کو انگریزی تعلیم بھی دلائی۔ اقبال کے استاد مولوی میر حسن تھے۔ مولوی میر حسن نے اپنے شاگرد کو فارسی کے بڑے شاعروں کا کلام پڑھایا۔ کم عمری ہی سے اقبال نے شعر کہنا شروع کر دیا تھا۔ مولوی میر حسن نے اقبال کی خوب حوصلہ افزائی کی۔اس زمانے میں ہندوستان میں اردو کے مشہور و معروف شاعر داغ دہلوی تھے۔ اقبال نے شروع میں داغؔ سے اپنے کلام کی اصلاح کروائی۔ داغ نے اقبال جیسے کم عمر شاعر کی خوب ہمت بڑھائی۔ لاہور کالج میں اقبال پروفیسر ارنالڈ کے شاگرد تھے۔ پروفیسر ارنالڈ لندن یونیورسٹی میں عربی کے استاد بھی تھے۔ اسی زمانے میں اقبال نے اپنی مشہور قومی نظمیں ہمالہ اور ہندوستان ہمارا لکھیں۔ دوسری نظم تو گویا سب کا پسندیدہ ترانہ بن گیا۔ اس نظم نے لوگوں کے دلوں آزادی کی لگن پیدا کر دی۔ علامہ اقبال کی اردو شاعری کے مجموعے بانگِ درا ، بال جبرئیل، ضربِ کلیم کے نام سے شائع ہو چکے ہیں۔ اسرار خودی، رموز بے خودی اور جاوید نامہ ان کی فارسی شاعری کی کتابیں ہیں، جن کا ترجمہ دنیا کی کئی زبانوں میں ہو چکا ہے۔ اقبال نے انگریزی میں بھی کئی مضامین لکھے۔ 21/فروری 1938ء کو لاہور میں اردو کے اس عظیم سپوت کا انتقال ہوا۔

اکائی 6

حصّۂ نثر

وطن کے رنگ برنگے پھول

ماخوذ

پھول قدرت کا ایک حسین، دلکش اور رنگین شاہکار ہے۔ پھول ایسی چیز ہے جس کو دیکھتے ہی خوشی کا احساس ہوتا ہے اور دل و دماغ پر ایک عجیب کیفیت چھا جاتی ہے۔ پھول ہمارے دل کو تازگی بخشتے ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ پھول انسانی زندگی کا ایک اٹوٹ حصہ ہیں۔ عموماً خوبصورت چہرے کو پھول ہی سے تشبیہ دی جاتی ہے۔ انسانی زندگی میں پھولوں کی بڑی اہمیت ہے، عیدوں اور تہواروں میں پھول کا استعمال کثرت سے ہوتا ہے۔ شادی بیاہ کا تو پھولوں کے بغیر تصور بھی محال ہے۔ شادی بیاہ کے موقعوں پر پھولوں کی سجاوٹ پر لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں۔ جلسے جلوس میں آرائش کے لئے پھولوں کا بے انتہا استعمال ہوتا ہے۔

گل پوشی ہمارے تمدن کا ایک حصہ بن گئی ہے۔ غرض انسانی زندگی میں پھول کافی اہمیت رکھتے ہیں۔ پھول ماحول کو خوب صورت بناتے ہیں اور چمن کو رعنائی بخشتے ہیں۔

پھول نہ صرف خوب صورتی اور دلکشی عطا کرتے ہیں بلکہ اپنی خوشبو سے ماحول کو معطر بھی کرتے ہیں۔ پھولوں کے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔ اکثر پھول ہی سے پھل بنتے ہیں۔ پھول مختلف مدارج سے گذر کر کبھی پھل اور کبھی بیج بن جاتے ہیں اور وہ اناج کے طور پر غذا میں استعمال ہوتے ہیں۔ پھول کئی طرح کے ہوتے ہیں۔ ایک خوشبودار اور دوسرے بغیر خوشبو کے اور کچھ بے حد خوب صورت اور رنگین۔ خوشبودار پھولوں میں گلاب، چمپا، موگرا، چمبیلی، گل شبو، رات کی رانی، مدن مست وغیرہ ہیں۔ کم خوشبو والے چند پھول ہیں: سورج مکھی، کنول، جاسوت، گل ہزارہ، سدا سہاگن، گیندا، للّی اور گل چینی وغیرہ۔



گلاب:

یہ پھولوں کا راجا ہے۔ اس کا وطن شمالی ایران ہے۔ یہ خوشبودار بھی ہوتا ہے اور بغیر خوشبو والا بھی۔ کہتے ہیں کہ اس پھول کو مغل بادشاہ بابر نے ہندوستان میں لایا تھا۔ اس کا عطر ملکہ نور جہاں نے کشید کیا تھا۔ یہ پھول ساری دنیا میں مشہور ہے۔ اس پھول کو امن اور دوستی کی علامت مانا جاتا ہے۔ اس لئے بیرونی ممالک سے آنے والے مہمانوں کو بطورِ خاص تحفہ دیا جاتا ہے۔ یہ کئی رنگ کا ہوتا ہے۔ گلاب کے پھولوں پتیوں سے گل قند تیار کیا جاتا ہے جو نہایت لذیذ اور صحت بخش ہوتا ہے۔

موگرا:



موگرا کی بھی کئی قسمیں ہوتی ہیں۔ ''بٹ موگرا'' بھی اسی کی ایک قسم ہے۔ یہ ایک عمدہ قسم کا پھول ہے ۔ یہ سفید رنگ کا ہوتا ہے۔ شادی بیاہ کے موقعوں پر اس کی بہت مانگ ہوتی ہے۔اور یہ نہایت خوشبودار ہوتا ہے۔ اس کا عطر بھی کشید کیا جاتا ہے، جس کو '' کچی کلی '' کہتے ہیں۔

چنبیلی:



چنبیلی کو یاسمین بھی کہتے ہیں ۔ یہ ایک خوشبودار پھول ہے ۔سفید رنگ کا ہوتا ہے ۔ ہندوستان میں پایا جاتا ہے ۔اس کے عطر سے صابن اور شیمپو بناتے ہیں ۔ یاسمین کی چائے مقبول عام ہے۔اس پھول کے رس سے پیٹ کے کیڑوں کو مارنے والی دوائیاں اور کینسر جیسے موذی مرض کی دوا بھی تیار کی جاتی ہے۔امریکہ میں اس پھول سے دنیا کا سب سے قیمتی عطر ''جوائے '' تیار کیا جاتا ہے۔

گل شبو:



یہ سفید رنگ کا ہوتا ہے۔نہایت خوشبودار پھول ہے ۔اس کی خوشبو دیرپا ہوتی ہے۔اس کو ہندی زبان میں '' رجنی گندھا '' کہتے ہیں ۔گل شبو سے ہار اور گلدستے بنائے جاتے ہیں ۔عطریات بنانے کے لئے ساری دنیا میں یہ پھول استعمال ہوتا ہے۔

چمپا:



یہ پھول انڈونیشیا سے ہندوستان آیا ہے۔ یہ سفید اور زردی مائل نارنجی رنگ کا ہوتا ہے ۔ یہ ہندوستان کے تمدن کا ایک حصہ ہے ۔ اس کو مذہبی تہواروں میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ نہایت خوشبودار ہوتا ہے ۔اس کی خوشبو تقریباً سو فیٹ کی دوری سے محسوس کی جاسکتی ہے۔

گیندا :



یہ کم خوشبو والا پھول ہے ۔ یہ پھول سارے ہندوستان میں اگایا جاتا ہے۔ یہ زرد اور نارنجی رنگ کا ہوتا ہے۔اس کو مختلف قسم کی دوائیاں بنانے میں استعمال کیا جاتا ہے۔اس کو مذہبی تہواروں میں استعمال کیا جاتا ہے۔غذائی اشیاء اور کپڑوں کو رنگنے میں بھی استعمال ہوتا ہے۔

جاسوت:



یہ نہایت دلکش پھول ہے۔اس کے مختلف رنگ ہوتے ہیں۔ یہ کم خوشبو والا پھول ہے۔اس پھول سے مختلف قسم کی چائے تیار کی جاتی ہے۔الگ الگ ملکوں میں اس چائے کے مختلف نام ہیں۔ ہندوستان میں اس کو '' گدھل '' کہتے ہیں۔ ادویات میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے۔اس کا استعمال فشارخون کو کم کرتا ہے۔ اور یہ گردے کی پتھری نکالنے میں بھی فائدہ مند ہے۔

کنول:



یہ ہندوستان کا قومی پھول ہے۔ یہ گلابی، سفید اور نیلی رنگت کا ہوتا ہے۔ یہ کم خوشبو والا ہے، عام طور پر یہ تالابوں اور ٹھہرے ہوئے پانی میں پیدا ہوتا ہے، یہ دن میں کھلتا اور رات میں بند ہو جاتا ہے۔

سورج مکھی:



یہ پھول وسطی امریکہ سے ہندوستان لایا گیا ہے۔ یہ زرد اور نارنجی رنگ کا ہوتا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہے کہ جدھر سورج ہوتا ہے اسی رخ پر کھلتا ہے۔اس لئے اس کو سورج مکھی کہتے ہیں۔ یہ کم خوشبو والا پھول ہے۔تجارتی پھولوں میں یہ بہت مشہور ہے۔اس کے بیجوں سے تیل نکالا جاتا ہے۔جو '' سن فلور آئل '' کے نام سے مشہور ہے۔ یہ تیل صحت کے لئے نہایت مفید سمجھا جاتا ہے۔تیل نکالنے کے لئے اس کی اعلیٰ پیمانے پر کاشت کی جاتی ہے۔اس پھول کی پتیاں اکثر جانوروں کو کھلائی جاتی ہیں۔

ان پھولوں کے علاوہ ''رات کی رانی '' نامی پھول بھی ہے جو صرف راتوں میں کھلتا ہے۔اور اس کی بھینی بھینی خوشبو دور تک پھیل جاتی ہے۔ایک اور پھول '' مدن مست '' ہے۔ یہ زرد مائل سبز ہوتا ہے۔اس پھول کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ بیک وقت مختلف خوشبو دیتا ہے۔ایک اور پھول '' گل عباس '' ہے جو بغیر خوشبو والا ہے، یہ گلابی، سفید، زرد اور نیلے رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ سال بھر دستیاب ہوتا ہے۔





پھولوں کے تصور، خوب صورتی، خوشبو، رنگوں اور فوائد سے انسان کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

فرحت	:	مسرت	آرائش	:	بناؤ، سنگھار۔ زیب و زینت
اٹوٹ	:	نہ ٹوٹنے والا	کاشت کاری	:	زراعت
گلپوشی	:	پھول پہنانا	عطر کشید کرنا	:	پھول سے عطر بنانا
بیرونی ممالک	:	باہر کے ممالک	تحفتاً	:	تحفے کے طور پر
اقامت گاہ	:	ٹھہرنے کی جگہ	موذی	:	تکلیف دینے والا
دیرپا	:	دیر تک رہنے والا	تہواروں	:	عید اور جشن
فشارِ خون	:	بلڈ پریشر (خون کا دباؤ)	تشبیہ دینا	:	مثال دینا

II واحد جمع لکھ کر یاد کیجئے:

غذا	+	غذائیں	ملک	+	ممالک
قسم	+	اقسام	پتی	+	پتیاں
عطر	+	عطور	دوائی	+	دوائیاں
مرض	+	امراض	تہوار	+	تہواروں
بیج	+	بیجوں	جلسہ	+	اجلاس

III اضداد لکھ کر یاد کیجئے:

خوشبو	×	بدبو	مفید	×	مضر
مقبول	×	غیر مقبول	موذی	×	غیر موذی

IV مناسب الفاظ سے جملے مکمل کیجئے:

(1) پھول ہمارے دل کو ..... بخشتے ہیں۔

(2) پھول انسانی زندگی کا ..... حصہ ہیں۔

(3) ..... کا تو پھولوں کے بغیر تصور بھی محال ہے۔

(4) پھول ہی سے ..... بنتے ہیں۔

(5) ..... پھولوں کا راجہ ہے۔

(6) چنبیلی کو .....بھی کہتے ہیں۔

(7) سورج مکھی ..... سے ہندوستان لایا گیا ہے۔

V جوڑ لگایئے:

الف		ب
گلاب	-	بٹ موگرا بھی اسی کی ایک قسم ہے
چمپا	-	دنیا کا سب سے قیمتی عطر ''جوائے''
چنبیلی	-	فشارخون کو کم کرتا ہے
جاسوت	-	پھولوں کا راجہ کہلاتا ہے
موگرا	-	انڈونیشیا سے ہندوستان آیا۔

VI مختصر جوابات لکھئے:



(1) کس کے نام سے دل ودماغ کو فرحت محسوس ہوتی ہے؟

(2) پھول کس کی نشانی ہے؟

(3) شادی بیاہ میں کس چیز پر لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں؟

(4) کون سے پھول کے استعمال سے فشارخون میں کمی واقع ہوتی ہے؟

(5) چند خوشبودار پھولوں کے نام گنایئے؟

VI تفصیلی جوابات لکھئے:

(1) گلاب کے بارے میں چند جملے لکھئے؟

(2) موگرا پھول کے فوائد بتایئے؟

(3) چنبیلی کے پھولوں سے کیا تیار کیا جاتا ہے؟

(4) گل شبو کے دوسرے نام بتاتے ہوئے ان کے طریقہ استعمال بھی بتایئے؟



(5) سورج مکھی کی خصوصیات بتاتے ہوئے اس کے فوائد بتایئے؟

عملی سرگرمی

(الف) اپنے ماحول میں پائے جانے والے مزید پھولوں کے نام، اور ان کی خصوصیات پر معلومات جمع کریں۔

اکائی 6

حصّۂ غـــزل

غزل

پی۔ یس۔ عبدالباری مخلص



سیکھنے کے مقاصد

- غزل کی معنویت سے واقف کرانا۔
- دنیا کی ناپائیداری اور آخرت کی زندگی کی ہمیشگی کو ذہن نشین کرانا۔
- اپنی عقل و دانش مندی پر فخر نہ کرنا بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گذاری کرتے ہوئے عاجزی اختیار کرنا۔
- دنیا میں رہ کر خدا کے بندوں کی اس طرح خدمت کرنا کہ لوگوں میں نیک نام باقی رہے اور خدا بھی راضی ہو جائے۔

شاعر کا تعارف

نام پی ایس عبدالباری، پیدائش 1938ء، شاعری کے ساتھ ساتھ نثر نگاری پر بھی مکمل قدرت حاصل ہے، خدمتِ خلق کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے اردو سے والہانہ محبت اور عقیدت رکھتے ہیں، ماہنامہ ''نشانِ منزل'' اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے جو آپ مسلسل بائیس برس سے ہر ماہ شائع کر کے مفت تقسیم کرتے ہیں۔ کئی ایوارڈس آپ حاصل کر چکے ہیں۔

موت اور زندگی پہ کسے اختیار ہے
کب یہ جہاں کسی کے لئے سازگار ہے

تیری بساط کیا ہے یوں اترانا چھوڑ دے
مانا کہ اپنے شہر میں تو مالدار ہے

یہ تیری عقل، تیری زباں، تیری ہے کہاں
اس کا کرم ہے، یہ بھی جو تو ہوشیار ہے

دنیا کی زندگی ہو کہ عقبیٰ کی زندگی
خالق وہی ہے سب کا، جو پروردگار ہے

ایسا پیام چھوڑ کے جا، اس جہاں سے
سب بول اٹھیں کہ کام ترا شاندار ہے

خوفِ خدا سے آنکھ جو پُر نم ہوئی تری
یہ جان لے کہ آگے تیرا بیڑا پار ہے

کرتا ہے وہ خلوص سے خدمت ہر ایک کی
مخلص بھی آپ ہی کی طرح خاکسار ہے

اس غزل کو زبانی یاد کیجئے

حاصلِ کلام

شاعر مخلصؔ اس غزل میں کہتے ہیں کہ موت اور زندگی پر انسان کا کچھ اختیار نہیں ہے اور یہ دنیا کی مختصر زندگی یکساں طور پر سازگار نہیں ہوتی۔ حالات اچھے اور برے آتے رہتے ہیں۔ شاعر کہتے ہیں کہ اے فخر و غرور کرنے والے شخص اپنی مالداری پر فخر نہ کر۔ یہ کام آنے والی چیز نہیں ہے۔ تجھے اپنی عقل، بولنے کی قوت وغیرہ پر ناز نہیں کرنا چاہئے۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی نعمتیں ہیں۔

یہ بات جان لینا چاہئے کہ دنیا و آخرت سب کے خالق و مالک اکیلے اللہ تعالیٰ ہیں اور وہی سب کے پالنے والے ہیں۔ اے انسان ، دنیا میں رہ کر ایسے عمل کر کہ تیرے جانے کے بعد بھی تیرا نام زندہ رہے۔ خوفِ خدا سے رونے والی آنکھ جہنم میں نہیں جاسکتی۔ تقوٰی اور خوفِ خدا رکھنے والے شخص کو آخرت میں ضرور کامیابی ملے گی۔

مقطع میں شاعر اپنی عاجزی کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مخلصؔ آپ ہی کی طرح ایک عاجز انسان ہے جس کا شیوہ ہر ایک کی پُرخلوص خدمت کرنا ہے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

سازگار	:	موافق	بساط	:	حیثیت، وسعت، مقدور
اترانا	:	گھمنڈ کرنا، فخر و غرور کرنا	ہوشیار	:	، بیدار، چالاک
عقبیٰ	:	آخرت	خالق	:	پیدا کرنے والا خدا
پروردگار	:	پالنے والا، رب	پیام	:	پیغام
شاندار	:	عالی شان، بلند	آنکھ کا پرنم ہونا	:	آنکھ کا تر ہونا، جذبات میں آنا
خاکسار	:	عاجز	کرم	:	مہربانی

II اضداد لکھئے:

موت	×	زندگی	سازگار	×	ناسازگار
مال دار	×	غریب	ہوشیار	×	بے وقوف
دنیا	×	عقبیٰ۔ آخرت	خالق	×	مخلوق

III واحد جمع لکھ کر یاد کیجئے

اختیار	+	اختیارات	عقل	+	عقلیں
زندگی	+	زندگیاں	آنکھ	+	آنکھیں
خدمت	+	خدمات			

IV بحوالۂ متن تشریح کیجئے:

(الف) ایسا پیام چھوڑ کے جا، اس جہاں سے
سب بول اٹھیں کہ کام ترا شاندار ہے

(ب) خوفِ خدا سے آنکھ جو پُرنم ہوئی تری
یہ جان لے کہ آگے تیرا بیڑا پار ہے

V مصرعہ مکمل کیجئے:

(1) موت اور زندگی پہ ..... کسی کے لئے سازگار ہے

(2) ..... یوں اترانا چھوڑ دے
مانا کہ اپنے شہر میں .....

VI مناسب ترین جواب منتخب کیجئے:

(1) یہ تیری.....، تیری زبان، تیری ہے کہاں
(الف) عقل (ب) ناک (ج) آنکھ

(2) اس کا .....ہے، یہ بھی جو تو ہوشیار ہے
(الف) فضل (ب) کرم (ج) مہربانی

(3) .....کی زندگی ہو کہ عقبیٰ کی زندگی
(الف) آخرت (ب) محشر (ج) دنیا

(4) خالق وہی ہے سب کا، جو .....ہے
(الف) رب (ب) پروردگار (ج) اللہ

VII مختصر جوابات لکھئے:

(1) کیا موت اور زندگی پر کسی کو اختیار ہے؟

(2) عقل و شعور، زبان دانی، ہوشیاری وغیرہ یہ سب کس کی دی ہوئی نعمتیں ہیں؟

(3) دنیا و آخرت کے خالق و مالک کون ہیں؟

(4) دنیا کی زندگی کیسے گزارنا چاہئے؟

(5) آخرت کی کامیابی کے لئے کس بات کی ضرورت ہے؟

(6) آخری شعر میں شاعر مخلص کیا پیغام دینا چاہتے ہیں؟

کیا تم جانتے ہو؟

اس غزل کے دو شعروں میں صنعت تضاد پائی جاتی ہے۔

موت اور زندگی پہ کسے اختیار ہے
کب یہ جہاں کسی کے لئے سازگار ہے
اس شعر میں موت اور زندگی ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

دنیا کی زندگی ہو کہ عقبیٰ کی زندگی
خالق وہی ہے سب کا، جو پروردگار ہے
اس شعر میں دنیا اور عقبیٰ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

عملی سرگرمی:

شاعر بڑے اردو کے بڑے خدمت گذار ہیں، استاد کی مدد سے اس موضوع پر چند جملے لکھئے۔

اکائی 6

سرسری مطالعہ

کہیں آہ نہ لگ جائے

تلخیص: سید محمود۔ پرنام بٹ

ہمایون ایک غریب ماں باپ کا بیٹا تھا، جب بھی وہ ہوائی جہاز کو آسمان پر اڑتا ہوا دیکھتا اسے خواہش ہوتی کہ وہ بھی ایک پائلٹ ہوتا اور اسی طرح جہاز اڑاتے پھرتا، وہ ایک ذہین اور ہونہار طالب علم تھا اس کی دلچسپی، شوق، حوصلہ اور لگن کو دیکھ کر اس کے ماں باپ نے بھی اس کا ساتھ دینے کا ارادہ کرلیا۔

ہمایون کے والد ایک کار ڈرائیور تھے، وہ اپنے علاقہ کے ایک مالدار شخص کے ہاں نوکری کرتے تھے، مگر ان کا مالک نہایت بد دماغ، تنگ نظر اور کنجوس تھا۔ تنخواہ بڑھانے کا نام کبھی نہ لیتا اور نہ ہی وقت پر دیتا، جب سے یہ پتہ چلا کہ ان کا لڑکا ہمایون بھی اسی مہنگے اسکول کا طالبِ علم ہے جہاں اس کا بیٹا تعلیم حاصل کر رہا ہے اور وہ بہت ہی ذہین اور پوری کلاس میں فرسٹ آتا ہے، اس وقت سے اس کا برتاؤ ہمایون کے والد سے ٹھیک نہیں چل رہا تھا۔ وہ کبھی یہ برداشت نہیں کرسکتا تھا کہ ایک ادنیٰ ملازم کا بیٹا اس اسکول میں پڑھے جہاں اس کا بیٹا پڑھتا ہو۔

بار بار یہی کہتا کہ دوسروں کی دیکھا دیکھی اتنے مہنگے اسکول میں بچہ کو پڑھانے کی کیا ضرورت، لیکن ہمایون کے والد ارادے کے پکے تھے وہ اپنے مقصد میں کامیابی کے لئے روکھا سوکھا کھا کر اس کی فیس ادا کرتے تھے۔

مالک کی گندی ذہنیت سے عاجز آکر ہمایون کے ابو نے اس کی نوکری چھوڑ دینے کی ٹھان لی مگر ان کا مالک انہیں اتنی آسانی سے کیسے جانے دیتا، وہ جانتا تھا کہ ایسا محنتی اور وقت کا پابند ڈرائیور اسے کہاں سے ملے گا؟ اس نے نہ صرف بحث وتکرار کرنی شروع کی بلکہ ان پر الزام بھی لگانے لگا۔

مہینہ کی آخری تاریخ تھی، صبح سویرے وہ چارپائی پر لیٹے اسی فکر میں ڈوبے ہوئے تھے کہ اخراجات کس طریقہ سے مکمل ہوں گے اور ان کے بچہ کا کیا ہوگا۔ اچانک دیکھتے ہیں کہ ہمایون ان کے سرہانے آبیٹھا، اچانک آسمان پر ایک طیارہ کی آواز سنائی دیتی ہے اور تھوڑی ہی دیر میں یہ جہاز سفید بادلوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کا سینہ چیرتے ہوئے غائب ہوجاتا ہے۔ ہمایون کی دلی کیفیت اور بے پناہ حسرت کو دیکھ کر اس کے ابو کا دل جھوم اٹھا اور وہ ملازمت کا ارادہ ترک کرکے کسی اچھی جگہ ڈیوٹی پر جانے کی ٹھان لیتے ہیں تاکہ ہمایون کی تعلیم جاری رہے اور وہ خوب ترقی کرے۔

اسی خواب وخیال میں وقت گذرتا گیا اور وہ اپنے فرائض انجام دینے کے لئے مالک کے گھر روانہ ہوگئے، مالک کا لڑکا انہیں کے انتظار میں بیٹھا ہوا تھا تا کہ وہ بینک جا کر اپنا کام نمٹائے۔

بینک کا کام پورا ہونے کے بعد ایک ایسی جگہ دونوں نکل پڑتے ہیں جہاں درمیان میں ایک سنسان جنگل آپڑتا ہے، اچانک دونوں کی نگاہ پڑتی ہے کہ چار موٹر سائیکل سوار ان کی کار کا پیچھا کرتے ہوئے کار کو روک لیتے ہیں اور کار میں بیٹھے ہوئے مالک کے بیٹے سے روپیوں بھرا بریف کیس چھیننے لگتے ہیں۔مزاحمت کرنے پر ان رہزنوں نے سر پر گولی ماردی اور بریف کیس لے کر بھاگ گئے۔

یہ ناگہانی حادثہ ایسا آناً فاناً پیش آیا کہ ہمایون کے ابو کو کچھ سوچنے کا موقع تک نہ ملا، پھر بھی انہوں نے دانش مندی سے کام لیتے ہوئے فوراً کار کا رخ اسپتال کی طرف موڑ دیا۔مگر ڈاکٹروں نے معاینہ کر کے اسے مردہ قرار دے دیا۔ ہمایون کے والد کے پیروں تلے سے زمین کھسک گئی۔ اُدھر مالک کا اپنے بیٹے کی موت کے صدمہ سے برا حال تھا۔اس نے ہمایون کے ابو کی برسوں کی وفاداری اور ایمانداری کو بالائے طاق رکھ کر محض شک کی بنیاد پر دولت اور رشوت کے زور پر انہیں جیل بھیج دیا۔

ہمایون کے ابو جیل کی سلاخوں کے پیچھے زندگی گزارنے پر مجبور ہوگئے مگر وہ وہاں بھی اپنے بہترین اخلاق اور خوش مزاجی کا ثبوت دیتے رہے۔وہاں بھی وہ انسان تو انسان، پرندوں کی دیکھ بھال تک کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑتے تھے۔جس طرح گھر پر پنجرے میں پالے ہوئے پرندوں کو خود کھانا کھانے سے پہلے وہ دانے ڈالا کرتے تھے ویسا ہی معمول انہوں نے جیل میں بھی بنا رکھا۔ درختوں کی شاخوں پر مٹی کے پیالے باندھ کر لٹکا دیتے، صبح وشام ان میں پانی ڈالتے اور جیل میں جو کھانا ملتا اس کے تھوڑے ٹکڑے چڑیوں کو بھی کھلا دیا کرتے تھے۔ان کی یہ ادائیں جیل کے قیدیوں کو متاثر کر گئیں اور قید خانہ کا عملہ بھی ان کی اس خدمت اور مخلوقِ خدا سے محبت کے نتیجہ میں ہمدرد بن گیا۔

اسی طرح چند ماہ گزر گئے کہ ایک دن دوپہر کے وقت ہمایون کھانا کھانے کے لئے بیٹھا ہی تھا کہ اچانک ایک فقیر کی آواز آتی ہے۔ وہ فوراً اٹھتا ہے اور گھر میں موجود، دو سوکھی روٹیاں اور ٹھنڈا پانی فقیر کو دے آتا ہے۔فقیر مسکراتے ہوئے کھانے لگتا ہے کہ اچانک اس کی نظر پرندوں کے لٹکے ہوئے پنجرہ پر پڑتی ہے جہاں پرندے چوں چوں اور چیں چیں کی آواز سے آپس میں ایک دوسرے سے کچھ کہہ رہے ہیں۔

شاید فقیر نے ان کی بیکسی کو محسوس کر لیا اسی لئے تو اس نے ہمایون سے کہا کہ وہ ان پرندوں کو آزاد کر دے تا کہ وہ آزادی سے جہاں چاہیں رہ سکیں لیکن ہمایون ان سے بے پناہ محبت کرتا تھا اور حیلہ حوالہ کرتے ہوئے کہنے لگا کہ شاہ صاحب! ہم نے ان پرندوں کو قیمت دے کر خریدا ہے، یہ ہمارا دل بہلاتے ہیں اور ہم انہیں بھوکا بھی نہیں رکھتے۔فقیر نے جواب دیا بیٹا! جس طرح تم اپنے ابو کی رہائی چاہتے ہو اسی طرح یہ بھی اپنی آزادی چاہتے ہیں۔اللہ تمہارے ابو کا راستہ آسان کرے۔

اتنا سنتے ہی اس نے پنجرے کا دروازہ کھول دیا اور پورے پرندوں کو آزاد کر دیا اور پرندوں کی چہچہاہٹ اور شور مچانے کو دیکھ کر وہ خوشی سے پھولے نہ سمایا۔

اس واقعہ کو ہوئے چند دن بھی نہ گذرے تھے کہ ہمایون ایک دن دروازے پر کھڑا ہوا تھا۔خلافِ توقع اس کے ابو آتے ہوئے

دکھائی دئے ، پہلے تو اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا پھر جیسے ہی دوڑ کر وہ قریب گیا تو اپنے ابو سے چمٹ گیا۔ بات یہ تھی کہ اصل مجرم پکڑے گئے اور انہوں نے اپنا جرم قبول کرلیا۔ ہمایون کے ابو بے گناہ ثابت ہوئے اور انہیں باعزت بری کردیا گیا۔

خوشی سے ہمایون کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے ، اسے پھر ایک بار اپنی امید اور خواب پورے ہوتے نظر آنے لگے اور وہ اپنے والدین کی غریبی اور ان کے درد کو محسوس کرتے ہوئے تعلیم میں پہلے سے بھی زیادہ دل لگانا شروع کردیا۔ ادھر ان کے ابو بھی ایک بڑی کمپنی میں ملازم ہوکر کام کرنے لگ گئے ۔ زندگی کے شب و روز اچھی طرح کٹ رہے تھے ۔ اور وہ تعلیم کے مدارج طے کرتے ہوئے ایک بہت بڑا افسر بن گیا ، اور وہ کبھی بھی خدمتِ خلق کے جذبہ کو نہیں بھلا پایا۔ اس کی امید آخر کار رنگ لائی اور اس کے خواب مکمل ہوگئے ۔

ہمایون کے ابو کا مالک مظلوموں کی بد دعا اور اپنے بیٹے کی موت کے صدمہ سے ذہنی مریض بن کر پاگل خانہ میں اذیت ناک زندگی گزارنے پر مجبور ہوگیا۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

پرواز	:	اُڑان	فضا	:	ہوا
تکمیل	:	پورا ہونا	لگن	:	شوق۔دلچسپی
ہونہار	:	لائق وفائق	شہرت یافتہ	:	مشہور
ذہین	:	چالاک	برجستہ	:	بے ساختہ۔بروقت
ادنیٰ ملازم	:	معمولی نوکر	مکار	:	دھوکہ باز
عیار	:	مکار۔فریبی	اعتماد	:	بھروسہ
دل لرزنا	:	کانپنا	مزاحمت	:	روک۔ممانعت
سنسان	:	ویران۔خاموش	ناگہانی	:	اچانک
رہزن	:	لٹیرا۔ڈاکو	صدمہ	:	تکلیف
دانشمندی	:	عقلمندی	بری ہونا	:	بے گناہ ثابت ہوجانا
رہائی	:	چھٹکارا			

اس سبق میں موجود محاورے :

سانپ لوٹ جانا (محاورہ) : بہت زیادہ بے تاب ہونا

پیروں تلے زمین کھسکنا (محاورہ) : بہت زیادہ پریشان ہونا

خوشی سے پھولے نہ سمانا (محاورہ) : بہت ہی خوش ہونا

II مناسب ترین جواب منتخب کر کے لکھئے:

(1) ..... ایک ذہین اور ہونہار طالب علم تھا۔

(الف) ہمایون (ب) فرقان (ج) نعمان

(2) ہمایون سرہانے بیٹھے آسمان پر ایک .....کی آواز سنتا ہے۔

(الف) پرندے (ب) طیارہ (ج) بادل کی گرج

(3) چار موٹر سائیکل سواروں نے .....کا پیچھا کرتے ہوئے انہیں لوٹ لیا

(الف) موٹر سائیکل (ب) بس (ج) کار

(4) درختوں کی شاخوں پر ہمایون کے ابو جیل میں .....کے پیالے پرندوں کے لئے باندھ کر لٹکا دیتے تھے

(الف) مٹی (ب) اسٹیل (ج) پلاسٹک

(5) ہمایون نے پنجرے سے سارے ..... کو آزاد کر دیا

(الف) درندوں (ب) پرندوں (ج) جانوروں

III مختصر جوابات لکھ کر یاد کیجئے:



(1) ہمایون کو کون سی چیز متاثر کرتی تھی اور وہ کس فکر میں ڈوبا ہوا تھا؟

(2) ہمایون کس قسم کا طالب علم تھا؟

(3) ہمایون کے والد کہاں اور کیا کام کرتے تھے؟

(4) ہمایون کے والدین نے اپنے بچہ کی تعلیم کے لئے کس قسم کی قربانی دی؟

(5) ہمایون کے والد کو کس وجہ سے جیل جانا پڑا؟

(6) فقیر نے ہمایون سے کیا کہا؟

(7) ہمایون کی محنت کا کیا صلہ ملا؟

(8) ”کہیں آہ نہ لگ جائے“ اس کہانی سے ہمیں کیا نصیحت ملتی ہے؟

IV۔ تفصیلی سوال:

(1) کہیں آہ نہ لگ جائے، اس کہانی کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کیجئے۔

کام کی باتیں

- طالب علم کو علم سے محبت اور استاد کی عزت کے بغیر کچھ حاصل نہیں ہوتا۔
- ہر مشکل میں جوش سے نہیں ہوش سے کام لینا چاہئے۔
- تجربہ انسان کا بہترین معلم ہے اور زندگی کی ٹھوکریں اس کا ذریعہ تعلیم ہے۔

اکائی 6

قواعد

بے جان اسموں کی تذکیر و تانیث



جان دار اسموں کے علاوہ بے جان اسم بھی مذکر یا مؤنث ہوتے ہیں۔ بے جان اسموں کی تذکیر و تانیث کے لئے درج ذیل قاعدے یاد رکھنا چاہئے

(1) دریا نیزہ دانا آٹا ٹولہ پروانہ

اوپر دی گئی مثالوں کے آخر میں الف یا ہ ہے تو ایسے الفاظ اکثر مذکر بولے جاتے ہیں۔ آپ بطور قاعدہ اس طرح یاد رکھیں ۔

ایسے الفاظ جن کے آخر میں '' الف '' یا '' ہ '' ہو تو وہ عام طور پر مذکر بولے جاتے ہیں۔

(2) جمعہ ہفتہ اتوار پیر منگل جنوری فروری مارچ اپریل مئی

یہ دنوں اور مہینوں کے نام ہیں۔ یہ مذکر ہی ستعمال ہوتے ہیں۔ جمعرات ایک ایسا دن ہے جو مؤنث کے طور پر مستعمل ہے کیونکہ اس کے آخر میں '' ت '' موجود ہے۔

(3) درختوں کے نام:

آم پیپل جامن شیشم انار نیم امرود کیکر وغیرہ

کے درخت بھی عام طور پر مذکر ہی استعمال کئے جاتے ہیں۔

(4) پہاڑی روٹی لاٹھی جھاڑی لکڑی مٹی کاپی کھیتی

ان مثالوں پر غور کرنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ہر مثال کے آخر میں لفظ '' ی '' موجود ہے اور اس کو آپ مؤنث استعمال کریں گے۔ قواعد کی اصطلاح میں اس کا قاعدہ یہ ہوگا۔

جن الفاظ کے آخر میں '' ی '' ہو وہ عموماً مؤنث ہی بولے جاتے ہیں۔

(5) اسی طرح رات، رحمت، اجازت، چھت، موت، کہاوت، بات، لات، مات، عادت وغیرہ ہر لفظ کے آخر میں '' ت '' موجود ہے تو یہ بھی مؤنث ہوں گے۔ اس کا قاعدہ اس طرح ہوگا

جن الفاظ کے آخر میں '' ت '' ہو وہ مؤنث بولے جاتے ہیں۔

مشق :

(1) مذکر کسے کہتے ہیں؟

(2) جمعرات کیوں مؤنث کہلاتا ہے؟

(3) چند مذکر درختوں کے نام بتاؤ

(4) مؤنث کسے کہتے ہیں؟

(5) رات، چھت، موت کون سی جنس ہے؟

مضمون نویسی کا ایک نمونہ

'' جانوروں پر رحم وکرم '' اس عنوان پر ایک مضمون لکھئے:

جانوروں پر رحم وکرم

جانور بھی ہماری طرح اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہیں۔ جو جان رکھتے ہیں اور دکھ درد کا احساس بھی رکھتے ہیں۔ یہ ہماری خدمت کرتے اور ہماری غذا کے لئے دودھ اور گوشت فراہم کرتے ہیں۔اس لئے ہمیں تمام جانوروں کے ساتھ نرمی، محبت اور ہمدردی کا سلوک کرنا چاہئے۔ جو لڑکے خواہ مخواہ جانوروں کو ستاتے اور تکلیف دیتے ہیں وہ اچھے لڑکے کہلا نہیں سکتے اور ان کا شمار ظالموں اور بے رحموں میں ہوتا ہے۔

دنیا کے ہر مذہب میں جانوروں کے ساتھ نرمی اور بھلائی کا سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے اور خاص کر ہمارے مذہبِ اسلام میں تو اس کی بڑی ہی تاکید کی گئی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک عورت صرف اس لئے دوزخ میں ڈال دی گئی کہ اس نے ایک بلی کو بھوکا پیاسا باندھ رکھا تھا اور ایک شخص کو اس لئے جنت میں بھیج دیا گیا کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا۔اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ جانوروں کے ساتھ نرمی اور محبت کا سلوک کریں، کیوں کہ وہ بھی ہماری طرح جان رکھتے ہیں اور تکلیف کو محسوس کرتے ہیں۔ان کو ستانا اور تکلیف دینا بری بات ہے۔لیکن ایسے جانور جو انسان کو تکلیف پہنچاتے ہیں جیسے سانپ، بچھو وغیرہ ان کو ضرورت پر مار سکتے ہیں، ورنہ دوسرے تمام جانوروں کے ساتھ عام طور پر اچھا ہی سلوک کرنا چاہئے۔

ہم جن جانوروں کو اپنے گھروں میں پالتے اور ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں ان کو اچھی غذا دینی چاہئے۔ان کو پاک صاف، آرام دہ مقام پر رکھنا چاہئے، اور ان سے کام لینے میں نرمی اور ہمدردی کا خیال رکھنا چاہئے اور کام کے بعد ان کو آرام بھی دینا چاہئے۔ان کی طاقت سے زیادہ کام لینا، ان کو مارنا اور ستانا بہت بری بات ہے۔

جو لوگ جانوروں پر ظلم کرتے ہیں، وہ انسانوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک نہیں کر سکتے۔ وہ بڑے سخت دل اور ظالم بن جاتے ہیں اور اپنے ظلم وستم کی وجہ سے دوسروں کی نظر میں بھی برے اور ناپسندیدہ بن جاتے ہیں اور ان کی یہ بری عادت اور بے رحمی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھتی اور ترقی کرتے چلی جاتی ہے۔

اکائی 7

حصّہ نظم

میں ملک میں لکھ پڑھ کے بہت نام کروں گا

سیمابؔ اکبرآبادی



سیکھنے کے مقاصد

- محنت وکوشش سے جی نہ چرانا
- اپنے وطن سے محبت کا اظہار کرنا
- وطن کی ہمیشہ خدمت کرتے رہنا
- وطن کی ترقی کے لئے اسباب تلاش کرنا اور اسے روبہ عمل لانا

شاعر کا تعارف

عاشق حسین سیمابؔ آگرہ میں پیدا ہوئے۔ ایف اے تک بھی تعلیم مکمل نہ ہوئی تھی کہ والد کا انتقال ہوگیا۔ 1897ء میں تعلیم چھوڑنی پڑی۔ شاعری کا شوق فطری تھا۔ سیمابؔ امتحان کے پرچوں میں فارسی اشعار کا ترجمہ بلاتکلف اردو اشعار میں کر دیتے تھے۔ سیمابؔ داغ کے شاگرد تھے، ان کی شاعری بلند خیالات اور انسانی جذبات کی ترجمانی ہے۔ کانپور میں کچھ عرصہ تک ملازم رہے، بعد میں استعفیٰ دے کر آگرہ میں اپنا ادارہ ''قصرالادب'' قائم کیا۔ سینکڑوں نوجوان ان کے شاگرد ہوئے۔ سیمابؔ کے کلام کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ''کارِامروز''، ''حکیم عجم''، ''پیام فردا'' وغیرہ ان کے اہم مجموعے ہیں۔

میں ملک کی خدمت سحر و شام کروں گا
کاہل نہ بنوں گا نہ میں آرام کروں گا
جس کام میں بہبود ہو وہ کام کروں گا
ہر کام غرض قابلِ انعام کروں گا
میں ملک کی خدمت سحر و شام کروں گا

میں جانتا ہوں ملک کو کیا کیا ہے ضرورت
پھر کیوں نہ کروں گا میں بھلا ملک کی خدمت
مدت سے نہیں ہند میں مقبول تجارت
کوشش میں کروں گا کہ بڑھے صنعت وحرفت
میں ملک کی خدمت سحر و شام کروں گا

میں جانتا ہوں رنج سے مغلوب وطن ہے
پیارا ہے بہت اور بہت خوب وطن ہے
سو جان سے میرا مرغوب وطن ہے
خادم میں بنوں گا مجھے محبوب وطن ہے
میں ملک کی خدمت سحر و شام کروں گا

لاؤں گا بلندی پہ میں یوں اہلِ وطن کو
چھولیں گے کبھی ہاتھوں سے سورج کی کرن کو
دوں گا میں نئے پھول ہر ایک شاخِ سمن کو
فردوس بناؤں گا میں بھارت کے چمن کو
میں ملک کی خدمت سحر و شام کروں گا

حاصلِ کلام

شاعر سیمابؔ اپنی اس نظم میں ایک باشعور بچہ کے دل ودماغ میں پیدا ہونے والے نیک اور پاکیزہ ارادوں کو اشعار کا جامہ پہناتے ہوئے کہتا ہے کہ وہ دن رات ملک کی خدمت کرنے کے لئے پڑھ لکھ کر نام پیدا کرنا چاہتا ہے، کاہلی وسستی، آرام وراحت کو چھوڑ کر فلاح و بہبود کے ایسے کام کرنا چاہتا ہے جو انعام کے لائق ہوں۔

ملک کی ضرورت اور اسے ترقی کی راہ پر لانے کے لئے، یہاں کی تجارت کو پسندیدہ اور صنعت وحرفت کو آگے بڑھانے کے لئے شاعر دن رات کوشش کرنے کا عزم کرتا ہے۔

شاعر کے نزدیک اس کا وطن، پیارا اور بہت پسندیدہ ہے اس لئے وہ اپنے وطن کا خادم بننا چاہتا ہے، اسے بلندی کی منزلوں پر پہنچانے کے لئے سورج کی کرنوں تک کو چھو لینا چاہتا ہے، ملک کے ہر چنبیلی کی ڈالیوں پر تازہ پھول اور یہاں کے ہر چمن کو جنت کا نمونہ بنانا چاہتا ہے تاکہ اس کے بھارت کا چمن ہمیشہ سرسبز وشاداب رہے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

سحر	:	صبح	کاہل	:	سست
بہبود	:	بہتری، بھلائی، کامیابی	مدت	:	عرصہ، زمانہ
مقبول	:	پسندیدہ، مشہور	صنعت	:	کاریگری۔ دستکار
حرفت	:	پیشہ، کاریگری، ہنر	رنج	:	دکھ، غم
صنعت وحرفت	:	ہاتھ یا مشین سے چیزیں بنانا			
مغلوب	:	ہارا ہوا	خادم	:	ملازم۔ نوکر
شاخِ سمن	:	چنبیلی کی ڈالی	فردوس	:	جنت
کرن	:	شعاع			

II اضداد لکھ کر یاد کیجئے :

سحر	×	شام	قابل	×	ناقابل
سست	×	چست	دکھ	×	سکھ
ہار	×	جیت	پھول	×	کانٹا

III درجِ ذیل الفاظ کی جمع لکھئے:

خدمت	+	خدمات	انعام	+	انعامات
ملک	+	ممالک	غرض	+	اغراض
بلندی	+	بلندیاں			

IV مناسب الفاظ کی مدد سے خالی جگہ بھرتی کیجئے:

(1) میں ملک کی خدمت ..... وشام کروں گا

(الف) سحر (ب) صبح (ج) رات

(2) .....نہ بنوں گا نہ آرام کروں گا

(الف) سست (ب) چست (ج) کاہل

(3) جس کام میں .....ہو وہ کام کروں گا

(الف) فلاح (ب) بہبود (ج) کامیابی

(4) ہر کام غرض قابلِ .....کروں گا

(الف) اکرام (ب) تکریم (ج) انعام

V جوڑ لگایئے:

میں جانتا ہوں ملک کو	کیا کیا ہے ضرورت
پھر کیوں نہ کروں گا	میں مقبول تجارت
مدت سے نہیں ہند میں	بڑھے صنعت و حرفت
کوشش میں کروں گا کہ	بھلا ملک کی خدمت

VI بحوالۂ متن تشریح کیجئے:

(الف) لاؤں گا بلندی پہ میں یوں اہلِ وطن کو
چھولیں گے کبھی ہاتھوں سے سورج کی کرن کو

(ب) دوں گا میں نئے پھول ہر ایک شاخِ سمن کو
فردوس بناؤں گا میں بھارت کے چمن کو



VII درجِ ذیل سوالات کے جوابات لکھئے:

(1) بچہ سحر و شام کیا کرنا چاہتا ہے؟
(2) بچہ ہر کام کیسے کرنا چاہتا ہے؟
(3) بچہ ملک میں مدت سے کس مقصد کے لئے کوشش کرتا ہے؟
(4) وطن کس سے مغلوب ہے؟
(5) بچہ اپنے ہاتھوں سے کس کو چھو لینا چاہتا ہے؟
(6) بچہ بھارت کے چمن کو کیا بنانا چاہتا ہے؟

VIII تفصیلی جوابات لکھئے:

(الف) بچہ کس طریقہ سے ملک کو روشن کرنے کی خواہش کرتا ہے مفصل لکھئے؟
(ب) نظم ''میں ملک میں لکھ پڑھ کر بہت نام کروں گا'' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے؟

جواہر پارے

- اللہ کے نیک بندے جب دوسرے انسانوں کو بھلائی کا راستہ دکھاتے ہیں تو وہ یہ نہیں سوچتے کہ ان کی بات کوئی سنتا ہے یا نہیں، وہ اپنا کام کرتے رہتے ہیں۔ حضرت نوح علیہ السلام ساڑھے نو سو سال تک لوگوں کو بھلائی کی طرف بلاتے رہے۔
- بعض اوقات دعائیں رب کے فیصلے نہیں بدلتے، مگر آپ کا دل بدل دیتی ہیں اور رب کے فیصلے کے مطابق کر دیتی ہیں۔
- جسے برداشت کرنا آ گیا، اس کو زندگی گذارنے کا ہنر آ گیا۔

اکائی 7

حصّۂ نثر

مثبت اور منفی سوچ کے اثرات ونتائج

حافظ ابرار الحق حسن

سوچ کے ہمیشہ دو انداز ہوتے ہیں ایک کو مثبت انداز (Positive thinking) کہتے ہیں اور دوسرے کو منفی انداز (Negative thinking) کہتے ہیں۔ مثال کے طور پر ایک گلاس یا پیالہ آدھا پانی سے بھرا ہوا ہے، اب سوچنے کے دو انداز ہیں۔ کسی نے دیکھ کر کہا کہ گلاس آدھا خالی ہے، اس نے ٹھیک کہا، مگر یہ منفی سوچ ہوگی۔ اور دوسرا مثبت سوچ رکھنے والا دیکھ کر خوش ہو کر کہتا ہے کہ گلاس پانی سے آدھا بھرا ہوا ہے۔

ایک ٹہنی ہے اس پر گلاب بھی ہے اور کانٹے بھی ہیں اس کو دیکھ کر ایک شخص اپنا تاثر پیش کرتا ہے اور کہتا ہے۔ کیا بات ہے جہاں گلاب ہوتے ہیں وہاں کانٹے بھی ہوتے ہیں۔ یہ منفی سوچ کا نتیجہ ہے۔ دوسرا مثبت سوچ رکھنے والا شخص کہتا ہے یہ سوچو کہ دنیا میں اگر کانٹے ہوتے ہیں تو ان کے ساتھ پھول بھی تو ہوتے ہیں۔ پہلے شخص کی نظر نقصان کی چیز کی طرف گئی اور وہ الجھن کا شکار ہوا۔ دوسرے شخص کی نظر خوبی اور فائدہ کی چیز کی طرف گئی اور وہ خوش اور پُرسکون ہے۔

مثبت طریقہ سے سوچنے والا بات کو ایسے سلیقہ سے پیش کرتا ہے کہ سننے والے کا دل خوش ہو جاتا ہے اس کے برعکس منفی طرز سے بات کرنے والا مخاطب کو ناراض کر دیتا ہے اور اس کا دل توڑ دیتا ہے۔ اس کے علاوہ مثبت سوچ رکھنے والا سمجھ دار شخص منفی خبر میں سے بھی مثبت پہلو کو نکال لیتا ہے۔ ترکی کے عثمانی خاندان کے آخری بادشاہ سلطان عبدالحمید جنھوں نے خلافتِ عثمانی کو بچانے کی آخر تک ممکنہ کوشش کی ان کے دور میں برطانوی انگریزوں کا دنیا کے مختلف ملکوں میں غلبہ ہو رہا تھا۔ ترکی سلاطین کی انگریز اور ان کے اتحادیوں کے ساتھ کئی لڑائیاں ہوئیں۔ ترکوں نے بہت بہادری کا مظاہرہ کیا مگر ترکوں کے ساتھ دینے والے کم ہوتے گئے۔ ہر جگہ پر انگریزوں کا تسلط ہوتا گیا۔ اس وقت کسی خیر خواہ نے سلطان عبدالحمید سے کہا کہ آپ کب تک مقابلہ کرتے رہیں گے۔ جنگ بندی کر کے مصالحت کر لیں۔ آپ کی پوزیشن اس وقت ایسی ہے جیسے بتیس (32) دانتوں کے درمیان زبان کی ہوتی ہے یعنی ہر طرف سے آپ دشمنوں کے نرغہ میں ہیں۔ سلطان عبدالحمید نے برجستہ جرأت مندانہ جواب دیا۔ دانت تو ایک ایک کر کے سب گر جاتے ہیں لیکن زبان آخر تک باقی رہتی ہے۔ یہ ہے مثبت سوچ، جس سے آدمی جرأت مندی کے ساتھ کسی بھی بڑے کام کے لئے قدم اٹھا لیتا ہے۔

جس بچے کی مثبت انداز سے اچھی تربیت ہوتی ہے وہ بڑا ہو کر ہر ایک کا ادب ملحوظ رکھتا ہے۔ حفظِ مراتب کا اُسے پاس ولحاظ ہوتا ہے۔ بات کرنے کا سلیقہ اس کے اندر ہوتا ہے۔

ایک واقعہ سے آپ کو اس بات کا اندازہ ہو جائے گا۔ حضرت عباسؓ جو حضور ﷺ کے چچا تھے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ ﷺ۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ بڑے تو رسول اللہ ﷺ ہیں۔ ہاں میری عمر زیادہ ہے۔

اصول کی بات یہ ہے کہ انسان کی شخصیت پر اس کی سوچ کا اثر ہوتا ہے۔ اگر وہ مثبت سوچ رکھے تو اس کی شخصیت میں اس کے حساب سے ترقی ہوتی ہے اور اگر منفی سوچ رکھے تو اس کی شخصیت اسی حساب سے نشو ونما پاتی ہے۔

مثال کے طور پر آپ ذرا غور کیجئے۔ مکھیاں دو طرح کی ہوتی ہیں ایک شہد کی مکھی کہلاتی ہے اس کی سوچ مثبت ہوتی ہے۔ لہذا اس کو معطر فضا کی تلاش ہوتی ہے۔ یہ آپ کو پھولوں کے پاس ملے گی۔ وہ پھلوں کے باغ میں اُڑ رہی ہوگی، صاف ستھری جگہوں پر ہے گی۔ یہ وہاں سے امرت (پھلوں کا رس) حاصل کرے گی اور اسے لذیذ غذا شہد میں تبدیل کرے گی، جو سب کے لئے فرحت بخش ہے۔

دوسری ایک گھریلو مکھی ہوتی ہے اور وہ گندگیوں کا چکر لگا رہی ہوتی ہے۔ وہ آپ کو باغوں میں نہیں ملے گی۔ گھروں میں بھی بیت الخلا میں ملے گی جہاں کوڑے کا ڈبہ ہوگا وہاں ملے گی کسی بھی جاندار کے خوب صورت جسم کو چھوڑ کر جہاں پیپ اور پھنسی ہوگی، اور جہاں زخم ہوگا وہاں ملے گی۔

ٹھیک اسی طرح مثبت سوچ رکھنے والے جو لوگ ہوتے ہیں ان کی مثال شہد کی مکھی کی مانند ہوتی ہے۔ وہ اچھی سوچ رکھتے ہیں۔ انسانوں سے ملتے ہیں تو ان میں اچھائیاں ڈھونڈتے ہیں۔ ان کی نظر میں سب اچھے ہوتے ہیں۔ وہ سب سے پیار کرتے ہیں۔ محبت و الفت سے پیش آتے ہیں۔ وہ دوسروں کی بھلائیوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور عیبوں کو نظر انداز کرتے ہیں۔ ہر ایک کے ساتھ حسنِ ظن رکھتے ہیں۔ کسی کے اندر کیڑے نہیں نکالتے۔ اور جن کی سوچ گندی ہوتی ہے۔ گندی مکھی کی طرح ان کو گندگی کی تلاش ہوتی ہے۔ کسی شخص کا نام لیں وہ اس میں دس عیب نکال دیں گے۔ ہر ایک پر اور ہر شئے پر اعتراض کرنا ان کا محبوب مشغلہ ہوتا ہے، چھوٹے بڑے ہر ایک سے وہ بیزار ہوں گے۔ کسی سے مل کر خوش نہیں ہوں گے۔

مثبت سوچ رکھنے والا شخص دنیا میں ناکامیوں سے دوچار ہوتا ہے تو ہمت نہیں ہارتا ہے بلکہ وہ ناکامیوں کو کامیابی سے بدلنے کا فن جانتا ہے۔ وہ ایک راستہ سے ناکام ہوتا ہے تو دوسرا کوئی طریقہ اور راستہ اپنا کر کامیابی حاصل کر لیتا ہے۔ وہ زندگی کے چیلنجوں کو امکانات (Possibilities) میں بدلنے کے گُر سے واقف ہوتا ہے۔ مایوسی اس کے قریب آ کر نہیں پھٹکتی۔ سخت مشکلات میں بھی وہ حوصلہ نہیں ہارتا بلکہ کامیابی کی امید اس کا حوصلہ اور ہمت بڑھاتی ہے اور اسے کوشش جاری رکھنے پر اُبھارتی ہے۔

طلبہ کے لئے بھی یہ بات بے حد ضروری ہے کہ وہ ہمیشہ مثبت سوچ کے ساتھ اپنی تعلیم کو جاری رکھیں۔ اگر کسی سبق (Subject) میں وہ کمزور ہیں اور امتحان میں ناکام ہوتے ہیں تو پست ہمت نہ بن جائیں بلکہ سیکھنے اور سمجھنے کے انداز کو بدلیں۔ مختلف طریقوں کو آزمائیں اپنی کوشش اور محنت کو مسلسل جاری رکھیں۔ یاد رکھیں کہ ناکامیاں کامیابی کا زینہ ہیں۔ وہی بچہ چلنا سیکھتا ہے۔ جو قدم اٹھا کر رکھتا ہے لڑکھڑا کر گر پڑتا ہے پھر سنبھل کر چلنا سیکھ جاتا ہے۔ طلبہ کو چاہئے کہ وہ ناکامیوں سے سبق لیں۔ اپنی غلطیوں کی نشاندہی کریں۔ غلطیوں کو بار بار نہ دہرائیں۔ بہتر سے بہتر طریقۂ کار کو اپنائیں۔ اپنی زندگی کی سمت کو درست کریں۔ ارشاد خداوندی ہے۔ ''کہ انسان کے لئے وہی کچھ ہے جس کی وہ کوشش اور سعی کرتا ہے''۔ چند بار کی ٹھوکروں کے بعد آدمی کو راستہ کے نشیب و فراز کا تجربہ ہو جاتا ہے اور انسان ایک نہ ایک دن کامیابی کی منزل تک پہنچ ہی جاتا ہے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

مثبت : جس میں فعل کا ہونا پایا جائے Positive

منفی : مثبت کا ضد یعنی جس میں فعل کا نہ ہونا پایا جائے۔ Negative

ٹہنی	:	شاخ، ڈالی	تاثر	:	اثر قبول کرنا
الجھن	:	گھبراہٹ، بے چینی	سلیقہ	:	ڈھنگ
برعکس	:	الٹا	سلطان	:	بادشاہ
خیرخواہ	:	بھلائی چاہنے والا	مصالحت	:	آپس میں صلح کرنا
پوزیشن	:	حالت۔انداز	نرغہ	:	گھیرا
برجستہ	:	حاضر جوابی کے ساتھ	جرأت مندانہ	:	ہمت والا
حفظ مراتب	:	مرتبہ کا پاس ولحاظ	شخصیت	:	درجہ، عزت
معطر	:	خوشبودار	فضا	:	ماحول
امرت	:	پھلوں کا رس	لذیذ	:	مزے دار۔ذائقہ دار
کوڑا	:	کچرا	حسن ظن	:	نیک گمان۔اچھا سمجھنا
محبوب	:	پسندیدہ	تسلط	:	حکومت۔قبضہ
حوصلہ	:	ہمت	نشوونما	:	ترقی
مشغلہ	:	مصروفیت	زینہ	:	سیڑھی
گُر	:	اصول، کسی کام کے کرنے کا خاص طریقہ، فارمولا	سعی	:	کوشش
سمت	:	رُخ	نشیب وفراز	:	اونچ نیچ۔اتار چڑھاؤ

II واحد جمع لکھ کر یاد کیجئے:

نتیجہ	+	نتیجے۔نتائج	پیالہ	+	پیالے
ٹہنی	+	ٹہنیاں	تاثر	+	تاثرات
شخص	+	اشخاص	خوبی	+	خوبیاں
سلطان	+	سلاطین	مظاہرہ	+	مظاہرے
قدم	+	اقدام	مرتبہ	+	مراتب
بھلائی	+	بھلائیاں	عیب	+	عیوب
شئے	+	اشیاء	اعتراض	+	اعتراضات
مشغلہ	+	مشغلے	امکان	+	امکانات

II اضداد لکھ کر یاد کیجئے:

مثبت	×	منفی	پھول	×	کانٹا
نفع	×	نقصان	سلیقہ	×	بدسلیقگی، بے ڈھنگا پن
بہادری	×	بزدلی	خیرخواہ	×	بدخواہ
محبت	×	نفرت	بھلائی	×	برائی
حسن ظن	×	بدظنی	واقف	×	ناواقف
پست ہمت	×	بلند ہمت	جاندار	×	بے جان

غور کیجئے : اس سبق میں موجود محاورے :

نظر انداز کرنا : توجہ نہ کرنا۔ نگاہ سے گرانا

کیڑے نہ نکالنا : عیب نہ ڈھونڈنا

دوچار ہونا : سامنا ہونا

IV درج ذیل الفاظ کا جملوں میں استعمال کیجئے:

مثال : سلیقہ : ہر کام کو سلیقہ اور ڈھنگ سے کرنا چاہئے

برعکس خیرخواہ برجستہ شخصیت

معطر لذیذ حسن ظن

V خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے بھرتی کیجئے:

(دوچار ہوتا مثبت امکانات کامیابی واقف)

..... سوچ رکھنے والا شخص دنیا میں ناکامیوں سے ..... ہے تو ہمت نہیں ہارتا ہے بلکہ ناکامیوں کو ..... سے بدلنے کا فن جانتا ہے۔ وہ زندگی کے چیلنجوں کو ..... میں بدلنے کے گر سے ..... ہوتا ہے۔



VI درجِ ذیل سوالات کے مختصر جوابات لکھئے:

1۔ سوچ کے کتنے انداز ہوتے ہیں؟ ان کے نام لکھئے؟

2۔ منفی سوچ رکھنے والے شخص کی نظر ہمیشہ کس طرف جاتی ہے؟

3۔ حضور ﷺ کے بارے میں چچا حضرت عباسؓ نے کیا فرمایا؟

4۔ شہد کی مکھی کی خوبیاں لکھئے

5۔ اس مضمون میں ترکی کے کس بادشاہ کا تذکرہ کیا گیا ہے؟

6۔ طلبہ کو کس سوچ کا حامل ہونا چاہئے؟

VII تفصیلی جوابات لکھئے:

(1) مثبت سوچ کے چند فوائد اور منفی سوچ کے چند نقصانات کا ذکر کیجئے؟

(2) مثبت سوچ رکھنے والا شخص ناکامی کے بعد کیا کرتا ہے؟

اکائی 7

حصّۂ غـــزل

غزل

داغؔ دہلوی



سیکھنے کے مقاصد

- میل وملاپ اور محبت جیسی عمدہ صفت اپنانا۔
- اپنے وقار کو کبھی بھی مجروح ہونے نہ دینا۔
- حضرت خضر کی زندگی کے متعلق جاننا۔

شاعر کا تعارف

دبیر الملک فصیح الملک نواب مرزا خاں داغؔ دہلوی 1831ء میں دہلی میں پیدا ہوئے۔ مرزا فخرو ولی عہد بہادر کی نگرانی میں قلعۂ معلیٰ میں پرورش پائی اور وہیں تعلیم وتربیت حاصل کی۔ شاعری کا شوق ابتدائے عمر سے تھا۔ چنانچہ استاد ذوقؔ کے شاگرد ہوگئے۔ ہنگامۂ غدر کے بعد یہ رام پور چلے گئے۔ اپنی عمر کے 24 سال رام پور میں نواب کلب علی خاں مرحوم کی صحبت میں گزارے۔ ان کے انتقال کے بعد حیدر آباد تشریف لے گئے۔ وہاں ان کی بڑی عزت ہوئی۔ ایک ہزار روپیہ ماہانہ ملتا رہا۔ داغؔ نے 1905ء میں حیدر آباد میں انتقال کیا۔

اپنے معاصرین میں داغؔ بہت ہی ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔ ان کے کلام میں صفائی اور سادگی کے ساتھ شوخی، جدّت برجستگی پائی جاتی ہے۔ گلزارِ داغؔ، آفتابِ داغؔ اور مہتابِ داغؔ ان کے دیوان ہیں۔

ساز یہ کینہ ساز کیا جانیں — ناز والے نیاز کیا جانیں
جو رہ عشق میں قدم رکھیں — وہ نشیب و فراز کیا جانیں
حضرت خضر جب شہید نہ ہوں — لطف عمر دراز کیا جانیں
جن کو اپنی خبر نہیں اب تک — وہ مرے دل کا راز کیا جانیں

جو گزرتے ہیں داغؔ پر صدمے
آپ بندہ نواز کیا جانیں

حاصلِ کلام

شاعر اپنے پہلے شعر میں کہتے ہیں کہ جو لوگ محبت، میل ملاپ والے ہوتے ہیں ان کے دل کینہ اور کدورت سے پاک ہوتے ہیں۔ اور جن کی طبیعت میں غرور اور گھمنڈ کی صفت پائی جاتی ہے وہ عاجزی اور انکساری کی حقیقت سے واقف نہیں۔

جو لوگ عشق کی راہ میں گرفتار ہو جاتے ہیں وہ اپنے وقار کو مجروح کر دیتے ہیں یہاں تک کہ عزت و ذلت کو بھی پہچان نہیں پاتے۔

شاعر کہتا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت خضر کو لمبی عمر دی ہے۔ اگر یہ شہید نہ ہوں تو عمر درازی کی قدر و قیمت کو لوگ کیا جانیں۔

جو اپنے متعلق ہی کی خبر نہیں رکھتے شاعر کہتے ہیں کہ وہ میرے دل کا راز کیا جانیں گے۔ داغؔ پر اتنی مصیبتیں و پریشانیاں ہیں کہ میرے محبوب انہیں سمجھ نہیں سکتے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

ساز	:	میل ملاپ	کینہ ساز	:	کینہ کپٹ رکھنے والا
ناز	:	غرور۔ گھمنڈ	نیاز	:	عقیدت
نشیب	:	اتار	فراز	:	چڑھاؤ۔ بلندی
شہید	:	خدا کی راہ میں قربان ہونے والا۔			
لطف	:	مزہ، لذت	عمر دراز	:	لمبی عمر
صدمے	:	تکالیف			

II واحد جمع لکھ کر یاد کیجئے:

قدم	+	اقدام	لطف	+	الطاف
خبر	+	اخبار	صدمہ	+	صدمے
بندہ	+	بندے			

III مصرعوں کو مکمل کیجئے:

1 نازوالے ..... کیا جانیں۔

2 جو ..... میں قدم رکھیں۔

3 حضرت خضر جب ..... نہ ہوں۔

4 لطف ..... کیا جانیں۔

5 وہ مرے دل کا ..... کیا جانیں۔

IV مصرعوں کو جوڑئے :

وہ نشیب و فراز	-	کینہ ساز کیا جانیں
جن کو اپنی خبر	-	کیا جانیں
جو گزرتے ہیں	-	راز کیا جانیں
ساز یہ	-	داغ پر صدمے
وہ مرے دل کا	-	نہیں اب تک

V مختصر جوابات لکھئے:

(1) نازوالے کیا نہیں جانتے؟

(2) حضرت خضر کون ہیں؟

(3) جو عشق میں گرفتار ہوتے ہیں وہ کیا نہیں جانتے؟

(4) شاعر کے دل کا راز کون نہیں جانتے؟

(5) لطفِ عمر درازی کے لئے شاعر نے کس کی مثال دی ہے؟

لسانی سرگرمی۔

تصویر کو تحریری شکل دینا۔

دی گئی شکل کو غور سے دیکھئے اور اس سے متعلق پانچ جملے اپنے الفاظ میں لکھئے۔



.....

.....

.....

.....

.....

اکائی 7

سرسری مطالعہ

فلسفی نوکر

لوک کہانی

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ ایک شخص اپنے پیارے اور تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر کسی شہر کی سرائے میں آیا۔ اس کے ساتھ اس کا نوکر بھی تھا۔ شام کے کھانے سے فارغ ہو کر سوتے وقت مالک نے اپنے نوکر سے کہا۔

''اے عزیز ناچیز! سننے میں آیا ہے کہ اس شہر کے چور بڑے بے درد اور چوری کرنے میں نہایت دلیر ہیں۔ تو ایک کام کر۔ تو شوق سے پاؤں پھیلا کر سو جا، میں اپنے قیمتی اور تیز رفتار گھوڑے کی خود نگرانی کروں گا۔''

اپنے آقا کی یہ بات سن کر نوکر نے جواب دیا۔

''اے میرے مالک! یہ تو نہایت بے ہودہ بات ہوگی کہ آقا تو تمام رات جاگے اور دو پیسے کا نوکر ساری رات آرام سے سوئے، نہ صاحب یہ نہیں ہوگا آپ اطمینان سے آرام فرمایئے، اور آپ کا یہ ناچیز نوکر ساری رات جاگ کر گھوڑے کی نگرانی اور پاسبانی کرے گا۔ گھوڑے کی طرف سے آپ اطمینان رکھئے''۔

نوکر کی یہ بات سن کر مالک کو اطمینان ہوا اور آرام سے سو گیا۔ ایک پہر رات کے بعد آقا کی آنکھ کھلی تو اس نے نوکر سے پوچھا۔

''کیوں بھئی! کیا کر رہے ہو؟''

''میرے مالک'' نوکر نے جواب دیتے ہوئے کہا ''اس وقت یہ غلام سوچ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو پانی پر کیوں ٹھرایا رکھا ہے؟''

نوکر کا یہ جواب سن کر مالک نے کہا۔

''اے بے خبر! مجھے ڈر ہے کہ تو یوں ہی واہی تباہی سوچتا رہا تو تیری اس بے خبری سے فائدہ اٹھا کر چور ہمارا مال اسباب نہ چرا لے جائیں۔''

نوکر نے جواب دیا۔

''اجی ان کی کیا مجال ہے۔ آپ بے فکر رہئے اور اطمینان سے سو جایئے۔''

آقا بے چارہ یہ تسلی آمیز بات سن کر پھر سو گیا۔ آدھی رات کے بعد پھر اس کی آنکھ کھلی اور پوچھا۔ ''اے باخبر اب کس فکر میں ہے؟''

نوکر نے جواب دیا۔

'' اے میرے مالک! اب میں یہ سوچ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ لمبا چوڑا اور بے کنار آسمان بغیر ستونوں کے کس طرح کھڑا کر رکھا ہے اور کیل گاڑنے میں زمین کی مٹی کہاں غائب ہو جاتی ہے؟''

نوکر کی یہ واہیات بات سن کر آقا نے کہا۔

''اے بے خبر! تیری اس بے خبری سے مجھے خوف ہے کہ کوئی میرا گھوڑا، اڑا کر نہ لے جائے۔ اچھا! ایک کام کر، اگر تیرا جی سونے کو چاہے تو سو جا''۔

نوکر نے پھر وہی جواب دیا۔

'' اے میرے مالک! '' آپ اطمینان رکھئے! میں پوری طرح خبردار اور ہوشیار ہوں۔'' مالک بے چارہ پھر سو گیا۔

تین پہر رات کے بعد پھر اچانک اس کی آنکھ کھل گئی۔ پھر اس نے پوچھا۔ ''کیوں بھئی! کیا خبر ہے؟''

اس بار نوکر نے جواب دیا۔

''اے میرے مالک! اب میں سوچ رہا ہوں کہ اونٹ کے پیٹ میں گولیاں کون باندھتا ہے اور کیلے کے پتوں پر خود بخود استری کس طرح ہو جاتی ہے؟''

مالک نے کہا، ''ارے احمق! اب بھی تو فضول باتوں کے سوچنے ہی میں لگا ہوا ہے، گھوڑے کی حفاظت کیسے ہو سکے گی؟''۔

نوکر نے جواب دیا، ''آپ بے فکر سو جائیں، وہ میری ذمہ داری ہے۔ ''

غرض کہ مالک بے چارہ پھر نوکر کی باتوں میں آ کر بے فکری سے سو گیا اور جب چار گھڑی شب باقی تھی تو ایک بار اس کی آنکھ پھر کھلی۔ اس نے نوکر سے اب کے پوچھا۔

''کیوں بھئی ! اب کیا خبر ہے؟''

نوکر نے جواب دیا۔ ''مالک! بعض چور بھی بہت دانش منداور اپنے کام میں بڑے ماہر ہوتے ہیں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ ایسا ہی کوئی منھ زور چور سرنگ لگا کر گھوڑا لے اڑا۔''

مالک نے بڑی بے بس نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔

''کیا کہا؟ چور گھوڑا لے اڑا؟ پھر تم یہاں بیٹھے ہوئے کیا کر رہے ہو؟''

نوکر نے نہایت سنجیدگی سے جواب دیا۔

میرے مالک! آپ کا یہ غلام اس فکر میں ہے کہ گھوڑا چوری ہو جانے کے بعد اس کی زین اور خوگیر آپ کو اپنے سر پر رکھنا پڑے گا یا مجھ کو اپنے سر پر لاد کر چلنا ہوگا۔''

یہ وحشت اثر خبر سن کر آقا کے ہوش اڑ گئے۔ اس نے بے وقوف نوکر کو بہت سخت سست سنائی۔ گھوڑا چوری ہو جانے کا اسے بے حد افسوس ہوا لیکن اب کیا ہو سکتا تھا۔ ''جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔''

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

فلسفی : عقل مند، ہر وقت سوچ میں گم رہنے والا

سرائے : مسافر خانہ فارغ ہونا : فرصت پانا

پاسبانی : رکھوالی، چوکیداری شب : رات

ستونوں : ستون کی جمع۔ کھمبے۔ لاٹ سنجیدگی : بردباری۔ متانت

دانش مند : سمجھ دار۔ ذہین زین : گھوڑے کی کاٹھی

خوگیر : گھوڑے کی گدی جو کاٹھی کے نیچے پسینہ جذب کرنے اور اس کی پیٹھ نہ چھلنے کی غرض سے رکھی جاتی ہے۔



II سوالات کے جوابات لکھئے:

(1) مالک نے نوکر سے کیا کام کرنے کو کہا؟

(2) مالک کے بار بار پوچھنے پر نوکر کیا جواب دیتا تھا؟

(3) فلسفی نوکر آسمان کے بارے میں کیا سوچ رہا تھا؟

(4) تین پہر رات سے پہلے مالک کیوں اطمینان سے سو گیا؟

(5) گھوڑا کس طرح چوری ہوا؟

(6) گھوڑا چوری ہونے کے بعد آقا پر کیا گذری؟

(7) آقا نے نوکر کے ساتھ کیا سلوک کیا؟

کیا تم جانتے ہو؟

سبق کے آخر میں ایک جملہ ہے ''جب چڑیاں چگ گئیں کھیت''
اس کا مطلب کیا ہے؟
وقت پر اپنے کام کو پوری محنت سے کرنا چاہئے۔ ہمیں اپنے کام پر پورا دھیان دینا چاہئے مراد یہ ہے کہ ہمیں غفلت اور لاپرواہی سے کام نہیں لینا چاہئے۔ کسی چیز کے کھو جانے کے بعد چاہے ہم کتنا بھی افسوس کریں مگر وہ چیز دوبارہ نہیں مل سکتی۔

III خالی جگہ کو صحیح لفظ سے بھرتی کیجئے:

(1) اس کے ساتھ اس کا .....بھی تھا۔

(2) اس شہر کے چور بڑے .....اور چوری کرنے میں نہایت ماہر ہیں۔

(3) اپنے اس قیمتی اور .....گھوڑے کی خود نگرانی کروں گا۔

(4) یہ ناچیز تو ساری رات جاگ کر گھوڑے کی نگرانی اور.....کرے گا۔

(5) آپ بے فکر رہئے اور.....سے سو جایئے

عملی مشق:

(الف) اس سبق سے اپنی پسند کے پانچ جملے لکھئے۔

(ب) اس کہانی کو اپنے لفظوں میں لکھئے





تعداد کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں ہیں

(1) واحد (2) جمع

واحد : وہ اسم ہے جو صرف اکائی (ایک عدد) کو ظاہر کرے

جیسے: بچہ لڑکا لڑکی کتاب کرسی مرغی پرندہ وغیرہ

جمع : وہ اسم ہے جو ایک سے زائد تعداد کو ظاہر کرے

جیسے: بچے لڑکے لڑکیاں کتابیں کرسیاں مرغیاں پرندے وغیرہ

واحد مذکر سے جمع بنانے کے قاعدے

(1) ایسے واحد مذکر اسم جن کے آخر میں " الف " یا " ہ " ہو ان کی جمع بنانے کے لئے " الف " یا " ہ " کو " ے " سے بدل دیتے ہیں۔

مثلاً گھوڑا سے گھوڑے آلہ سے آلے

بچہ سے بچے حصہ سے حصے

پرندہ سے پرندے معجزہ سے معجزے

(2) وہ واحد مذکر اسم جن کے آخر میں " الف ، ن " (نون غنہ) ہو، ان کی جمع بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ "الف، نون" کو " ی + ں " (نون غنہ) سے بدل دیں۔

مثلاً دھواں سے دھویں کنواں سے کنویں

(3) وہ مذکر اسم جن کے آخر میں "الف ، ہ " "الف، نون غنہ " آئے، ان کی واحد جمع ایک ہی رہتی ہے، صرف فعل کو جمع بنا کر فرق ظاہر کیا جاتا ہے۔ مثلاً شیر دھاڑا۔ شیر دھاڑے۔ بادل گرجا۔ بادل گرجے

سوالات برائے مشق:

(1) تعداد کے لحاظ سے اسم کی دو قسمیں کیا ہیں بتایئے؟

(2) واحد کسے کہتے ہیں مثالوں کے ساتھ لکھئے؟

(3) جمع کسے کہتے ہیں مثالیں دیجئے؟

(4) درج ذیل الفاظ میں واحد کی جمع اور جمع کا واحد بنایئے:

کرسیاں کتابیں پرندہ مرغی بکری گھوڑے

(5) گھوڑا بچہ حصہ ان تین الفاظ میں الف اورہ آخر میں پایا جاتا ہے اس کی جمع کس طرح بنائیں گے لکھئے۔

امام اعظمؒ

ایک آدمی امام ابوحنیفہؒ کے پاس آیا اور کہا، مجھے کسی شخص نے ایک عجیب وغریب سوال کیا ہے۔ آپ اس سوال کا جواب عنایت فرمایئے۔

آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو جو

1۔ بن دیکھے گواہی دیتا ہو۔ 2۔ یہود ونصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہو۔ 3۔ اللہ کی رحمت سے دور بھاگتا ہو۔

4۔ بغیر کے کھالیتا ہو۔ 5۔ جس کی طرف اللہ نے بلا ہو، اس کی پرواہ نہ کرتا ہو۔

6۔ جس سے اللہ نے ڈرایا ہو، اس کا خوف نہ کرتا ہو۔ 7۔ فتنے کو محبوب رکھتا ہو۔

امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا۔ وہ شخص مومن ہے۔

سوال پوچھنے والا بڑا حیران ہوا، کہنے لگا، جی وہ کیسے؟

آپؒ نے فرمایا دیکھو۔ تم نے کہا، بن دیکھے گواہی دیتا ہو تو مومن اپنے پروردگار کی بن دیکھے گواہی دیتا ہے۔

تم نے کہا کہ یہود ونصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہو۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ''یہود کہتے ہیں کہ نصرانی حق پر نہیں اور نصرانی کہتے ہیں کہ یہود حق پر نہیں''، تو مومن ان دونوں کے قول کی تصدیق کرتا ہے۔

تم نے کہا کہ اللہ کی رحمت سے دور بھاگتا ہے، تو دیکھو، بارش اللہ کی رحمت ہے اور بارش سے تو ہر بندہ بھاگتا ہے کہ کہیں کپڑے بھیگ نہ جائیں۔

تم نے کہا کہ بغیر ذبح کئے کھاتا ہے۔ تو مچھلی بھی تو بغیر ذبح کی ہوئی ہوتی ہے، اس کو ذبح کے بغیر کھانا جائز ہے۔

تم نے کہا کہ جس کی طرف اللہ نے بلایا ہے، اس کی طرف رغبت نہیں کرتا، پس وہ جنت ہے، کہ اللہ نے اس کی طرف بلایا ہے، مگر اس کو مشاہدہ حق اتنا مطلوب ہے کہ اللہ کی رضا اتنی مطلوب ہے کہ محبوب حقیقی کی طرف سے نظر ہٹا کر وہ جنت کی طرف نظر ڈالنا بھی پسند نہیں کرتا۔

تم نے کہا کہ جس سے اللہ نے ڈرایا ہے، اس سے وہ نہیں ڈرتا، تو وہ دوزخ ہے۔ اس کو اپنے محبوب کی ناراضگی کی اتنی فکر رہتی ہے کہ جہنم میں جلنے کی پرواہ نہیں کرتا۔

تم نے کہا کہ اسے فتنہ محبوب ہے۔ پس اولاد کو قرآن میں فتنہ کہا گیا ہے اور اولاد سے ہر شخص کو فطری محبت ہوتی ہے۔ پس وہ مومن ہے۔

اکائی 8

حصّہ نظم

مرغ اسیر کی نصیحت

پنڈت دیا شنکر نسیمؔ



سیکھنے کے مقاصد

- حرص وہوس سے بچ کر رہنے کی کوشش کرنا
- انمول باتیں جہاں سے بھی ملیں بخوشی قبول کر لینا
- عقل سے کام لینا
- مطلب پسند لوگوں کی باتوں میں نہ آنا۔

شاعر کا تعارف

پنڈت دیا شنکر نسیمؔ 1811ء میں پیدا ہوئے۔ خواجہ آتش کی شاگردی اختیار کی اور اپنی قابلیت سے بہت جلد شہرت حاصل کی۔ نسیمؔ کی شاعری زبان کی پاکیزگی اور ترکیب الفاظ کی چستی کی وجہ سے اہمیت رکھتی ہے۔ انہوں نے مثنوی کے فن کو معراج تک پہنچایا اگرچہ انہوں نے بعض غزلیں بھی کہی ہیں لیکن ان کی شہرت ان کی لازوال مثنوی ''گلزار نسیم'' سے ہوئی۔ عمر نے ان کے ساتھ وفا نہ کی اور وہ 32 سال کی عمر میں 1843ء کو انتقال کر گئے۔

اک مرغ ہوا اسیرِ صیّاد — دانا تھا وہ طائرِ چمن زاد
بولا جب اس نے باندھے بازو — کھولتا نہیں کس طمع پہ ہے تو
بیچا تو ٹکے کا جانور ہوں — گر ذبح کیا تو مُشتِ پر ہوں
پالا تو مفارقت ہے انجام — دانا ہو تو مجھ سے لے مرے دام
بازو میں نہ تو مرے گرہ باندھ — سمجھاؤں جو پند اسے گرہ باندھ
سن کوئی ہزار سنائے — کیجئے وہی جو سمجھ میں آئے

قابو ہو تو کیجئے نہ غفلت — عاجز ہو تو ہاریے نہ ہمت
آتا ہو تو ہاتھ سے نہ لیجئے — جاتا ہو تو اس کا غم نہ کیجئے
طائر کے یہ سن کلام ، صیاد — بن داموں ہوا غلام ، صیاد
بازو کے جو بند کھول ڈالے — طائر نے تڑپ کے پر نکالے
اک شاخ پہ جا چہک کے بولا — کیوں پر مرا کیا سمجھ کے کھولا
ہمت نے مری مجھے اڑایا — غفلت نے تری مجھے چھڑایا
دولت نہ نصیب میں تھی ترے — تھا لعل نہاں شکم میں مرے
دے کے صیاد نے دِلاسا — چاہا پھر کچھ لگائے لاسا
بولا وہ کہ دیکھ کر گیا جعل — طائر بھی کہیں نگلتے ہیں لعل

ارباب غرض کی بات سن کر
کر لیجئے یک بہ یک نہ باور



حاصلِ کلام

انسان کی فطرت میں حرص و ہوس شامل ہے۔ یہ حرص و ہوس حد سے زیادہ ہو جائے تو انسان کو ذلیل و خوار کر کے ہی چھوڑتی ہے۔ اس نظم میں شاعر نے ایک پرندے کی زبانی انسان کی ہوس کا پردہ فاش کیا ہے۔

ایک پرندہ ایک شکاری کا قیدی بن گیا۔ پرندہ ہوشیار و دانا تھا۔ جب شکاری نے اس کے بازوؤں کو باندھا تو شکاری سے پرندہ نے کہا تو کس حرص و ہوس پر زیادہ خوش ہو گیا ہے؟ اگر مجھے تو بیچا تو میں ایک ٹکے (روپے) کا پرندہ ہوں، اگر تو مجھے ذبح کر کے کھانا چاہے تو پروں کے علاوہ کچھ بھی تجھے نہیں ملے گا۔ اگر مجھے شوقیہ پالنا چاہے تو ایک نہ ایک دن میں تجھ سے جدا ہو جاؤں گا اور موقع پا کر اڑ جاؤں گا اور تو کفِ افسوس ملتے ہوئے رہ جائے گا۔ اس لئے تو مجھے چھوڑ دے۔ مجھ سے میری قیمت لے لے اور میری قیمت مری انمول باتیں ہیں اسے تو گرہ سے باندھ لے۔

(1) تمہیں ہزار آدمی کچھ سنائیں اور بولیں لیکن تم وہی کرو جو تمہاری سمجھ میں آئے۔

(2) اگر تمہیں کسی پر قابو ہو تو غفلت نہ کرو اور تم عاجز یا کمزور ہو تو ہمت نہ ہارو۔

(3) جو چیز تمہیں ملے یا حاصل ہو اس سے غفلت نہ برتو، فوراً اسے اپنے قابو میں کر لو اور اگر وہ تمہارے ہاتھ سے نکل جائے تو اس کے جانے کا غم نہ کرو۔

شکاری پرندہ کی یہ انمول باتیں سن کر اس کا غلام بن گیا، فوراً اس کے بازوؤں میں بندھی ہوئی ڈوری کھول دی۔ پرندہ پھڑ پھڑا کر اپنے بازو جھٹکا، وہاں سے اڑا، قریبی ڈالی پر بیٹھ کر چہک کر بولا، کیوں میاں، مرے پر تو نے کیا سمجھ کر کھولے؟

تیرے نصیب میں دولت نہیں تھی، میرے پیٹ میں قیمتی ہیرا تھا یہ سن کر شکاری افسوس کرنے لگا پھر اسے پکڑنے کی کوشش کرنے لگا۔ پرندہ نے کہا دیکھ تو دھوکہ میں آ گیا ہے۔ کیا پرندے بھی کہیں ہیرا نگلتے ہیں؟ مطلبیوں کی بات سن کر فوراً اس پر بھروسہ نہ کر۔ اپنی عقل سے کام لے۔

I الفاظ کے معانی اور اشارے

اسیر	:	قیدی	چمن زاد	:	باغ میں پلا ہوا
طائر	:	پرندہ	صیاد	:	شکاری
طمع	:	حرص، ہوس	دانا	:	ہوشیار، عقلمند
مفارقت	:	جدائی	ٹکے	:	روپئے
گرہ	:	گھاٹی	دام	:	قیمت
کلام	:	بات چیت	ہمت	:	حوصلہ
لعل	:	ہیرا	شاخ	:	ڈالی
دلاسا	:	تسلی	شکم	:	پیٹ
اربابِ غرض	:	مطلبیوں کی بات	جعل	:	دھوکہ
لاسا	:	امید	مرغ	:	پرندہ
			باور	:	یقین، بھروسہ، اعتبار

II اضداد لکھئے:

مفارقت	x	اتحادیت	قابو	x	بے قابو
غلام	x	آقا	مرنا	x	جینا
عیاں	x	نہاں			

III درج ذیل الفاظ کی جمع لکھئے:

طائر	+	طیور	دام	+	داموں
غفلت	+	غفلتیں	ہمت	+	ہمتیں
شاخ	+	شاخیں	غرض	+	اغراض

IV مناسب ترین الفاظ سے خانہ پری کیجئے

(1) ..... تھا وہ طائرِ چمن زاد

(الف) دانا (ب) ہوشیار (ج) سمجھدار

(2) کھلتا نہیں کس ..... پہ ہے تو

(الف) حرص (ب) ہوس (ج) طمع

(3) .....تو ٹکے کا جانور ہوں

(الف) خریدا (ب) بیچا (ج) کاٹا

(4) پالا تو .....ہے انجام

(الف) مفارقت (ب) جدائی (ج) ہمیشگی

(5) دانا ہو تو مجھ سے لے مرے .....

(الف) دام (ب) کام (ج) گام

V جوڑ لگایئے:

طائر کے یہ سن کلام، صیاد	غفلت نے تری مجھے چھڑایا
بازو کے جو بند کھول ڈالے	کیوں پر مرا کیا سمجھ کے کھولا
اک شاخ پہ جا چہک کے بولا	طائر نے تڑپ کے پر نکالے
ہمت نے مری مجھے اڑایا	تھا لعل نہاں شکم میں مرے
دولت نہ نصیب میں تھی ترے	بن داموں ہوا غلام صیاد

VI درج ذیل سوالات کے جوابات لکھئے:

(1) پرندہ کس کے جال میں پھنس گیا؟

(2) پرندے نے صیاد سے کیا کہا؟

(3) پرندے کی باتوں کا صیاد پر کیا اثر ہوا؟

(4) پرندہ اُڑ کر کہاں گیا؟

(5) پرندہ نے اڑ کر صیاد سے کیا کہا؟

VII تفصیلی جواب لکھئے:

(الف) مرغ اسیر کی نصیحت سے کیا حقیقت ہمارے سامنے آتی ہے؟

عملی سرگرمی:

(الف) حرص و ہوس کے نقصانات پر استاد کی مدد سے ایک مضمون لکھئے؟

اکائی 8

حصّۂ نثر

حادثات کے مواقع پر حفاظتی تدابیر

ماخوذ

آئے دن دنیا میں ناگہانی حادثات ہوتے ہی رہتے ہیں۔کام کاج،کھیل کود یا سفر میں کبھی کبھی ہمارے جسم پر چوٹ آجاتی ہے۔ٹھوکر لگ جاتی ہے یا جسم کا کوئی حصہ جل جاتا ہے۔ایسی حالت میں ڈاکٹر کے آنے سے پہلے اگر فوری طبی امداد نہ پہنچائی جائے تو جان خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ایسے موقع پر پریشانی کا شکار نہ ہوکر سمجھ داری اور ہوش مندی سے کام لینا چاہئے اور مناسب طریقہ سے باقاعدہ علاج و معالجہ سے پہلے زخمی کی دیکھ بھال اور حفاظتی تدابیر اختیار کرنا چاہئے۔

فرض کریں کہ تمہارا کوئی ساتھی دیکھتے دیکھتے موٹر سائیکل سے گر پڑے تو تم کو فوراً اس کی ابتدائی دیکھ بھال کرنی چاہئے۔سب سے پہلے یہ دیکھنا چاہئے کہ چوٹ کہاں لگی ہے؟جسم پر کہیں زخم تو نہیں آگیا ہے؟کہیں سے خون تو نہیں بہہ رہا ہے؟ چوٹ اگر معمولی ہے یا جسم کا کوئی حصہ کھرچ ہو گیا تو اس پر ٹنچر لگا دو۔جب ٹنچر سوکھ جائے تو زخم پر صاف پٹی باندھ دو۔میلی پٹی کبھی استعمال نہ کرنا چاہئے۔اس لئے کہ میلی پٹی میں اکثر بیماریوں کے جراثیم ہوتے ہیں۔

تیز دھار یا نکیلے اوزار سے جسم کا کوئی حصہ کٹ جائے تو خون بہنے لگے گا۔ایسی صورت میں زخم کو ٹھنڈے پانی سے دھوڈالو۔تاکہ خون کا بہنا بند ہوجائے۔اس کے بعد زخم پر گدی رکھ کر کسی رومال، پٹی یا کپڑے کے ٹکڑے کو اس کے چاروں طرف لپیٹ دو۔

کسی بلندی سے پھسلنے یا گرنے سے ہمارے جسم کی ہڈیاں خاص طور پر ہاتھ پیر کی ہڈیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ٹوٹی ہوئی ہڈی کو حرکت نہ دیں بلکہ جس جگہ ہڈی ٹوٹی ہوئی ہے اس کے دونوں طرف بانس کی باریک پٹیاں باندھ دیں۔ہاتھ کی ہڈی ٹوٹ گئی ہو تو اسے گلے میں ڈھیلا کپڑا لٹکا کر سہارا دیں۔

خطرہ، بھوک، تھکان، غم کی زیادتی اور اچانک خوش ہوجانے پر بے ہوشی طاری ہوجاتی ہے بے ہوش آدمی کا چہرہ زرد ہوجاتا ہے۔اس لئے کہ دماغ تک خون مناسب مقدار میں نہیں پہنچتا۔ایسی صورت میں بے ہوش آدمی کو زمین پر چت لٹا دو، تاکہ اس کا چہرہ اوپر کی طرف اور سر جسم کے کچھ نیچے ہو تاکہ خون دماغ تک پہنچ سکے۔مریض کے تنگ لباس کو ڈھیلا کردو۔اس کے چہرے پر ٹھنڈا پانی چھڑکو۔بیمار کے آس پاس بھیڑ اکٹھی نہ ہونے دو۔بھیڑ لگنے سے بیمار تک تازہ ہوا نہیں پہنچتی اور اسے تکلیف ہوتی ہے۔ہوش آتے ہی مریض کو گرم گرم چائے یا کافی پلاؤ۔

اکثر سمندر، دریا، ندی یا تالاب میں نہاتے وقت لوگ ڈوب جاتے ہیں۔ ڈوبے ہوئے آدمی کے پھیپھڑوں میں پانی بھر جاتا ہے اور وہ اپنا کام نہیں کرتے ، جس کی وجہ سے مریض بے ہوش ہوجاتا ہے۔ ایسی حالت میں پریشان ہونے کی بجائے مناسب تدبیروں سے کام لینا چاہئے تاکہ مریض کی جان بچ جائے۔

سب سے پہلے مریض کے پھیپھڑوں سے پانی نکالنے کی کوشش کی جائے۔ مریض کے جسم سے شرم گاہ کے سوا، تمام کپڑے اتار لیں۔ منہ، ناک اور حلق صاف کردیں۔ مریض کو پیٹ کے بل لٹائیں۔ اس طرح کہ سر نیچا رہے۔ کوئی شخص مریض کی کمر کے دائیں یا بائیں طرف گھٹنوں کے بل بیٹھ جائے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں کو پیٹھ پر اس طرح رکھے کہ دونوں انگوٹھے پیٹھ پر اور انگلیاں مریض کی پسلیوں پر ہوں۔ ہاتھوں کو اٹھائے بغیر آگے پیچھے حرکت کریں۔ اس طرح کہ جب سامنے حرکت کرتے ہیں تو پھیپھڑوں پر دباؤ پڑتا ہے ،جس سے وہ سکڑتے ہیں اور ہوا باہر نکلتی ہے۔ جب ہاتھ پیچھے کی طرف کرتے ہیں تو سینہ کھلتا ہے۔ اس وقت باہر کی ہوا پھیپھڑوں میں داخل ہوتی ہے۔ اس عمل کو ایک منٹ میں دس پندرہ بار کیا جائے۔ جب تک مریض کو ہوش نہ آئے تب تک مصنوعی تنفس جاری رکھیں۔ مریض کا سانس جاری ہوجائے تو اس کو گرمی پہنچانا ضروری ہے۔ اسے کمبل اڑھا کر گرم رکھنے کی کوشش کریں۔ اس کے بعد گرم کافی یا چائے پلا دیں۔

آگ، گرم چمنی یا دھاتوں، کھولتے ہوئے پانی، دودھ اور تیل سے ہاتھ پیر یا جسم کا کوئی حصہ جل جاتا ہے۔ تو جلے ہوئے حصے پر پانی نہیں ڈالنا چاہئے۔ جلے ہوئے حصہ پر ناریل کا تیل یا وازلین مَل کر اس کو باریک کپڑے سے ڈھانک دیں۔

کسی کے کپڑوں میں آگ لگ جائے تو وہ اِدھر اُدھر نہ بھاگیں۔ اس طرح کرنے سے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں ور تمام کپڑوں میں آگ لگ جاتی ہے۔ اس لئے زمین پر لیٹ کر آگ بجھائی جائے۔ دوسرا کوئی شخص موجود ہو تو کمبل، ٹاٹ یا کوٹ اڑھا کر مریض کو زمین پر لڑھکا دے۔ اس کے بعد جلے ہوئے کپڑے قینچی سے کاٹ کر جسم سے الگ کردو اور زخموں پر ناریل کا تیل یا وازلین لگا کر باریک ململ سے ڈھانک دو۔ اگر اوپر کی کھال جل گئی ہو اور نیچے کا گوشت نظر آنے لگے تو کپڑے کے ٹکڑوں کو ناریل کے تیل سے بھگو کر جلے ہوئے حصوں پر رکھ دیں۔

زہر ملا ہوا کھانا کھانے سے قے اور دست ہوتے ہیں۔ نبض تیز ہوجاتی ہے۔ ایسے مریض کو قے کروائیں، گرم دودھ پلائیں، ہاتھ پاؤں گرم رکھیں۔ روغن بیدانجیر (ارنڈی کا تیل) پلا کر جلاب دیں۔ سانس بند ہوجائے تو مصنوعی سانس جاری کریں۔

مٹی کا تیل پی لینے سے منہ اور حلق میں خراش اور جلن ہونے لگتی ہے، سانس اور قے میں مٹی کے تیل کی بو ہوتی ہے، پیاس لگتی ہے اور بالآخر بے ہوشی طاری ہوجاتی ہے۔ ایسے مریض کو قے کرائیں۔ گرم دودھ پلائیں، پیٹ کو گرم رکھیں۔

جسم پر شہد کی مکھی یا بھڑ کے ڈنک مارنے سے شدید درد اور جلن ہوتی ہے اور سوجن پیدا ہوتی ہے اور اگر شہد کی مکھی یا بھڑ زیادہ تعداد میں کاٹ لیں تو خطرناک علامات بھی پیدا ہوجاتی ہیں۔

سب سے پہلے مکھی یا بھڑ کا ڈنک متاثرہ مقام سے نکال دیں۔ اس کے بعد اس جگہ سرکہ لگائیں، یا ذرا سی افیون کے چند قطرے پانی میں حل کر کے لگائیں۔

کھانے کا میٹھا سوڈا (سوڈیم بائی کاربونیٹ) پانی میں حل کر کے مکھی یا بھڑ کی کاٹی ہوئی جگہ پر لگانا بھی مفید ہے۔

اس کے علاوہ گیندے کے پتے چھ گرام پانی میں رگڑ کر چھان کر مریض کو پلانا، اور انہیں پانی میں پیس کر متاثرہ مقام پر لیپ کرنا بھی انتہائی مفید اور زود اثر ہے۔

عموماً بچھو کے کاٹنے سے موت واقع نہیں ہوتی، تاہم کمزور افراد بوڑھوں اور بچوں کو کاٹنے کے سبب موت واقع ہونے کا خدشہ ہوتا ہے، جس مقام پر بچھو کاٹے وہاں سخت درد اور سوزش ہوتی ہے، بعض مریضوں کا سر چکرانے لگتا ہے۔ اگر بچھو نے اس جگہ اپنا ڈنک چھوڑ دیا ہو تو سب سے پہلے اس ڈنک کو نکالیں، مگر اس سے پہلے ڈنک کی جگہ سے دو تین انچ اوپر کپڑا کس کر بند باندھ دیں۔

ڈنک نکالنے کے بعد اس جگہ پر مٹی کا تیل یا لہسن پیس کر یا اجوائن پانی میں پیس کر لگا دیں، یا چونا شہد میں ملا کر لیپ کریں، بچھو کی کاٹی ہوئی جگہ پر بچھو کو کچل کر باندھ دینے سے بھی ماہرین کے بقول زہر جذب ہو جاتا ہے، اور درد اور سوزش ختم ہو جاتی ہے۔ علاوہ ازیں سات دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرنا بھی بچھو کے زہریلے اثر کا زائل کرنے میں موثر اور سنت سے ثابت ہے۔ پہلی فوری طبی امداد پہنچانے کے بعد ہر حالت میں ڈاکٹر کو اطلاع کرنی چاہئے تاکہ مریض کا خاطر خواہ علاج ہو سکے۔

I' الفاظ کے معانی اور اشارے

حادثات	:	واقعات	ناگہانی	:	اچانک
تلف	:	برباد	زرد	:	پیلا
تدبیر	:	سوچ۔کوشش	مصنوعی	:	بناوٹی۔نقلی
تنفس	:	سانس لینے کا عمل	خاطر خواہ	:	خواہش کے مطابق
اطلاع	:	آگاہی۔خبر	مقدار	:	اندازہ۔شمار۔وزن
روغن	:	تیل	اندیشہ	:	خطرہ

طبی امداد : وہ فوری اور تدبیری علاج جو ڈاکٹر کے پاس لے جانے سے پہلے کیا جاتا ہے۔

II واحد جمع لکھ کر یاد کیجئے۔

حادثہ	+	حادثات	حالت	+	حالات
حصہ	+	حصے	انگوٹھا	+	انگوٹھے
بیماری	+	بیماریاں	ہڈی	+	ہڈیاں
خطرہ	+	خطرے	ٹکڑا	+	ٹکڑے
حرکت	+	حرکتیں	پھیپھڑا	+	پھیپھڑے

III اضداد لکھ کر یاد کیجئے :

پہلی	×	آخری	بے ہوش	×	ہوش
ضروری	×	غیر ضروری	ٹھنڈا	×	گرم
ڈھیلا	×	سخت	مصنوعی	×	قدرتی

IV مناسب الفاظ سے خالی جگہ بھرتی کیجئے :

(1) جب ..... سوکھ جائے تو زخم پر صاف پٹی باندھ دیں۔

(2) بے ہوش آدمی کا ..... زرد ہو جاتا ہے۔

(3) مریض کے ..... لباس کو ڈھیلا کر دینا چاہئے۔

(4) ہر حالت میں ..... کو اطلاع کرنی چاہئے۔

(5) باہر کی ہوا ..... میں داخل ہوتی ہے۔

V جوڑ لگا کر جملے مکمل کیجئے:

میلی پٹی میں اکثر بیماریوں	-	حرکت نہ دیں۔
طبی امداد ملنے سے پہلے	-	زرد ہو جاتا ہے۔
ٹوٹی ہوئی ہڈی کو	-	ناریل کا تیل یا وازلین ملنا چاہئے
بے ہوش آدمی کا چہرہ	-	زخمی کی دیکھ بھال کریں۔
جلے ہوئے حصہ پر	-	کے جراثیم ہوتے ہیں۔

VI صحیح ہے یا غلط لکھئے :

(1) کبھی کبھی کھیل کود میں ہمارے جسم پر چوٹ آجاتی ہے۔

(2) پہلی طبی امداد کا جاننا ضروری نہیں۔

(3) میلی پٹی میں بیماریوں کے جراثیم ہوتے ہیں۔

(4) بے ہوش آدمی کا چہرہ لال ہو جاتا ہے۔

(5) بیمار کے آس پاس بھیڑ جمع نہیں ہونی چاہئے۔

VII درج ذیل سوالات کے جوابات لکھئے :



(1) فوری طبی امداد کسے کہتے ہیں؟

(2) فوری طبی امداد کس لئے ضروری ہے؟

(3) تیز دھار یا کسی نکیلے اوزار سے لگے زخم کے لئے کس طرح پہلی طبی امداد دی جائے؟

(4) بے ہوش آدمی کی کس طرح مدد کی جاسکتی ہے؟

(5) مصنوعی تنفس کس حادثے کے دوران عمل میں لایا جاتا ہے؟

(6) جلے ہوئے حصے پر کن چیزوں کا استعمال کرنا چاہئے؟

(7) کسی کے کپڑوں میں آگ لگنے پر پہلی طبی امداد کس طرح دینی چاہئے؟

(8) زہر ملا ہوا کھانا کھائے ہوئے شخص کی طبی امداد کیسے کرنی چاہئے؟

(9) مٹی کا تیل پی جانے سے کیا نقصان ہوجاتا ہے؟

(10) فوری طبی امداد دینے کے بعد کیا ڈاکٹر کو بلانا ضروری ہے؟

VIII تفصیلی جوابات لکھئے:

(الف) حادثات کے دوران پہلی طبی امداد کے مختلف مراحل پر تفصیلی نوٹ لکھئے۔

(ب) مصنوعی تنفس کی تدبیر کب اور کس طرح کرنی چاہئے؟ مفصل لکھئے ۔



عملی سرگرمی:

(الف) آپ کے کسی ساتھی کو شہد کی مکھی یا بھڑ نے کاٹ لیا ہے آپ اس کی مدد کیسے کریں گے۔

(ب) رات کے وقت بوڑھے پڑوسی کو بچھو نے کاٹ دیا ہے اور ڈاکٹر بھی دور ہے فوری طور پر آپ اس کا کیسے علاج کریں گے ؟

فکر انگیز اشعار

جو بات مناسب ہے وہ حاصل نہیں کرتے
جو اپنی گرہ میں ہے، اُسے کھو بھی رہے ہیں
بے علم بھی ہم لوگ ہیں غفلت بھی ہے طاری
افسوس کہ اندھے بھی ہیں اور سو بھی رہے ہیں

اکبر الہ آبادی

اکائی 8

حصّۂ غــزل

غزل

حنیف ساغؔر

سیکھنے کے مقاصد

- زندگی کو ایک ضابطہ اور اصول کے تحت گزارنا
- کسی کے احسان کو قبول مت کرنا
- دلوں میں محبت والفت کے پھول اگانا
- دردِ دل کی کیفیت کا کسی کے سامنے اظہار نہ کرنا

شاعر کا تعارف

حنیف ساغؔر ولادت : 15/ مئی 1927ء وفات: 25/ جنوری 2004ء

حنیف ساغؔر پونہ میں پیدا ہوئے، وہ غزل کے ایک معتبر اور مقبول شاعر تھے۔ان کا مجموعۂ کلام ''روشنی کا جلوس'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

کوئی دانستہ بھول مت کرنا — زندگی ، بے اصول، مت کرنا
یہ تو محنت کشوں کا غازہ ہے — صاف، چہرے کی دھول مت کرنا
جس میں شامل کسی کا احساں ہو — ایسی دنیا قبول مت کرنا
گل اگائے، جہاں جہاں تم نے — ان میں پیدا ببول مت کرنا
درد دل میں رہے تو اچھا ہے — سارے گھر کو ملول مت کرنا

دل بڑے کام کا ہے، اے ساغؔر
دل کی قیمت وصول مت کرنا

حاصلِ کلام

شاعر حنیف ساغر کہتے ہیں کہ انسان کو چاہئے کہ وہ جان بوجھ کر کوئی غلطی نہ کرے کیونکہ اس طرح کے کرنے سے زندگی بے اصول بن جاتی ہے، یہ دنیا مزدوروں کی آماجگاہ ہے، ان کی محنت ومشقت کرنے کی وجہ سے شاعر کو مزدوروں سے بے حد پیار اوران کے چہرے کی دھول حد سے زیادہ پسند ہے۔

شاعر بہت خوددار ہے اس لئے وہ یہ مشورہ دیتا ہے کہ کسی کا احسان قبول نہیں کرنا چاہئے، بلکہ لوگوں کے دلوں میں محبت کے پھولوں کو اگانا ہے، اوراس دوران کسی کے دل میں کانٹے نہیں بونا ہے۔

دل کے درد کو خود محسوس کریں اور گھر والوں کو اپنا درد سنا کر رنجیدہ نہ کریں، یہ دل بہت قیمتی چیز ہے، اس کی قیمت کسی سے وصول نہیں کرنا چاہئے۔

I الفاظ کے معانی اوراشارے

دانستہ	:	جان بوجھ کر	ببول	:	کانٹے کا جھاڑ
محنت کش	:	مزدور	غازہ	:	پاؤڈر
گل	:	پھول	ملول	:	غم گین

II اضداد لکھئے

بھولنا	×	یاد رکھنا	دانستہ	×	نادانستہ
صاف	×	گندہ	با اصول	×	بے اصول
گل	×	کانٹا	قبول	×	انکار
			ملول	×	مسرور

III درج ذیل الفاظ کی جمع لکھئے

زندگی	+	زندگیاں	چہرہ	+	چہرے
محنت	+	محنتیں	گل	+	گلوں
قیمت	+	قیمتیں	احسان	+	احسانات

IV قوسین میں دئے گئے الفاظ کی مدد سے مناسب ترین جواب منتخب کیجئے:

(1) کوئی ..... بھول مت کرنا

(الف) دانستہ (ب) نادانستہ (ج) انجان

(2) ..... بے اصول، مت کرنا

(الف) دنیا (ب) زندگی (ج) حیات

(3) یہ تو محنت کشوں کا .....ہے

(الف) ثمرہ (ب) نتیجہ (ج) غازہ

(4) ..... ، چہرے کی دھول مت کرنا

(الف) شفاف (ب) صاف (ج) پاک

V مصرعوں کو جوڑئے۔

جس میں شامل کسی کا - بول مت کرنا

ایسی دنیا - جہاں جہاں تم نے

گل اگائے - قبول مت کرنا

ان میں پیدا - احساں ہو

VI بحوالۂ متن تشریح کیجئے۔

(الف) درد دل میں رہے تو اچھا ہے
سارے گھر کو ملول مت کرنا

(ب) دل بڑے کام کا ہے، اے ساغرؔ
دل کی قیمت وصول مت کرنا

VII مختصر جوابات لکھئے۔

(1) کیسی بھول نہیں کرنی چاہئے؟

(2) شاعر کو چہرے کی دھول کیوں پسند ہے؟

(3) سارے گھر والے کب ملول ہو جائیں گے؟

(4) ''دل کی قیمت وصول مت کر '' اس مصرعہ کے ذریعہ شاعر کیا کہنا چاہتا ہے؟

(5) وہ شعر لکھئے جس سے معلوم ہو کہ شاعر بے حد خوددار ہے؟

اکائی 8

سرسری مطالعہ

ایک سوتیلی ماں ایسی بھی (خلاصہ)

منشی پریم چند



میں نے پہلی بیوی کی وفات کے بعد تین ماہ ہی میں دوسری شادی کر لی کیونکہ ہمارا منوا بھی چھوٹا تھا۔ میں نے پہلے ہی دن امبا سے صاف کہہ دیا کہ میں نے تم سے شادی صرف اس لئے کی ہے کہ تم میرے بھولے بچے کی ماں بنو اور ماں کا غم اس کے دل سے بھلا دو۔

دو ماہ گذر گئے۔ میں ہر شام منو کو ساتھ لے کر ہوا خوری کے لئے جایا کرتا تھا۔ لوٹتے وقت بعض دوست احباب سے بھی ملاقات ہو جاتی۔ ان صحبتوں میں منو بلبل کی طرح چہکتا۔ دراصل ان ملاقاتوں کی غرض لطفِ صحبت نہیں بلکہ منو کے طفلانہ کمالات کی نمائش تھی۔ جب احباب اس سے پیار کرتے، اس کی ذہانت اور فطری فراست کو سراہتے تو مجھ پر ایک نشہ سا طاری ہو جاتا تھا، خوشی کے مارے میں پھولا نہ سماتا تھا۔

ایک روز میں منو کے ساتھ بابو جوالا سنگھ کے مکان پر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ میرے بے تکلف دوستوں میں سے تھے۔ میرے اور ان کے درمیان کوئی راز نہ تھا۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ہم اپنی کمزوریاں اور خامیاں، اپنے خاندانی تنازعے اور مالی پریشانیاں آپس میں بیان کرتے تھے۔ نہیں۔ ہم ان بے تکلفی کے تذکروں میں بھی اپنے وقار کو مدّ نظر رکھتے تھے۔ سیاہ داغوں کو ہمیشہ چھپاتے تھے۔ راز داری میں ہی راز تھا۔ بے تکلفی میں تکلف۔

دفعتاً بابو جوالا سنگھ نے منو سے پوچھا کیوں منو تمہاری نئی اماں تمہیں خوب پیار کرتی ہے نا؟۔

میں نے مسکرا کر منو کی طرف دیکھا۔ اس کے جواب میں ''ہاں'' کی طرف سے مجھے کوئی اندیشہ نہ تھا۔ میں خوب جانتا تھا کہ امبا اسے دل سے پیار کرتی ہے مگر مجھے کتنا تعجب ہوا۔ جب منو نے اس سوال کا جواب زبان سے نہیں آنکھوں سے دیا آنسو کے کئی قطرے اس کی آنکھوں سے ٹپک پڑے۔

مجھ پر گھڑوں پانی پڑ گیا۔ ان چند قطروں نے امبا کے اس خوشنما اور دل آویز تصور کو مٹا دیا جو میں نے ان دو مہینوں میں تیار کیا تھا۔ جوالا سنگھ نے میری طرف ہمدردانہ انداز سے دیکھ کر منو سے کہا۔ ''کیوں روتے ہو بیٹا؟''۔

منو نے برجستہ کہا روتا نہیں ہوں! آنکھ میں دھواں لگ گیا تھا، جوالا سنگھ کا سوتیلی ماں کی ممتا پر شک کرنا ایک قدرتی امر تھا مگر حق یہ ہے کہ میں بھی شبہ سے خالی نہ تھا۔ مجھے یقین آ گیا تھا کہ امبا رحم اور محبت کی دیوی نہیں ہے جسے سراہتے میری زبان نہ تھکتی تھی۔ جب یہاں سے اٹھا تو میرا دل بھرا ہوا تھا۔

میں مکان کی طرف چلا تو سوچنے لگا کہ کیوں کر میں غصہ کا اظہار کروں؟ کیوں نہ منہ ڈھانپ کر لیٹ رہوں۔ امبا پوچھے تو ترش رو ہو

کر کہہ دوں ۔ سر میں درد ہے ۔ مجھے دق مت کرو ۔ کھانا کھانے کو اٹھائے تو کرخت لہجہ میں جواب دوں ۔ امبا ضرور سمجھ جائے گی کہ کوئی بات میری طبیعت کے خلاف ہوئی ہے ۔ خوشامد کرنے لگے گی ۔ اس وقت طنز وطعن سے اس کا کلیجہ چھلنی کر دوں گا ۔ پھر خیال آیا اس کا چہرہ دیکھ کر مجھے اپنے دل پر قابو بھی رہے گا ؟ آخر میں اپنی طبیعت پر زور ڈال کر ایک نقلی غصہ کی کیفیت پیدا کی اور ارادہ کیا کہ چلتے ہی چلتے برس پڑوں گا ۔ ایسا نہ ہو کہ تاخیر کی ہوائیں اس ابرِ خشک کو اُڑا لے جائیں ۔

مگر جوں ہی گھر پہنچا تو امبا نے دوڑ کر منو کو گود میں اٹھا لیا تھا اور پیار کر کے بولی ! '' تم آج اتنی دیر تک کہاں گھومتے رہے ؟'' چلو چلو دیکھو میں نے تمہارے لئے کیسی اچھی اچھی پھلواریاں بنائی ہیں ۔''

اس کے انداز میں ایسا نورانی خلوص تھا کہ میرے نقلی غصے کی دھندلی تاریکی بھی غائب ہوگئی ۔ میں نے سوچا ۔ اس دیوی پر بدگمانی کرنا انتہا درجے کا ظلم ہے ۔ منو نادان بچہ ہے ۔ ممکن ہے کہ ماں کو یاد کر کے رو پڑا ہو ۔

میں نے امبا کو نہ طعنے دئے ، نہ اس پر بگڑا ، نہ غصہ سے منہ لپیٹ کر سویا ، بلکہ اس سے بہت ملائم لہجے میں بولا '' منو نے آج مجھے بہت شرمندہ کیا ۔ خزانچی صاحب نے اس سے پوچھا کہ تمہاری نئی اماں تمہیں پیار کرتی ہیں یا نہیں ؟ تو وہ رونے لگا ۔ میں شرم کے مارے گڑ گیا ۔ یہ یتیم بچہ کا دل اس تصویر کی طرح ہے جس پر ہلکا پردہ پڑا ہو ۔ ہوا کی ہلکی جنبش بھی پردے کو ہٹا دیتی ہے اور خوشنما تصویر آنکھوں کے سامنے کھل جاتی ہے ۔

یہ باتیں کتنی ملائم تھیں تاہم امبا کا کھلا ہوا چہرہ کچھ افسردہ ہوگیا ۔ وہ آب دیدہ ہو کر بولی '' اس کا لحاظ تو مجھ سے جہاں تک ہو سکا پہلے ہی دن سے رکھا ہے ۔ پر یہ غیر ممکن ہے کہ میں منو کے دل سے ماں کا غم مٹاوں '' ۔

مجھے خوف تھا کہ اس گفتگو کا کہیں الٹا اثر نہ پڑے مگر دوسرے ہی دن سے مجھے امبا کے مزاج میں ایک نمایاں تغیر نظر آنے لگا ۔ میں اسے صبح سے شام تک منو ہی کی ناز برداریوں میں مصروف دیکھتا ۔ یہاں تک کہ اس دُھن میں اسے میری آسائش کا بھی خیال نہ رہتا ۔

ایک روز میں معمول سے قبل دفتر سے لوٹا ۔ منو کو دروازے پر دیوار کی طرف منہ کھڑے رکھے دیکھا ۔ مجھے اس وقت آنکھ مچولی کھیلنے کی شرارت سوجھی ۔ میں نے دبے پاؤں جا کر پیچھے سے منو کی آنکھیں بند کر دیں ۔ پر آہ اس کے دونوں رخسار آنسوؤں سے تر تھے ۔ میں نے فوراً ہاتھ ہٹا لیا ، گویا سانپ نے کاٹ لیا ہو ۔ دل پر ایک چوٹ سی لگی ۔ منو کو گود میں لے کر بولا ۔ '' منو ! کیوں رو رہے ہو '' ؟

میں نے اسے گلے سے لگا کر کہا ، '' اماں نے کچھ کہا تو نہیں ؟ ''

منو نے سسک کر کہا '' جی نہیں ۔ وہ تو مجھے بہت پیار کرتی ہیں '' ۔ مجھے یقین نہ آیا تو پوچھا '' وہ پیار کرتیں تو تم روتے کیوں ؟ اس دن خزانچی صاحب کے گھر بھی تم روئے تھے ۔ تم مجھ سے چھپاتے ہو ۔ شاید تمہاری اماں خفا ہوتی ہیں ۔ '' منو میری طرف طفلانہ متانت سے دیکھ کر بولا ۔ جی نہیں ۔ وہ مجھے پیار کرتی ہیں ۔ اس لئے مجھے بار بار رونا آجاتا ہے ۔ میری ماں مجھے بہت پیار کرتی تھیں ۔ وہ مجھے چھوڑ کر چلی گئیں ۔ نئی اماں اس سے بھی زیادہ پیار کرتی ہیں ۔ اس لئے مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں یہ بھی اسی طرح مجھے چھوڑ کر نہ چلی جائیں '' ۔

منو کو گود میں لئے ہوئے امبا کے پاس آیا اور مسکرا کر بولا '' ان سے پوچھو یہ کیوں رو رہے ہیں '' ؟ امبا چونک پڑی ۔ اس کے تو تیور چڑھ گئے بولی ، '' تم ہی پوچھو '' ۔

میں نے کہا ''یہ اس لئے روتے ہیں کہ تم انہیں بہت پیار کرتی ہو، اور ڈرتے ہیں کہ تم بھی پہلی اماں کی طرح چھوڑ کر نہ چلی جاؤ''۔ جس طرح گرد صاف کرتے ہی آئینہ چمک اٹھتا ہے، اسی طرح امبا کا چہرہ روشن ہو گیا۔ اس نے منو کو میری گود سے چھین لیا اور مادرانہ محبت سے اس کے رخساروں کا بوسہ لیا۔



حاصل مطالعہ

- بچوں کے ساتھ محبت بانٹنا۔
- دوست کتنا ہی گہرا کیوں نہ ہو، اپنے سارے راز نہ بتانا۔
- ظاہری حالت کو دیکھ کر فیصلہ نہ کرنا

I الفاظ کے معانی اور اشارے:

ہوا خوری	:	سیر و تفریح	چہکنا	:	خوش ہونا
لطف	:	مزہ	طفلانہ	:	بچپن
احباب	:	دوست	تنازعے	:	اختلافات
سیاہ	:	کالا	دفعتاً	:	اچانک
اندیشہ	:	خطرہ	تصور	:	خیال
حق	:	سچ	خفت	:	شرمندگی
دق کرنا	:	ستانا	چھلنی کرنا	:	توڑ دینا
بے اعتنائی	:	بے توجہی	ملائم	:	نرم
جنبش	:	حرکت	آب دیدہ ہونا	:	رونا
خوف	:	ڈر	تغیر	:	تبدیلی
آسائش	:	آرام	تر ہونا	:	بھیک جانا
چوٹ	:	زخم	خفا ہونا	:	غصہ ہونا

II مناسب ترین جواب منتخب کیجئے:

(1) دوست احباب سے مل کر منو ..... کی طرح چہچہاتا

(الف) طوطے (ب) بلبل (ج) مور

(2) منشی پریم چند کے بے تکلف دوست کا نام

(الف) بابو جوالا سنگھ (ب) امرت سنگھ (ج) بیدی سنگھ

(3) ..... کی ممتا پر شک کرنا ایک قدرتی امر تھا۔

(الف) سگی ماں (ب) خالہ ماں (ب) سوتیلی ماں

(4) یہ غیر ممکن ہے کہ میں منو کے دل سے ماں کا.....دور کردوں۔

(الف) رنج (ب) غم (ج) غصہ

(5) منو کے بار بار رونے کی وجہ .....

(ب) سوتیلی ماں کا مارنا (ب) اس بات کا ڈر کہ کہیں سوتیلی ماں بھی نہ مرجائے (ج) آنکھوں میں درد کا آنا



III مختصر جوابات لکھ کر یاد کیجئے:

(1) منو کو ہوا خوری کے لئے لے جانے کی وجہ کیا تھی؟

(2) سوتیلی ماں کی ممتا پر شک کرنے کا سبب کیا ہے؟

(3) منو کو گود میں اٹھا کر سوتیلی ماں نے کیا کہا؟

(4) منو کے رونے کی وجہ بتایئے؟

(5) امبا کا چہرہ کیوں روشن ہوگیا؟

IV۔ جواب تفصیل سے لکھئے۔

(1) کہانی 'ایک سوتیلی ماں ایسی بھی' کا خلاصہ اپنے الفاظ میں لکھئے۔

(2) منو کو کس بات کا دکھ تھا اور کس لئے اس کی آنکھیں نم رہتی تھی، اس کو اپنے الفاظ میں بیان کیجئے۔

اکائی 8

قواعد

مونث کی جمع بنانے کے قاعدے

قاعدہ (1)

اگر واحد مؤنث کے آخر میں '' ی '' ہو تو ایسے اسموں کی جمع بنانے کے لئے آخر میں '' اں '' بڑھاتے ہیں،

جیسے لڑکی سے لڑکیاں۔ مرغی سے مرغیاں۔ بکری سے بکریاں۔ کرسی سے کرسیاں۔ چھتری سے چھتریاں، وغیرہ۔

قاعدہ (2)

ایسے واحد مؤنث جن کے آخر میں الف ہو، ان کی جمع بنانے کے لئے '' ئیں'' زیادہ کرتے ہیں،

جیسے، گھٹا سے گھٹائیں۔ ہوا سے ہوائیں۔ صدا سے صدائیں۔

قاعدہ (3)

اگر واحد مؤنث کے آخر میں '' ی '' اور '' الف '' دنوں میں سے کوئی بھی حرف موجود نہ ہو تو ان کی جمع بنانے کا قاعدہ یہ ہے کہ ان کے آخر میں '' یں '' کا اضافہ کریں۔

مثلاً کتاب سے کتابیں۔ نماز سے نمازیں۔ رسید سے رسیدیں وغیرہ۔

قاعدہ (4)

اگر واحد مؤنث کے آخر میں '' یا '' ہو تو اسے جمع بنانے کے لئے نون غنہ (ں) زیادہ کرتے ہیں

جیسے گڑیا سے گڑیاں۔ بندریا سے بندریاں۔ ڈبیا سے ڈبیاں، وغیرہ۔

مشق :

(1) واحد مؤنث کے آخر میں '' ی '' ہو تو '' اں '' بڑھا کر جمع بنانے کی تین مثالیں لکھئے ؟

(2) واحد مؤنث کے آخر میں الف ہو تو '' ئیں '' بڑھا کر جمع بنانے کی دو مثالیں قلمبند کیجئے ؟

(3) کتاب نماز رسید ان الفاظ میں کون سا حرف بڑھا کر آپ جمع بنائیں گے بتائیے ؟

(4) گڑیاں بندریاں ڈبیاں ان تینوں الفاظ کا واحد لکھئے ؟

(5) درج ذیل الفاظ میں مناسب حروف استعمال کرتے ہوئے جمع بنائیے۔

لڑکی ہوا کتاب ڈبیا صدا بندریا

URDU READER - CLASS 7
List of Authors and Reviewer

Reviewer :

Mohamed Muslim
P. G. Asst., Mazharul Uloom HSS.,
Ambur-635802., Vellore District.

Authors :

Abdul Rahim .K
B.T. Asst. Islamiah HSS,
Pernambut-635 810. Vellore District.

Syed Masood Ahmed
B.T. Asst. Osmania HSS
Tirupattur, Vellore District.

Mohammed Aarif
B.T. Asst. , Govt. Urdu HSS
Hosur, Krishnagiri District.

Mohamed Jaweed Akram
B.T. Assistant, Islamiah Boys HSS
Vaniyambadi – 635 751. Vellore District

Co-Ordination

A. Palanivel Raj,
Assst. Professor,
SCERT, Chennai.

This book has been printed on 80 G.S.M.
Elegant Maplitho paper.

Co-ordination
Ramesh Munisamy

Urdu Typing , Layout
Mohamed Nusrath Sayeed
Taj Printers, Vaniyambadi.

Printed by offset at:

NOTES